اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ الْحِکْمَۃ

اُردو کے بلند پایہ شعرائے متقدمین و متاخرین کا منتخب کلام

خلوت کا مونس، جلوت کا شفیق، حضر کا دوست

سفر کا رفیق، طلبہ کا رہبر، طالبات کا زیور،

مؤلفہ

سیّد عظیم الدین حسن رضؒ سابق مہتمم خزانہ (ضلع)

موجودہ صدی کا نہایت نادر و نایاب تحفہ
اور ایسا نایاب تحفہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی

انتخابِ عظیم

المعروف بہ

چشمۂ عظیم

۱۳۶۸ھ

علمی۔ ادبی۔ تاریخی۔ قومی۔ حکمت۔ موعظت۔ فلسفہ
تغزل۔ تصوف کا بہترین مجموعہ اور ایسا جامع کہ اساتذہ
کے صدہا دواوین کی اوراق گردانی سے
بے نیاز کر دیتا ہے

فہرست اسمائے شعراء

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۳۳	انور حسین لکھنوی	آرزو	۲۰	۵۳
۳۴	الطاف احمد انصاری	آزاد	۶	۵۴
۳۵	سید محمد حسین حیدرآبادی	آزاد	۱۳	۵۴
۳۶	سید احمد حسین "	امجد	۱۷	۵۵
۳۷	مفتی سید اشرف علی "	اشرف	۲	۵۶
۳۸	اسد انصاری	اسد	۳	"
۳۹	شاہزادہ برار نواب میر حمایت علی خاں بہادر اعظم جاہ	اعظم	۲	۵۷
۴۰	نواب میر اکبر علی خاں	اکبر	۷	"
۴۱	آسی	آسی	۱	۵۸
۴۲	اسمعیل	اسمعیل	۱	"
۴۳	محمد علی خاں رامپوری	اثر	۱	"
۴۴	عبدالسمیع سیالکوٹی	اثر	۴	"
۴۵	احسان الحق مظفر نگری	احسان	۲	"
۴۶	جعفر علی خاں لکھنوی	اثر	۴	۵۹
۴۷	اختر شیرانی ٹونکی	اختر	۱	"
۴۸	امین حزین سیالکوٹی	امین	۲	"
۴۹	شاہ امید حیدرآبادی	امید	۱	"
۵۰	علی اختر	اختر	۶	"
۵۱	احتشام احمد	اسد	۱	۶۰
۵۲	امن لکھنوی	امن	۱	"
۵۳	اکمل جالندھری	اکمل	۱	"
۵۴	اعظم جلال آبادی	اعظم	۱	"
۵۵	اثر بلالی	اثر	۲	۶۱
۵۶	آغا شاعر	آغا	۱	"

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۵۷	افسوں	افسوں	۲	۶۱
۵۸	اختر لکھنوی	اختر	۱	"
۵۹	اعجاز صدیقی	اعجاز	۱	"
۶۰	کنور سید محمد اصغر علیخاں	اصغر	۱	۶۲
۶۱	آشفتہ	آشفتہ	۱	"
۶۲	سید قدرت اللہ حیدرآبادی	اخضر	۱	"
۶۳	سید محمد بادشاہ "	اظہر	۳	"
۶۴	نواب نصیر یار جنگ "	آباد	۷	"
۶۵	نواب محمد افسر الدین خاں "	افسر	۵	۶۳
۶۶	ڈاکٹر سید اختر احمد لکھنوی	اختر	۴	"
۶۷	نارائن پرشاد حیدرآبادی	اخگر	۱	"
۶۸	سید محمد زیدی الواسطی لکھنوی	اجلال	۷	۶۴
۶۹	یوسف خاں	آگاہ	۱	"
۷۰	الف خاں	الف خاں	۱	"
۷۱	انعام گوالیاری	انعام	۱	"

میزان اشعار ردیف الف = ۸۲۷

ردیف ب

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۷۲	بندہ شاہ رحیم حیدرآبادی	بندہ	۶	۶۵
۷۳	شاہزادہ بیدار بخت	بیدار	۶	"
۷۴	خواجہ احسن اللہ خاں	بیان	۱۰	۶۶
۷۵	بیتاب	بیتاب	۳	"
۷۶	شیخ امداد علی لکھنوی	بحر	۴۳	"

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۷۷	بادشاہ	بادشاہ	۳	۶۹
۷۸	راجہ محبوب نواز ونت حیدرآبادی	باقی	۱۱	"
۷۹	بے نظیر شاہ	بینظیر	۳	"
۸۰	منشی علی محمد خاں شاہجہانپوری	برق	۵	۷۰
۸۱	بیخود	بیخود	۲	"
۸۲	محمد حبیب الرحمٰن	بیدل	۴	"
۸۳	بقاء اللہ خاں اکبرآبادی	بقا	۴	۷۱
۸۴	میر نادر علی تجاری پوری	برتر	۱۱	"
۸۵	میر کاظم علی	باغ	۲	۷۲
۸۶	عابد مرزا	بیگم	۶	"
۸۷	عاشق حسین	بزم	۷	"
۸۸	بیدم شاہ وارثی	بیدم	۶	۷۳
۸۹	بہزاد لکھنوی	بہزاد	۱۲	"
۹۰	بیخود بھرت پوری	بیخود	۳	۷۴
۹۱	سنتوک رائے	بیتاب	۳	"
۹۲	غضنفر علیشاہ قادری حیدرآبادی	بیتاب	۱۰	"
۹۳	باقر بھوپالی	باقر	۱	۷۵

میزان اشعار ب = ۱۶۱
افزوں = ۹۸۸

ردیف ت

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۹۴	عبدالحی	تاباں	۱۱	"
۹۵	شاہ تراب کاکوروی	تراب	۱۰	۷۶
۹۶	تبسم	تبسم	۱	"
۹۷	تقی	تقی	۱	۷۷
۹۸	ترک علی شاہ	ترکی	۳	"
۹۹	امیر اللہ فیض آبادی	تسلیم	۱	"
۱۰۰	محمد جلال الدین حیدرآبادی	توفیق	۱۷	"
۱۰۱	تشنہ	تشنہ	۳	۷۸
۱۰۲	تصویر	تصویر	۲	"
۱۰۳	قادری شاہ محمد تاج الدین حیدرآبادی	تاج	۷	۷۹
۱۰۴	محمد تاج الدین قریشی "	تاج	۴	"

میزان اشعار ردیف ت = ۶۰
افزوں = ۱۰۴۸

ردیف ث

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱۰۵	نجم الدین بدایونی	ثاقب	۸	۷۹
۱۰۶	ذاکر حسین لکھنوی	ثاقب	۳	۸۰

میزان اشعار ث = ۱۱
افزوں = ۱۰۵۹

ردیف ج

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱۰۷	شیخ قلندر بخش	جرأت	۲۳	۸۰
۱۰۸	میر یار علی	جان	۹	۸۲
۱۰۹	خان عالی شان جعفر علیخاں	جعفر	۲	"
۱۱۰	جہانگیر	جہانگیر	۲	"
۱۱۱	حکیم سید ضامن علی لکھنوی	جلال	۳۰	۸۳
۱۱۲	جلیل القدر امام الفن نواب فصاحت جنگ جلیل	جلیل	۱۰۱	۸۴
۱۱۳	علی سکندر مرادآبادی	جگر	۴۰	۸۹

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۱۱۴	شہید ملت محمد علی	جوہر	۱۱	۹۱
۱۱۵	شبیر حسن ملیح آبادی	جوش	۸	//
۱۱۶	جوہر بجنوری	جوہر	۱	۹۲
۱۱۷	لالہ مادھو رام فرخ آبادی	جوہر	۲	//

میزان اشعار ج = ۲۲۹
افزوں = ۱۲۸۸

ردیف (چ)

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۱۱۸	پنڈت برج نارائن	چکبست	۱۰	

افزوں = ۱۲۹۸

ردیف (ح)

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۱۱۹	شیخ علی	حزیں	۳	۹۳
۱۲۰	میر حسن	حسن	۱۴	//
۱۲۱	شمس العلماء خواجہ الطاف حسین (پانی پتی)	حالی	۴	۹۴
۱۲۲	محتشم علی خاں	حشمت	۱	۹۶
۱۲۳	محمد علی	حشمت	۱	//
۱۲۴	حیدر علی	حیران	۱	//
۱۲۵	جعفر علی	حسرت	۴	۹۷
۱۲۶	حیا	حیا	۲	//
۱۲۷	حبیب علی شاہ حیدرآبادی	حبیب	۸	//
۱۲۸	سید محمد کاظم حسین کنتوری	حبیب	۶	//
۱۲۹	پروفیسر محمد عبد القدیر صدیقی حیدرآبادی	حسرت	۸	//
۱۳۰	سید فضل حسن موہانی	حسرت	۲۳	۹۹
۱۳۱	حسین علی بیگ	حسین بیگ	۱	۱۰۰
۱۳۲	شیخ ظہور الدین	حاتم	۱	۱۰۰
۱۳۳	محمد حفیظ جالندھری	حفیظ	۲۲	//
۱۳۴	آغا محمد کاشمیری	حشر	۳	۱۰۱
۱۳۵	سید حیدر بادشاہ حیدرآبادی	حیدر	۱۰	//
۱۳۶	حبیب لکھنوی	حبیب	۱	۱۰۲
۱۳۷	محمد عبد الرحیم صدیقی حیدرآبادی	حیرت	۵	//
۱۳۸	حزیں	حزیں	۱	۱۰۳
۱۳۹	سید حسن بدایونی	حیرت	۱	//
۱۴۰	حفیظ جونپوری	حفیظ	۳	//
۱۴۱	عبد المجید (پاکستانی)	حیرت	۹	//

میزان اشعار (ح) = ۱۶۷
افزوں = ۱۴۶۵

ردیف (خ)

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۱۴۲	سید معین الدین شاہ خاموش حیدرآبادی	خاموش	۴	۱۰۴
۱۴۳	سید محمد صدیق محبوب اللہ حیدرآبادی	خلق	۱۰	//
۱۴۴	میر مستحسن لکھنوی	خلیق	۲	۱۰۵
۱۴۵	میر دوست علی خاں (اودھ)	خلیل	۱۶	//
۱۴۶	حافظ سید محمد عمر قادری واعظ مسجد مکہ حیدرآبادی	خلیق	۲	۱۰۶
۱۴۷	نواب بہادر یار جنگ حیدرآبادی	خلق	۹	//
۱۴۸	حافظ خلیل حسن مانکپوری	خلیل	۲	۱۰۷
۱۴۹	منشی مرزا فدا علی لکھنوی	خنجر	۴	//
۱۵۰	میر یاور علی حیدرآبادی	خنجر	۱	//

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱۵۱	خانم	خانم	۲	۱۰۷
۱۵۲	آفتاب احمد	خلیق	۱	۱۰۸
	میزان اشعار خ	=	۵۳	
	افزوں	=	۱۵۱۸	
	ردیف د			
۱۵۳	خواجہ میر	درد	۴۰	۱۰۸
۱۵۴	کریم اللہ خاں	درد	۱	۱۱۰
۱۵۵	محمد فقیہ	دردمند	۱	//
۱۵۶	سلامت علی لکھنوی	دبیر	۱۳	//
۱۵۷	منکوب بیگ	درخشاں	۱	۱۱۱
۱۵۸	دیوانہ	دیوانہ	۱	//
۱۵۹	بلبل ہندوستان جہاں استاد نواب فصیح الملک مرزا خاں	داغ	۲۰۰	//
۱۶۰	دہقانی	دہقانی	۲	۱۲۱
۱۶۱	دل شاہجہاں پوری	دل	۳	//
۱۶۲	نواب شبیر جنگ حیدرآبادی	دل	۱	//
	میزان اشعار د	=	۲۶۳	
	افزوں	=	۱۷۸۱	
	ردیف ذ			
۱۶۳	ملک الشعرا خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم	ذوق	۱۰۰	//
	افزوں	=	۱۸۸۱	
	ردیف ر			
۱۶۴	نواب سید محمد خاں	رند	۱۰۰	۱۲۶
۱۶۵	میر علی اوسط	رشک	۴	۱۳۱
۱۶۶	روشن صدیقی	روشن	۲	۱۳۱
۱۶۷	سید آل رضا لکھنوی	رضا	۲	//
۱۶۸	محمد عبدالرحمٰن دہلوی	راسخ	۱۳	۱۳۲
۱۶۹	شیخ غلام علی عظیم آبادی	راسخ	۱	//
۱۷۰	رضوان	رضوان	۳	۱۳۳
۱۷۱	سید بندہ رضا بلگرامی	رضا	۲	//
۱۷۲	سید ریاض احمد خیرآبادی	ریاض	۱۲	//
۱۷۳	رحمت خاں	رحمت	۱	۱۳۴
۱۷۴	حاجی امیر خان حیدرآبادی	رنگ	۲	//
۱۷۵	غلام مصطفیٰ حیدرآبادی	رسا	۷	//
۱۷۶	رونق	رونق	۲	۱۳۵
۱۷۷	محمد عبدالرزاق بی سی ایس حیدرآبادی	راشد	۱	//
۱۷۸	سعادت یار خاں	رنگین	۱	//
۱۷۹	نواب عباس یار جنگ حیدرآبادی	رشید	۵	//
۱۸۰	حکیم ستگرو پرشاد	رہبر	۳	//
	میزان اشعار ردیف ر	=	۱۶۱	
	افزوں	=	۲۰۴۲	
	ردیف ز			
۱۸۱	مظہر علی	زار	۲	۱۳۶
۱۸۲	زار	زار	۱	//
۱۸۳	سید غلام محمد حیدرآبادی	زعم	۲	//
۱۸۴	علی احمد قنوجی	زیرک	۷	//

میزان اشعار (ر)	=	۱۲	
افزوں	=	۲۰۵۴	

ردیف س

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱۸۵	مرزا محمد رفیع	سودا	۵۵	۱۳۷
۱۸۶	سوز	سوز	۹	۱۳۹
۱۸۷	سراج الدین دکھنی	سراج	۴	۱۴۰
۱۸۸	رجب علی	سرور	۵	//
۱۸۹	میر محمد	سجاد	۲	۱۴۱
۱۹۰	سالک	سالک	۳	//
۱۹۱	سعدی	سعدی	۲	//
۱۹۲	سکندر	سکندر	۲	//
۱۹۳	پروفیسر وحید الدین	سلیم	۲	۱۴۲
۱۹۴	منشی درگا سہائے جہاں آبادی	سرور	۲۰	//
۱۹۵	سائل دہلوی	سائل	۳	۱۴۳
۱۹۶	عاشق حسین اکبرآبادی	سیماب	۵	//
۱۹۷	میر لیاقت علی حیدرآبادی	سیف	۱۲	//
۱۹۸	نواب تراب یار جنگ //	سعید	۱۱	۱۴۴
۱۹۹	ساز	ساز	۱	۱۴۵
۲۰۰	ساغر نظامی	ساغر	۳	//
۲۰۱	ساحر بریلوی	ساحر	۳	//
۲۰۲	ساحر دہلوی	ساحر	۳	//
۲۰۳	سدرشن	سدرشن	۱	۱۴۶
۲۰۴	سید شاہ یحییٰ عالم حیدرآبادی	سردار	۳	۱۴۶
۲۰۵	پروفیسر آغا سروش لکھنوی	سروش	۷	//
۲۰۶	سحر	سحر	۱	۱۴۷
۲۰۷	محمد عظمت اللہ خاں حیدرآبادی	سرمد	۳	//
۲۰۸	سید حسین حیدرآبادی	سیفی	۸	//
۲۰۹	میر عابد علی //	سعید	۵	//
۲۱۰	سید محی الدین بی اے //	سیف	۵	۱۴۸
۲۱۱	سرور //	سرور	۱	//

میزان اشعار (س)	=	۱۷۹	
افزوں	=	۲۲۳۳	

ردیف ش

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۲۱۲	شہرت	شہرت	۲	//
۲۱۳	نواب مصطفیٰ خاں	شیفتہ	۶	۱۴۹
۲۱۴	کرامت علی خاں	شہیدی	۲۲	//
۲۱۵	مہاراجہ چندو لعل حیدرآبادی	شاداں	۷	۱۵۰
۲۱۶	میر یمین السلطنتہ کشن پرشاد	شاد	۱۱	۱۵۱
۲۱۷	مسٹر دانیال	شکر	۵	//
۲۱۸	شمس العلماء شبلی محمد نعمانی	شبلی	۱۱	۱۵۲
۲۱۹	سید محمد علی عظیم آبادی	شاد	۳۰	//
۲۲۰	سید محمد کاظم حسین کنتوری	شیفتہ	۳	۱۵۴
۲۲۱	مفتی میر اعظم علی حیدرآبادی	شایق	۱۹	//
۲۲۲	خان بہادر عبدالکریم خاں	شمشیر	۵	۱۵۵

۲۲۳	شوق آغائی	شوق	۲	۱۵۵
۲۲۴	شاہزادہ نواب شجاعت علیخاں بہادر (اعظم جاہ)	شجیع	۹	۱۵۶
۲۲۵	نواب شہید یار جنگ حیدرآبادی	شہید	۲	۱۵۷
۲۲۶	انشاء اللہ تھانوی	شوکت	۶	″
۲۲۷	حسن علی	شوق	۱	″
۲۲۸	شیخ احمد علی اورنگ آبادی	شاب	۱۰	۱۵۸
۲۲۹	خواجہ حسن شریف حیدرآبادی	شوق	۱	″

میزان اشعار ش = ۱۵۶
افزوں = ۲۲۸۹

ردیف ص

۲۳۰	میر وزیر علی لکھنوی	صبا	۱۰	″
۲۳۱	صاحب عالم	صاحب عالم	۳	۱۵۹
۲۳۲	آغا محمد داؤد حیدرآبادی	صحو	۵	″
۲۳۳	سید علی نقی لکھنوی	صفی	۱۶	۱۶۰
۲۳۴	محمد بہبود علی اورنگ آبادی	صفی	۱۳	۱۶۱
۲۳۵	حبیب الدین حیدرآبادی	صغیر	۴	″
۲۳۶	سید مبارک	صبر	۱	۱۶۲

میزان اشعار ص ۵۲
افزوں ۲۳۴۱

ردیف ض

۲۳۷	میر ضاحک	ضاحک	۱	″
۲۳۸	سید ضیاء	ضیا	۳	″
۲۳۹	سید ضامن علی	ضامن	۲۰	۱۶۲
۲۴۰	سید محمد ضامن کنتوری	ضامن	۲۸	۱۶۳
۲۴۱	سید ہاشم حسین لکھنوی	ضو	۴	۱۶۵

میزان اشعار (ض) = ۵۶
افزوں = ۲۴۹۷

ردیف ط

۲۴۲	پروفیسر غلام طیب	طیب	۲	″

افزوں = ۲۴۹۹

ردیف ظ

۲۴۳	سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ	ظفر	۴۰	″
۲۴۴	راقم الدولہ سید ظہیر الدین حسن دہلوی	ظہیر	۴۰	۱۶۷
۲۴۵	ظفر علی خاں	ظفر علیخاں	۴	۱۶۹

میزان اشعار (ظ) = ۸۴
افزوں = ۲۵۸۳

ردیف ع

۲۴۶	مرزا گھسیٹا	عشق	۱	۱۷۰
۲۴۷	بھکاری داس	عزیز	۱	″
۲۴۸	حکیم آغا جان	عیش	۱	″
۲۴۹	عاقل	عاقل	۳	″
۲۵۰	شاہ رکن الدین	عشق	۱	″
۲۵	مہدی علی خاں	عاشق	۲	۱۷۱
۲۵۲	منشی امداد علی	علوی	۶	″

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۲۵۳	کریم اللہ چشتی حیدرآبادی	عاشق	۳	۱۷۱
۲۵۴	جلالت الملک ہز اگزالٹیڈ ہائنس سابع نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف	عثمان	۹	۱۷۲
۲۵۵	نواب صولت جنگ حیدرآبادی	عابد	۲	۱۷۳
۲۵۶	نواب عزیز یار جنگ 〃	عزیز	۵۰	〃
۲۵۷	رحمت زمانی بیگم ہر ہائینس رامپور	عصمت	۲	۱۷۵
۲۵۸	عرفی	عرفی	۲	〃
۲۵۹	عزیز دہلوی	عزیز	۱	۱۷۶
۲۶۰	عرش	عرش	۲	〃
۲۶۱	راجہ بہادر نرسنگ راج حیدرآبادی	عالی	۱۰	〃
۲۶۲	حافظ ابونعیم 〃	عیش	۱۰	۱۷۷
۲۶۳	عبدالعزیز صدیقی 〃	عزیز	۱	〃
۲۶۴	غلام شاہد 〃	عاقل	۱	〃
۲۶۵	علی احمد 〃	علی	۵	〃
۲۶۶	نواب غلام محمد صدیق 〃	عابد	۳	۱۷۸
۲۶۷	گروچرن داس سکینہ	عاجز	۱	〃
	محمد حمید الدین حسامی حیدرآبادی	عاقل	ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۲	

میزان اشعار (ع) = ۱۱۷
افزوں = ۲۷۰۰

ردیف (غ)

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۲۶۸	دبیر الملک مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی	غالب	۱۸۱	۱۷۸

افزوں = ۲۸۸۱

ردیف ف

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۲۶۹	اشرف علی	فغاں	۱۶	۱۸۷
۲۷۰	حافظ میر شمس الدین محمد حیدرآبادی	فیض	۲۰	۱۸۸
۲۷۱	نواب مشرف جنگ	فیاض	۲	۱۸۹
۲۷۲	فقیہہ	فقیہہ	۲	〃
۲۷۳	پروفیسر محمد عبدالمقتدر صدیقی حیدرآبادی	فضل	۷	〃
۲۷۴	جسٹس مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی	فرحت	۲	۱۹۰
۲۷۵	شوکت علی خاں بدایونی	فانی	۱۵	〃
۲۷۶	عبدالولی حیدرآبادی	فروغ	۴	۱۹۱
۲۷۷	امیر حسن	فروغ	۴	〃
۲۷۸	مسٹر نجمن جانسٹن	فلاطون	۲	〃
۲۷۹	مسٹر فران کوئیس	فراسو	۱	۱۹۲
۲۸۰	رگھوپتی سہائے گورکھپوری	فراق	۲	〃
۲۸۱	محمد عبدالغفور صدیقی حیدرآبادی	فاضل	۲	〃
۲۸۲	پروفیسر محمد عبدالصبور 〃	فضیلت	۵	〃
۲۸۳	محمد حسین خاں	فاضل	۱۰	۱۹۳
	پروفیسر واعظ محمد حسام الدین حیدرآبادی	فاضل	ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۳	

میزان اشعار (ف) = ۸۵
افزوں = ۲۹۶۶

ردیف ق

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۲۸۴	امیر الملک خواجہ اسد علیخاں	قلق	۶۳	۱۹۳
۲۸۵	قیام الدین 〃 〃	قائم	۱	۱۹۶

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۲۸۶	شیخ محمد	قائم	۴	۱۹۶
۲۸۷	قائم	قائم	۱	"
۲۸۸	سید غلام حسین بلگرامی	قدر	۴۴	"
۲۸۹	قلندر	قلندر	۲	۱۹۹
۲۹۰	بدھ سنگھ	قلندر	۱	"
۲۹۱	سید عبدالقادر	قانع	۱	"
۲۹۲	قیس	قیس	۲	"
۲۹۳	بدیع الدین حیدرآبادی	قیس	۴	"
۲۹۴	نواب قدرت نواز جنگ حیدرآبادی	قدرت	۳	۲۰۰
۲۹۵	سید یحییٰ حسینی حیدرآبادی	قدر	۴	"
۲۹۶	صوفی عبدالقدیر شاذلی جونپوری	قدیر	۱	"
	میزان اشعار (ق) = ۱۳۱			
	افزوں = ۳۰۹۷			
	ردیف ک			
۲۹۷	کافی	کافی	۴	۲۰۱
۲۹۸	سید رضی الدین حسن حیدرآبادی	کیفی	۲۵	"
۲۹۹	پنڈت برج موہن دتاتریہ دہلوی	کیفی	۱۰	۲۰۲
۳۰۰	نواب کاظم جنگ حیدرآبادی	کاظم	۴	۲۰۳
	میزان اشعار (ک) = ۴۳			
	افزوں = ۳۱۴۰			
	ردیف گ			
۳۰۱	فقیر محمد خاں	گویا	۳۰	۲۰۳
۳۰۲	محمد فیض اللہ حیدرآبادی	گہر	۱	۲۰۵
	میزان اشعار گ = ۳۱			
	افزوں = ۳۱۷۱			
	ردیف ل			
۳۰۳	لا اعلم	لا اعلم	۲	"
۳۰۴	نواب لطف الدولہ حیدرآبادی	لطف	۲	"
۳۰۵	لعل	لعل	۲	"
۳۰۶	نواب لطیف الدین خاں حیدرآبادی	لطیف	۳	۲۰۶
	میزان اشعار (ل) = ۹			
	افزوں = ۳۱۸۰			
	ردیف (م)			
۳۰۷	مرزا جان جاناں	مظہر	۵	۲۰۶
۳۰۸	میر تقی	میر	۹۹	"
۳۰۹	شیخ غلام محمد ہمدانی	مصحفی	۳۸	۲۱۱
۳۱۰	حکیم مومن خاں دہلوی	مومن	۱۰۴	۲۱۳
۳۱۱	شیخ شرف الدین	مضمون	۱	۲۱۸
۳۱۲	حاتم علی	مہر	۱	"
۳۱۳	سید اسمٰعیل حسین لکھنوی	منیر	۲۹	"
۳۱۴	منشی تلوک چند	محروم	۷	۲۱۹
۳۱۵	الٰہی بخش	معروف	۳	۲۲۰
۳۱۶	میر نظام الدین پانی پتی	ممنون	۳	"
۳۱۷	معین الدین	معین الدین	۲	"

نمبر	نام	تخلص	تعداد	صفحہ
۳۱۸	محبت خاں	محبت	۱	۲۲۱
۳۱۹	حافظ علی	ممتاز	۴	″
۳۲۰	مست	مست	۱	″
۳۲۱	مرتضیٰ	مرتضیٰ	۱	″
۳۲۲	مسکین شاہ	مسکین	۲	۲۲۲
۳۲۳	افتخار الشعراء اعتبار الملک اقتدار جنگ خان بہادر سید افتخار حسین خیرآبادی	مضطر	۱۵	″
۳۲۴	ڈاکٹر سید احمد حسین حیدرآبادی	مائل	۶	۲۲۳
۳۲۵	مسٹر سلویرا	مفتون	۱	″
۳۲۶	ماجد حسن	ماجد حسن	۱	″
۳۲۷	شمس الحق سجاد علی تھانوی	میکش	۳	″
۳۲۸	نواب نثار یار جنگ	مزاج	۱۲	۲۲۴
۳۲۹	محوی صدیقی	محوی	۲	″
۳۳۰	ماہر القادری	ماہر	۷	۲۲۵
۳۳۱	نواب معین الدولہ حیدرآبادی	معین	۱۲	″
۳۳۲	نواب منظور جنگ	منظور	۲	۲۲۶
۳۳۳	مونس احمد	مونس	۴	″
۳۳۴	ملا انو نراین لکھنوی	ملا	۴	″
۳۳۵	صاحبزادہ نواب میر محمد علیخاں	میکش	۶	۲۲۷
۳۳۶	سید محمد مرزا لکھنوی	مہذب	۴	″
۳۳۷	مذاق حیدرآبادی	مذاق	۱	″

میزان ردیف م = ۳۸۱

الفزوں = ۳۵۶۱

نمبر	ردیف ن	تخلص	تعداد	صفحہ
۳۳۸	محمد شاکر	ناجی	۲	۲۲۸
۳۳۹	شیخ امام بخش لکھنوی	ناسخ	۱۰۸	″
۳۴۰	شاہ نصیر الدین	نصیر	۴۹	۲۳۳
۳۴۱	اصغر علی خاں دہلوی	نسیم	۳۹	۲۳۵
۳۴۲	پنڈت دیاشنکر لکھنوی	نسیم	۱۴	۲۳۷
۳۴۳	نظام	نظام	۲	۲۳۸
۳۴۴	ولی محمد اکبرآبادی	نظیر	۸	″
۳۴۵	نواب کلب علیخاں رامپوری	نواب	۷	۲۳۹
۳۴۶	نواب حیدر یار جنگ طباطبائی	نظم	۱۶	″
۳۴۷	سید محمد نوح ناروی	نوح	۱۷	۲۴۰
۳۴۸	نادان	نادان	۱	۲۴۱
۳۴۹	نثار	نثار	۳	″
۳۵۰	شاہ نیاز احمد بریلوی	نیاز	۱	″
۳۵۱	نیاز فتح پوری	نیاز	۲	۲۴۲
۳۵۲	نواب میر محمد علی خاں حیدرآبادی	ناظم	۲	″
۳۵۳	نامعلوم	نامعلوم	۲	″
۳۵۴	نار دہلوی	نار	۱	″
۳۵۵	نواب محمد نجیب الدین خاں حیدرآبادی	نجیب	۳	″
۳۵۶	نوبت رائے لکھنوی	نظر	۱	۲۴۳
۳۵۷	محمد عبد المقتدر خاں حیدرآبادی	ناظم	۴	″
۳۵۸	نواب معین یار جنگ ″	نعیم	۱	″

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۳۵۹	نثار	نثار	۱	۲۴۳
	میزان اشعار (ن) = ۲۸۴			
	افزوں = ۳۸۴۵			
	ردیف (و)			
۳۶۰	شمس الدین ولی اللہ دکھنی	ولی	۳	۲۴۴
۳۶۱	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	ولی	۵	״
۳۶۲	خواجہ محمد وزیر لکھنوی	وزیر	۴۳	״
۳۶۳	افتخار علیشاہ حیدرآبادی	وطن	۱۴	۲۴۶
۳۶۴	شمس العلماء نواب عزیز جنگ	ولا	۷	۲۴۷
۳۶۵	رضا علی (کلکتہ)	وحشت	۲	۲۴۸
۳۶۶	وحشی	وحشی	۱	״
۳۶۷	وصفی	وصفی	۱	״
۳۶۸	عبدالصمد	وصفی	۲	״
۳۶۹	نواب محمد عمر خاں حیدرآبادی	وفا	۲	״
	میزان اشعار و = ۸۰			
	افزوں = ۳۹۲۵			
	ردیف ھ			
۳۷۰	حکیم عاشق حسین جالی حیدرآبادی	ہاتف	۳	۲۴۹
۳۷۱	پرنسپل دارالعلوم محمد سعادت اللہ خاں	ہوش	۲	״

نمبر	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۳۷۲	نواب کاظم علیخاں شاہجہانپوری	ہجر	۳	۲۴۹
۳۷۳	ہوش	ہوش	۱	״
	میزان اشعار ھ = ۹			
	افزوں = ۳۹۳۴			
	ردیف ی			
۳۷۴	غلام مصطفیٰ	یکرنگ	۲	۲۵۰
۳۷۵	انعام اللہ خاں	یقین	۱۴	״
۳۷۶	یوسف قدیری	یوسف	۲	۲۵۱
۳۷۷	مرزا یاس چنگیزی	یگانہ	۳	״
۳۷۸	یزدانی جالندھری	یزدانی	۱	״
	میزان اشعار (ی) = ۲۱			
	افزوں = ۳۹۵۵			
	حسب ذیل شعرائے اپنا کلام بہ زیر مرحمت فرمایا			
۱/۳۷۹	پروفیسر محمد حسام الدین فاضل حیدرآبادی	فاضل	۱۱	۲۵۲
۲/۳۸۰	محمد حمید الدین حسامی	عاقل	۱	״
	میزان = ۱۲			
	افزوں = ۳۹۶۷			
	اشعار متفرق (الاحد) = ۳۳			۲۵۳
	افزوں = ۴۰۰۰			

جملہ تعداد شعرائے کرام ۳۸۰ جملہ تعداد اشعار ۴۰۰۰

شبیہ سید عظیم الدین حسن مولف انتخاب عظیم
المعروف بہ چشمۂ عظیم
۱۳۶۸ ھ
سابق مہتمم خزانہ (ضلع) ریاست حیدرآباد دکن
بہ عمر ۵۹ سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

تمتع ز ہر گوشۂ یافتم
ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

(سعدیؒ)

اوائلِ عمر ہی سے مجھ کو شعر و سخن کی طرف طبعی میلان تھا۔ جہاں دوپہر میں وقفہ ہوا چند ہم عمر جمع ہوگئے اور بیت بازی شروع ہوگئی۔ یہ سلسلہ ۱۴۔ ۱۵ سال کی عمر تک قائم رہا۔ لیکن بہ عمرِ ۱۶ سال ۱۹۰۷ء میں جبکہ بجماعت منشی عالم، ابو الفضل، اخلاق ناصری، قصائد خاقانی، انوری وغیرہ پڑھنے لگا اور اوس وقت بڑے بڑے نامی گرامی شعراء کے دواوین نظر سے گذرنے لگے تو آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ شاعری بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ شعر کہنے کے لئے سب سے پہلے مناسبت شرط ہے اور پھر اس کے بعد قابلیت و لیاقت۔ لازم و ملزوم۔ اگر لیاقت ہو مناسبت نہ ہو۔ یا اس کے برعکس مناسبت تو ہو مگر لیاقت نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص شعر کو موزوں تو کرسکتا ہے۔ مگر شاعر نہیں بن سکتا۔ ؎

سخن گفتن و بکرِ جاں سُفتن است
نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

(نظامیؒ)

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جیسے کچھ بھی اناپ شناپ شعر کہہ لیا کرتا تھا اس کا خیال مطلق ترک کردیا۔ برسرِ موقع ایک دو دفعہ علامہ مفتی نواب ضیا یار جنگ بہادر ضیاؔ نے بھی کمترین کو یہ ارشاد

فرمایا تھا کہ تم کو شعر و سخن سے بہت مناسبت ہے اگر فارسی میں کہو گے تو ترقی کی امید ہے۔ مگر اس کو میری پست ہمتی کہئے یا مرعوب ذہنیت! پاسِ ادب تصور کیجیے یا نا قابلیت۔ وہ جو خیال دل میں بیٹھ گیا کا اَلنَّقشُ فِی الحَجَر کی طرح کبھی نہ مٹا۔ اس کے ماسوائے ہر وقت اس خیال سے بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کونسی ایسی بات ہے جس کو قدماء نے رکھ چھوڑا ہے جس کی اب ہم تکمیل کرنے بیٹھے ہیں۔ بہر حال شاعری کے ترکِ خیال کے ساتھ ہی ساتھ فارسی اور اردو کے جو بھی شعر مجھ کو اچھے معلوم ہوتے تھے اون کو ایک بیاض میں لکھ لیا کرتا تھا۔ فارسی کے شعر تو خیر؟ تھوڑے بہت جمع ہو گئے۔ مگر اردو کے شعر جن کی تعداد کوئی دس بارہ ہزار سے کم نہ ہوگی اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ احباب کی جانب سے اس کی طباعت کے لئے فرمائشات کی بھرمار شروع ہو گئی۔ مگر چونکہ مختلف مشکلات کے باعث پورے ذخیرۂ کلام کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے اس ذخیرہ سے سرِدست صرف چار ہزار شعر پیش کئے جا رہے ہیں۔ قدردان نگاہوں نے میری برسوں کی محنتِ شاقہ کا اگر صحیح اندازہ کیا، اور حوصلہ افزائی فرمائی تو انشاء اللہ دوسرے اڈیشن میں باقی ماندہ ذخیرہ بھی ہدیۂ ناظرین کر دیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں مجھ کو اپنے عزیز جمیع شعرائے کرام شمال و جنوبِ ہند سے توقع ہے کہ اُس بلند و اعلیٰ مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے (جس کی تصریح تحصیل حاصل ہے) اپنا اپنا منتخب اور معیاری کلام (کم از کم ۱۵-۲۰) شعر بغرض شرکت اڈیشن دوم بغیر کسی تامل و تکلف کے مرحمت فرما کر زبانِ اردو کی حقیقی سرپرستی فرماویں گے۔ اور نیز منتخبہ اشعار مجموعۂ ہذا کے حُسن و قبح و نیز دیگر خامیوں کی نسبت اپنی بیش بہا رائے سے بھی مجھ کو مطلع فرمایا جائے تو "سُبحان اللہ"! منّت بر منّت ہوگا۔

اگرچہ سو، پون سو، برس پہلے اور بعد چند شعراء کے تذکرے اور ان کا کچھ نمونۂ کلام بھی چھپا ہے۔ لیکن اگر اس کے نسبت اپنا خیال ظاہر کروں تو شاید چھوٹا مُنہ بڑی بات سمجھی جائے۔ لہٰذا اس بحث کو یہیں ختم کر کے عرض کرتا ہوں کہ بڑے بڑے قابل حضرات نے اس مجموعہ کو ملاحظہ فرما کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور جامع الفاظ میں اوس کی اس طرح تعریف فرمائی گئی کہ

زیادہ ماسر تھس

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است

(نظیری)

اس انتخاب میں ایک خاص جدّت یہ پیدا کی گئی ہے کہ جو بھی شعر منتخب کیا گیا ہے اگر اسی بحر و قافیہ و ردیف میں کسی اور شاعر یا شاعروں کا کلام بھی موجود رہے تو ایسے تمام تر شعراء کے ہر منتخب شعر کے محاذی ایک دوسرے کے کلام کا حوالہ فٹ نوٹ میں نہایت وضاحت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ کوشش تو یہاں تک کی گئی ہے کہ اگر بحر و ردیف ایک ہو اور صرف قافیہ دوسرا۔ یا اگر بحر بدلی ہوئی ہو۔ اور قافیہ ردیف ایک ہو تو ان سب صورتوں میں بھی حسب صراحت صدر عمل کیا گیا ہے۔ تاکہ صاحبانِ ذوق نہ صرف منتخب اشعار ہم ردیف و قافیہ سے لطف اندوز ہو سکیں بلکہ مقابلتاً مختلف پہلوؤں سے لکھنے اور ادا کرنے والے شعراء کے ہر اندازِ بیان سے پوری پوری طرح واقف ہو جائیں۔ اور ایک بے نظیر مشاعرہ کا لطف آجائے۔ یہ کام درحقیقت اسقدر سخت محنت طلب اور پیچیدہ تھا کہ عرصہ دراز تک مجھے اس کی ترتیب و تکمیل کے لئے وقف ہو جانا پڑا۔ اور ایک ایک شعر پر انتہائی دیدہ ریزی کرنی پڑی۔ اس نوبت پر جہاں تک میرا مطالعہ ہے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کی جدّ و جہد آج تک کسی نے نہیں کی۔ لیکن اگر زحمت و تکلیف ہی کا خیال ملحوظ رکھکر مجموعۂ ہذا کو اس شکل میں پیش نہ کیا جاتا جیسی کہ موجودہ صورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا انتخاب "شیر بے شکر" یا "طعام بے نمک" کا مصداق ہوتا۔

اس انتخاب میں حسب ذیل امور پیش نظر رہے ہیں۔

(۱) صرف اُردو کے شعراء کا کلام چاہے اُس کا تعلق ہندو، مُسلم، سکھ، عیسائی، پارسی کسی فرقہ و مذہب سے کیوں نہ ہو منتخب کیا گیا ہے بمصداق۔ ع باید متاع نیکو از ہر دکاں کہ باشد

(۲) صرف وہی شعر منتخب کیا گیا ہے جو اپنی پسند کا ہے۔ ذوق اور طبیعت کے اختلاف کی بناء پر ممکن ہے کہ جو شعر اپنا پسندیدہ ہو وہ دوسرے کی پسند کا نہ ہو۔ یا دوسرے کا پسندیدہ شعر اپنے انتخاب میں نہ آئے یا میں نے کہیں دیکھا یا سُنا ہی نہ ہو۔ یا تنگیٔ داماں کاغذ کی وجہ عشرتی کے اس شعر کے موجب اس کے انتخاب میں مجبوری لاحق ہوئی ہو۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو زداماں گلہ دارد
(عشرتی)

(۳) شعرائے کرام کی ترتیب بہ لحاظ حروفِ تہجی کی گئی ہے۔ اور تا حدِ معلومات کوشش

کی گئی ہے کہ متقدمین کا کلام پہلے آئے۔ اور متاخرین کا اس کے بعد؟

(۴) ہر شعر کے ساتھ اوس کے مصنف کا نام صحتِ نقل کے ساتھ اپنی حدِ تحقیق تک ظاہر کردیا گیا ہے۔

(۵) بعض اشعار کی نسبت سر دست شاعر کا نام نہ معلوم ہونے سے کتاب کے آخر میں (لاَحِدِ) کے نام سے اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض حضرات کا کلام بروقت وصول نہ ہونے سے بلالحاظِ ترتیب آخر میں اس کو درج کیا گیا۔

(۶) اس مجموعہ میں حسب صراحتِ فہرست (۳۸۰) شعراء کا کلام موجود ہے اور (۴۰۰۰) اشعار ہیں

(۷) اس مجموعہ میں ادبی، اخلاقی، تاریخی، قومی، حکمت، موعظت، فلسفہ، تغزل، تصوف۔ مختلف مذاق اور مختلف خیال کے شعر ملیں گے۔ لیکن مُخرّبِ اخلاق اشعار سے احتراز کیا گیا۔

اس کتاب کا نام **انتخابِ عظیم** المعروف بہ **چشمۂ عظیم** ۱۳۶۸ھ (تاریخی) (مستخرجۂ مولف) رکھا گیا ہے۔

اُمید ہے کہ یہ مجموعہ ارباب ذوق کے لئے نہایت دلچسپ، مفید، خلوت کا مونس جلوت کا شفیق، حضر کا دوست، سفر کا رفیق۔ طلبہ کا رہبر اور طالبات کا زیور ثابت ہوگا آخر پر اپنی تمام کوتاہیوں اور لغزشات کی نسبت معذرت چاہتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ ایسے انقلابی اور نازک دور میں اس ہیچمدان نے زبانِ اُردو کی جو خدمت انجام دی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے (آمین) وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہ فقط

خاکسار سید عظیم الدین حسن کان اللہ لہٗ

ردیف الف

[٦ شعر] میاں نجم الدّین عرف شاہ مبارک آبرو

مصرع	شاعر	مصرع
نالہ ہمارے دل کا غم کا گواہ بس ہے	(آبرو)	دینے کے تئیں شہادت انگشتِ آہ بس ہے
آیا ہے صبح نیند سے اُٹھ رسمسا ہوا	"	جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا
انداز سے زیادہ نپٹ ناز خوش نہیں	"	جو خال اپنی حد سے بڑھا سو مسا ہوا
جلتا ہے اب تلک تیرے مکھڑے کے رشک سے	"	ہر چند ہو گیا ہے چمن کا چراغ گل
دُور خاموش بیٹھ رہتا ہوں	"	اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
پھرتے تھے دشت دشت دیوانے کدھر گئے	"	وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

محمد احسن احسن[2]

ایک شعر
۷ افزون

لام نستعلیق کا ہے اس بت خوشخط کی زلف	احسن	ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے

سراج الدین علی خاں آرزو[3]

۳ شعر
۱۰ افزون

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہوویگا	آرزو	مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لیکے رو ویگا
ب راز دل چھپاتا ہے بے سود آرزو	"	لی میں نے ٹھنڈی سانس تو وہ مسکرا دیا
رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے	"	چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

سید انشاء اللہ خاں انشاء[4]

۳۱ شعر
۴۱ افزون

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی	انشاء	کہ آخر بدنما لگتا ہے دیکھو چاند کو گہنا
مجھے کیوں نہ آئے ساقی نظر آفتاب الٹا	"	کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب الٹا
عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان	"	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا
جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا	"	لگا کے برف میں ساقی صراحیٔ مے لا
نزاکت اس گل رعنا کی دیکھیو انشاء	"	نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا
پرتو سے چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا	"	پھولوں کی سیج پر آ کر دے چراغ ٹھنڈا
ہیں نے جب درد دل کہا بولے	"	بس جی بس چپ رہو ہوا معلوم
دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہیں	"	کہ ابھی عرش کو چاہے تو ہلا سکتے ہیں
مجھ سے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں	"	منہ تو دیکھو وہ میرے سامنے آ سکتے ہیں؟
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے	"	زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں
کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں	"	بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

[1] مصحفی ص ۲۱۱ - [2] مصحفی ص ۲۱۱ - [3] میر ص ۲۰۸ اختر سعید ۶۳ و ۱۴۸ بہ تبدیل قافیہ
[4] تذکرہ ص ۷۶ آزاد ص ۲۴۵ - جلوۂ خضر ص ۲۵۵ -

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی	انشاء	تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
یہ اپنی چال ہے افتادگی سے اب کہ پہروں تک	؍؍	نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں
بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاؔ	؍؍	غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں
یہی انصاف ہے کچھ سوچو تو دل میں اپنے	؍؍	تم تو سو کہہ لو مری اک نہ سنو اور سنو
چل کے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یوں کیوں	؍؍	گالیاں سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو
[1] غیر کو صحبتِ دلدار میں کیوں بار نہ ہو	؍؍	یعنے کیا معنی جہاں گل ہو وہاں خار نہ ہو
نورِ حق افرادِ انسانی میں گر شامل نہ ہو	؍؍	ہستیٔ موہوم کا نقشہ ہی پھر باطل نہ ہو
اک اداسی کارواں پر چھا گئی اے ساربان	؍؍	ٹک خبر لیجو کہیں لیلےٰ کی یہ محمل نہ ہو
عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمرِ خضر بھی	؍؍	صرف گر ہو جائے تو پیدا لبِ ساحل نہ ہو
رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ہو گئی	؍؍	دو چار بوندیوں میں ہوا سرد ہو گئی
عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے	؍؍	کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے
ہوئے ہیں خاکِ سرِ رہگذار ہم انشاءؔ	؍؍	بڑا غضب ہے جو یہ بھی فلک نہ دیکھ سکے
جھڑکی سہی، جفا سہی، چینِ جبیں سہی	؍؍	سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
منظور ہم کو دل کا لگانا ہی جب ہوا	؍؍	کیا آپکا اجارہ ہے اس میں کہیں سہی
کہا میں نے اجی ٹک منہ سے بولو ہائے مرتا ہوں	؍؍	تو کیا کہتے ہیں "چل جھوٹے ارے یہ سب بناوٹ ہے"
اے چشم میرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے	؍؍	سب اشک مسلسل رہیں اور تار نہ ٹوٹے
[2] نگہہ ہے اس پری کی سحر جیون ایک آفت ہے	؍؍	معاذ اللہ جو دیکھے اس طرف یہ کسکی طاقت ہے
رگڑنے دو مجھے تلوؤں سے ٹک تو اپنی آنکھیں تم	؍؍	تصدق میں تمہارے جاؤں اس سے مجھ کو راحت ہے
کی میں نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی	؍؍	میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	؍؍	پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

۱ اکبر بہ تبدیل قافیہ ص ۳۴ - ۲ میر ص ۲۱ - ۳ عابد ص ۱۷۳

خواجہ حیدر علی آتش [۵]

۷۳ شعر
۱۱۴ افزون

مصرع اول		مصرع ثانی
[۱] فریبِ حسن سے گبر و مسلماں کا چلن بگڑا	آتش	خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا	؍؍	بن آئی کچھ نہ غنچے سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا
امانت کی طرح رکھا زمیں نے روزِ محشر تک	؍؍	نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تارِ کفن بگڑا
جہاں خالی نہیں رہتا کبھی ایذا دہندوں سے	؍؍	ہوا ناسورِ نو پیدا اگر زخمِ کہن بگڑا
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	؍؍	زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	؍؍	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا
ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہے تو	؍؍	دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا
[۲] یار کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا	؍؍	رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا
بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا	؍؍	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا
رونا تھا اوس کا لاش پہ خالی نہ مر کے	؍؍	سب رنج آنسوں کے بہانے بہا دیا
[۳] ہوئی حجت مجھے غنچہ کے چٹکنے کی صدا	؍؍	شک پڑا تھا دہنِ یار میں گویائی کا
یار نے منہ دیکھ کر آئینہ توڑا وقتِ صبح	؍؍	بدمزاج انسان ہوتا ہے جہاں سو کر اٹھا
[۴] مشقِ خرام میں عرق افشاں ہے روئے یار	؍؍	چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمیں پر گلاب کا
[۵] بیمارِ عشق رنج و محن سے نکل گیا	؍؍	بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا
مرغانِ باغ آتشِ گل نے جلا دئے	؍؍	صیاد ہاتھ مل کے چمن سے نکل گیا
[۶] فرش ہے اے یار خاکِ دوست دشمن زیرِ پا	؍؍	ہم گریباں پھاڑیں گے آیا جو دامن زیرِ پا
انگلیاں کانوں میں دیتا ہے دمِ رفتارِ یار	؍؍	ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیون زیرِ پا
شاہ راہِ ہستیِ موہوم میں وہ چال چل	؍؍	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست و دشمن زیرِ پا
سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا	؍؍	کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟
طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال	؍؍	ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا؟

[۱] ناسخ ص ۲۲۹ - مصحفی ص ۲۱۱ = [۲] آباد - ص ۲۲۳ - حبیب ص ۹۰ - شہیدی ص ۱۴۹ - شوکت ص ۱۵۷ - گویا ص ۲۰۳ - معین ص ۲۲۵
ناسخ ص ۲۲۹ - ترانہ ص ۶۶ = [۳] ثاقب ص ۸۰ - اسیر ص ۳۱ - آباد ص ۲۳ - خلق ص ۱۰۴ - سیف ص ۱۴۸ = [۴] داغ ص ۱۱۲

[۵] امانت ۲۵ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۶ - [۶] ناسخ ۲۲۸ - نصیر و داغ ۲۲۳ و ۱۱۲ بہ تبدیل قافیہ

ترچھی نظر سے طائرِ دل ہو چکا شکار — آتش — جب تیر کج پڑیگا اُڑیگا نشانہ کیا؟

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر — ″ — دل صاف ہو تیرا تو ہے آئینہ خانہ کیا؟

زیرِ زمین سے آتا ہے جو گُل سُو زر بکف — ″ — قارون نے راستہ میں لٹایا خزانہ کیا؟

آشنا گوش سے اوس گُل کے سخن ہے کس کا — ″ — کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہے کس کا

دستِ قدرت نے بنایا ہے تجھے اے محبوب — ″ — ایسا ڈھلا ہوا سانچہ میں بدن ہے کس کا

باغِ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت — ″ — باغباں کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

لبِ شیریں تک اُن کے آئی بات — ″ — بن گئی قند کی مٹھائی بات

نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے — ″ — نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات

تازگی فکر کی کبھی نہ گئی — ″ — جب سنائی نئی سنائی بات

یہ صدا آتی ہے خموشی سے — ″ — مُنہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

پری[1] پسند طبیعت یہ ہے نہ حُور پسند — ″ — تمہارے بندے ہیں ہم ہمکو ہیں حضور پسند

باغ[2] میں آکر کہاں جاتا ہے اے رشکِ بہار — ″ — گل کو خندان چھوڑکر بلبل کو نالاں چھوڑکر

مرے[3] صنم کا کسی کو مکان نہیں معلوم — ″ — خدا کا نام سنا ہے نشان نہیں معلوم

اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے — ″ — بہارِ عمر ہوئی کب خزاں نہیں معلوم

یہ اشتیاقِ شہادت میں محو تھا دمِ قتل — ″ — لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم

چھٹیں گے زیست کے پھندے سے کس دن اے آتش — ″ — جنازہ ہوگا کب اپنا رواں نہیں معلوم

تجھ[4] سا کوئی زمانے میں معجز بیاں نہیں — ″ — آگے ترے مسیح کے منہ میں زباں نہیں

خاک[5] میں مل کے بھی ہونگا نہ غبارِ دامن — ″ — کمر یار سے اُٹھتا نہیں بارِ دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی دوست مرا — ″ — بارِ خاطر نہ کسی کا نہ غبارِ دامن

فرقتِ یار میں اشکوں کو یہ روک سکے — ″ — آستیں کا ہے نہ یہ کام نہ کارِ دامن

موسمِ گل کی ہوا چلتے ہی پاؤں کو میرے — ″ — خار کی طرح کھٹک جاتے ہیں تارِ دامن

پائی جاتی ہے محبت مجھے اون سے آتش — ″ — کھینچتے ہیں مرے دامن کو جو خارِ دامن

[1] اسیر یہ بتعلیم ثافیہ ۳۲ = [2] ذوق ۱۲۳ - شہیدی ۱۲۹ - ناسخ ۲۲۹ - نصیر ۲۲۴ - نسیم ۲۳۶ = [3] جلیل ۸۵ -

مرے دل کو شوقِ فغاں نہیں مرے لب تک آتی دعا نہیں	آتش	وہ دہن ہے حسین ہاں نہیں وہ جو ہے تن حسین صدا نہیں
تیرا نیاز مند جو اے نازنیں نہیں	"	دونوں جہاں میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں
عمرِ گذشتہ کا کہیں لگتا نہیں پتہ	"	بالائے آسماں نہیں زیرِ زمیں نہیں
طولِ شبِ فراق کا قصہ بیان نہ ہو	"	خط یار کو لکھوں تو سیاہی رواں نہ ہو
جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو	"	دل پہ ہجومِ غم ہو جبیں پرشکن نہ ہو
رو اس قدر کہ آبروئے ابرِ تر رہے	"	اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو
رات بھر آنکھوں کو اس امید پر رکھتا ہوں بند	"	خواب میں شاید کہ دیکھوں طالعِ بیدار کو
آنکھیں نہیں ہیں چہرہ پہ تیرے فقیر کے	"	دو ٹھیکرے ہیں بھیک کے دیدار کے لئے
پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستاں ہو گئے	"	پاؤں رکھا جس جگہ گنجِ شہیداں ہو گئے
آرزو رہ گئی اوس کوچہ میں پامالی کی	"	دھوم ہی دھوم فقط چرخِ جفاکار کی تھی
تیغِ ابرو سے کیا قتل مجھے قاتل نے	"	وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	"	سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے
آسماں مر کے تو راحت ہو کہیں تھوڑی سی	"	پاؤں پھیلانے کو ہاتھ آئے زمیں تھوڑی سی
کنجِ تنہائی میں بھی چلا کے رو سکتے نہیں	"	لوگ کہتے ہیں در و دیوار کے بھی گوش ہے
دہن پر ہیں ان کے گماں کیسے کیسے	"	کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا	"	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	"	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
جہاں تک کرو شکرِ نعمت وہ کم ہے	"	مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	"	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	"	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے
ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی	"	کل جو آتی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی
یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے	"	زمیں جسکی چہارم آسماں ہے

۱ ناسخ ۲۳۱ - ۲ حیدر ۱۰۲ - ۳ آزاد ۴۰ - ۴ آباد ۲۴ - ۵ ناسخ ۲۳۲ - ۶ اکبر ۴۵ - ۷ آباد ۲۴ - ۸ ناسخ ۲۳۲ -

خدا پنہاں ہے عالم آشکارا	آتش	نہاں ہے گنج ویرانہ عیاں ہے
تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی	״	قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الٹی	״	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی
نگاہِ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش	״	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی
بوئے[1] گل کو رخِ رنگیں سے ترے کیا نسبت	״	قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہاں ہوتا ہے
وعدۂ شب نہ کر اے ماہ لقا جھوٹ نہ بول	״	جلوہ گر رات کو خورشید کہاں ہوتا ہے
فرشِ گل پر وہ نزاکت سے نہیں سو سکتے	״	تن نازک پہ رگِ گل کا نشاں ہوتا ہے
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	״	موت آئی ہے سر چڑھتا ہے دیوانہ ہوا ہے
صورتِ شمع ہوں ہر چند فروغِ محفل	״	بات کرنے نہیں پاتا کہ زباں کٹتی ہے

۲۰ شعر ۱۴۴ افزون — مرزا مہدی حسن خاں آباد[6] لکھنوی

ترے[2] بیمار کو یارا نہیں گویائی کا	آباد	اے مسیحا یہی موقع ہے مسیحائی کا
کنجِ مرقد میں بہت چین سے سوئیں گے ہم	״	خوب لوٹیں گے مزا عالمِ تنہائی کا
نہ[3] دشمن پڑیں دامِ طلسمِ حسن کے پھندے	״	الجھ جائے نہ یارب دل کسی انسان کا
کبھی چشمکیں نہ پھر گردِ قمر اس شکل سے تارے	״	چمکتا دیکھ پائیں گر ترے ماتھے کے افشاں کا
سیلابِ[4] اشک سے نہ فقط ہر مکان گرا	״	کروبیاں میں غل ہے کہ اب آسمان گرا
فوراً تڑپ کے حرف سے ہر حرف ہو جدا	״	لکھ دوں جو خط میں حال کبھی اضطراب کا
اے[5] صنم تجھ تک پہنچنا کچھ ہیں مشکل نہیں	״	بند کی جب آنکھ سارا فاصلہ جاتا رہا
اڑاؤں کیوں نہ گریباں کی دھجیاں ہیہات	״	وہی یہ ہاتھ ہیں جس میں کسی کا دامن تھا
وا[6] رہیں بعدِ فنا قبر میں آنکھیں آباد	״	حشر تک حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
سبکرو منزلِ راہِ فنا میں کون ہے ہم سا	״	جھٹک دی چڑھ گئی جب گردِ ہستی اپنے دامن پر

[1] تاباں ۶۷ - قدر ۱۹۸ - قلندر ۱۹۹ - غالب ۱۸۳ - عزیز ۱۷۵ - گویا ۲۰۴ - مومن ۲۱۷ - وزیر ۲۴۶ بہ تبدیل قافیہ [2] آتش ۲۰ - اسیر ۱۳ - ثاقب ۹۰ - خلق ۱۰۴ - سیف ۱۴۰ [3] جرأت ۸۱ - حمید ۱۰۲ - داغ ۱۱۳ - خلیل ۱۰۵ - رضا ۱۳۳ - قلق ۱۹۳ - ثمر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - تراب ۶۷ [4] امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۴ - شائق ۱۵۴ - شمشیر ۱۵۵ - قلق ۱۹۳ - تائب ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - نیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۰ [5] امیر ۳۴ - جلال ۸۳ - ریاض ۱۳۳ [6] آتش ۲۰ - حراب ۶۶

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دلِ جلے آباد سب کے کام آتے ہیں یہ سن	آباد	ہے دلیل اس پر قوی ہر گھر میں ہے روشن چراغ
[1] اوس مہ جبین نے ماتھے پہ افشاں نہیں چنے	″	تارے جڑے ہیں یہ ورقِ آفتاب میں
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے	″	وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہیں
[2] گل گلزار انگاروں کی صورت سے دہکتے ہیں	″	لگادی آگ کس کے شعلۂ رخ نے گلستاں میں
[3] سینکڑوں ہی کشتۂ رفتارِ جاناں ہوگئے	″	پاؤں رکھا جس جگہ گنجِ شہیداں ہوگئے
[4] ہم مر ہی جاؤنگا نہ ابرو کو چڑھا غصہ سے	″	ہے بہت میرے لئے چینِ جبیں تھوڑی سی
تو گیا جس دم مرے آگے سے بیخود ہو گیا	″	تو نظر کے سامنے جبتک ہے مجھ میں ہوش ہے
[5] خم نہیں محراب کعبہ سے خمِ تیغِ صنم	″	سر جھکا دینا ہمارا سجدۂ شکرانہ ہے
آستانِ یار سے اٹھکر نہیں جاتا کہیں	″	کام میں ہشیار اپنے یہ دلِ دیوانہ ہے
ہے تماشہ کی جگہ عالمِ اسباب مجھے	″	بخت بیدار دکھاتا ہے نئے خواب مجھے

واجد علی شاہ اختر [7]

۳ شعر
۱۳۷ (فزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
لکھے نہ پڑھے جنابِ والا	اختر	شاگردِ رشیدِ حق تعالےٰ
[6] مجھ سا رستم ہے کوئی دنیا میں کہہ انصاف سے	″	پاؤں کے نیچے زمین ہے آسماں بالائے سر
فرشِ آبِ چشمِ حیرت پر حباب استادہ ہے	″	خیمۂ اہلِ فنا بالائے آب استادہ ہے

سید آغا حسن امانت [8]

۴۹ شعر
۱۸۶ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
[7] کیا کیا ہے کرم مجھ پہ خدائے دو جہاں کا	امانت	شکر اس کا ادا کر سکے کیا منہ ہے زباں کا
زمزمہ کس کی زباں پہ دلِ ناشاد آیا	″	منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
[8] جہازِ زندگی یکدم میں میرا تا عدم پہونچا	″	مقرر ہوں میں تو قاتل آب خنجر کی روانی کا

[1] اسیر ۳۲ - بحر ۶۸ - راسخ ۱۳۲ - ذوقی ۱۲۳ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ -
[2] - رند ۱۲۸ ، ناسخ ۲۳۰ ، [3] آتش ۲۲ - آزاد ۳۰ - [4] آتش ۲۲ - اکبر ۴ - ناسخ ۲۳۲ - ظہیر ۱۶۹ بہ تبدیل قافیہ - [5] ناسخ ۲۳۲ قبال ۵
آتش ۲۲ - کیفی ۲۰۲ - لاحد ۲۵۳ - [5] آسیر ۳ - جگر ۹۰ - عثمان ۱۷۲ = [6] نسیم ۲۳۶ - بحر ۶۷ - گویا ۲۰۴
[7] قائم ۱۹۹ - [8] جلال ۸۲ - داغ ۱۱۳ - صبا ۱۵۹ - قلق ۱۹۳ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
تری مژہ پہ نہ ہوتا اگر یہ مائل دل	امانت	جگر کا آبلہ کیوں نوکِ خار میں ہوتا
دکھاتے سلک گہر میں ہر ایک کو یاقوت	؍؍	جو لختِ دل کوئی اشکوں کے تار میں ہوتا
ہوس ہے خاک ہوئے پر بھی کوچہ گردی کی	؍؍	ہوا کا گھر میری مشتِ غبار میں ہوتا
صورت وصالِ یار کی کس طرح دیکھئے[1]	؍؍	اُٹھتا نہیں ہے بیچ سے پردا حجاب کا
روشن دلوں کو بادِ حوادث سے کیا گزند	؍؍	صرصر سے گُل ہوا نہ چراغ آفتاب کا
سیلِ فنا کو صفحۂ دریا پہ موج نے	؍؍	لکھا ہے فتح نامہ شکستِ حباب کا
دیدۂ تر میں میرے پھرتی ہے صورت یار کی	؍؍	دیکھ لو پانی میں لہراتا جوڑا سانپ کا
خط جو نکلا زلف منت کی بڑھائی یار نے	؍؍	زہر جب اگلا تو اس نے ساتھ چھوڑا سانپ کا
نالہ[1] کبھی جو اپنے دہن سے نکل گیا	؍؍	اک تیر تھا کہ چرخِ کہن سے نکل گیا
دم اس طرح ہمارے بدن سے نکل گیا	؍؍	جیسے کوئی رئیس وطن سے نکل گیا
میں دید کا خواہاں جو ہوا ہنس کے وہ بولے	؍؍	دیکھے تو کوئی طالبِ دیدار کی صورت
دنیا سے سفر کر کے لگی آنکھ لحد میں	؍؍	منزل پہ پہونچکر ہوئی آرام کی صورت
کانٹے[1] تلوؤں میں میرے فرق پہ ہیں داغِ جنون	؍؍	پاؤں میں دامنِ صحرا ہے گلستاں سر پر
آدمی کیا وہ فرشتوں کی نہیں سنتے ہیں	؍؍	بھوت بن جاتے ہیں جب چڑھتا ہے شیطان سر پر
مدتوں سے غم جاناں میں ہیں بیتابی پر	؍؍	طائرِ دل کے نکل آئے ہیں سیمابی پر
پھیری[1] آنکھ اُس نے تو اک دم مجھے آرام نہیں	؍؍	گردشِ چشم کم از گردشِ ایام نہیں
آنسو[1] رواں ہیں زلفِ سیہ کے خیال میں	؍؍	موتی پرو رہا ہوں ترے بال بال میں
یوں ساتھ ہیں نبیؐ کے امامت امام سب	؍؍	بارہ مہینے جیسے کہ ہیں ایک سال میں
کٹ گئی رشک سے ہر خستہ جگر کی گردن	؍؍	تم نے محفل میں ادھر سے جو ادھر کی گردن
سرکشی عیب سمجھتے ہیں دلا اہلِ کمال	؍؍	خم نظر آتی ہے ہر اہلِ ہنر کی گردن
ہاتھ دُکھ جائیں گے قاتل نہ لگا تیر تنے	؍؍	کاٹ لے تیغ سے مجھے سینہ سپر کی گردن
زیست منظور ہے میری تو یوں ہی لیٹے رہو	؍؍	دم نکل جائیگا زانو سے جو سرکی گردن

[1] آتش ۲۰ ۔ آباد ۲۳ ۔ داغ ۱۱۲ ۔ ذوق ۱۲۲ ۔ سودا ۱۳۷ ۔ شاہ ۱۵۴ ۔ شمشیر ۱۵۵ ۔ قلق ۱۹۳ ۔ قائم ۱۹۹ ۔ کیفی ۲۰۱
[illegible]

وقتِ بد کوئی دکھاتا نہیں ثابت قدمی	امانت	ہلنے لگتی ہے ضعیفی میں بشر کی گردن
خشک کر دیتا ہے آنسو وہ گلا دکھلا کر	،،	آبرو کھوتی ہے اس دیدۂ تر کی گردن
تمہارے حسن کی کیونکر نہ اک عالم میں شہرت ہو	،،	پری ہو، حور ہو، رشکِ قمر ہو، مہر طلعت ہو
شبِ تاریک میں میں دوڑ کے لپٹا جو اس سے	،،	لگا کہنے جھجک کر میں نے پہچانا امانت ہو
دیتے نہیں جواب خزان و بہار کچھ	،،	اپنی زبان میں کہتی ہے بلبل ہزار کچھ
آنکھوں پہ کیوں ملک نہ رکھیں مرتضیٰ کے ہاتھ	،،	عالم کے دستگیر ہیں دستِ خدا کے ہاتھ
تارے بنا کے سر پہ رکھے آسمان نے	،،	ذرے جو آگئے جو تیرے نقشِ پا کے ہاتھ
کس کے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری	،،	رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری
دن ہو گیا نمود شبِ وصل کٹ گئی	،،	الٹی نقاب کیا میری قسمت الٹ گئی
یہ کس کی زلف کی ناگن نے اے دل مار ڈالا ہے	،،	کہ کوسوں تک میری تربت پہ پھیلا کوڑیالا ہے
گلا تلوار پر آنکھوں میں آنسو لب پہ نالہ ہے	،،	حواس اپنے نہیں ہیں جب سے ہوش اپنے سنبھالا ہے
گرایا مصحفِ عارض کو ہم صورت کی نظروں سے	،،	بجا ہے اے صنم خطِ سیہ کا منہ جو کالا ہے
خیالِ گیسوئے شبگوں سے رہتا ہے یہ دل روشن	،،	اندھیرا جس کو کہتے ہیں میرے گھر کا اجالا ہے
کیا ہے تازہ نخلِ غم کو ٹھنڈی سانس بھر بھر کر	،،	بڑی محنت سے میں نے یہ شجر جاڑے میں پالا ہے
سرشک دیدہ ہائے تر سے دھو ڈالونگا عصیاں کو	،،	انھیں چشموں سے اے دل آبرو محشر میں پانی ہے
زاہد کو ہے نماز میں بھی یادِ قدِ یار	،،	قد قامت الصلوٰۃ زبان پر مدام ہے
دستِ رنگیں کو نہ اس کے کسی عنوان پہنچے	،،	ایسے پائیگا کہاں پنجۂ مرجان پہنچے
گو اندھیرا ہے نہ تکیہ نہ بچھونا نہ چراغ	،،	پہنچے منزل پہ مگر بے سر و سامان پہنچے
وہ گھر سے پچھلے پہر بے نقاب نکلا ہے	،،	سحر سے پہلے ہی آج آفتاب نکلا ہے
پسینہ اس کے رخِ آتشیں سے ہے جاری	،،	عجب تماشہ ہے آتش سے آب نکلا ہے
سنی کسی نے نہیں غم کی داستاں میری	،،	وہ کم سخن ہوں کہ گویا نہیں زبان میری
ہر ایک آہ میں پیدا نہ کس طرح ہو دھواں		سلگ رہی ہیں تپِ غم سے ہڈیاں میری

۱ نظام ۲۳۸ - آسیر ۳۲ - ۲ داغ ۱۱۸ - ۳ قلق ۱۹۵ - جرأت ۱۸۱ - ۴ ضامن ۱۶۴ - ۵ تیرا ۲۱۱

ہجوم گل سے گلستان کی راہ ہے مسدود	امانت	رسائی ہوتی نہیں تا با آشیاں میری
سنا ہے قطع وہ کرتے ہیں زلف منت کی	״	ہزار شکر کہ کٹتی ہیں بیڑیاں میری

میر ببر علی انیس [٩]

٣٠ شعر
٢١٦ افزون

قریب قبر ہم آئے کہاں کہاں پھر کر	انیس	تمام عمر ہوئی جب تو اپنا گھر دیکھا
نہ جانے برق کی چشمک تھی یا شرر کی لپک	״	ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا
منہ کو رکھا جو تیرے آتشیں رخساروں پر	״	چین تھا دل کو تو نیند آ گئی انگاروں پہ
مرا رازِ دل آشکارا نہیں	״	وہ دریا ہوں جس کا کنارا نہیں
وہ پانی ہوں شیریں نہیں جس میں شور	״	وہ آتش ہوں جس میں شرارا نہیں
جہنم سے ہم بیقراروں کو کیا؟	״	جو آتش پہ ٹھیرے وہ پارا نہیں
پھرے دوست جب ہو گئی قبر بند	״	کھلا اب کہ کوئی ہمارا نہیں
در پہ[٢] شاہوں کے نہیں جاتے فقیر اللہ کے	״	سر جہاں رکھتے ہیں سب ہم واں قدم رکھتے نہیں
جو سخی ہیں مال دنیا سے ہیں خالی ان کے ہاتھ	״	اہل دولت جو ہیں وہ دست کرم رکھتے نہیں
یہ غل تھا مہر نبوت پہ جب چڑھے حسنین	״	جڑا ہے ایک انگوٹھی پہ دو نگینوں کو
یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے	״	چنا ہے جامۂ اصلی کی آستینوں کو
خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم	״	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو
یوں غیظ ہے شمر کی طلب سے دلیر[٤] کو	״	جس طرح ٹوک دے کوئی غصہ میں شیر کو
دریا نہ تھما خوف سے اس برق تاب کے	״	لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے
گنہ کا بوجھ جو گردن پہ ہم اٹھا کے چلے	״	خدا کے آگے خجالت سے سر جھکا کے چلے
طلب سے عار ہے اللہ کے فقیروں کو	״	کبھی جو ہو گیا پھیرا صدا سنا کے چلے
کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی	״	چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے

١ه راسخ ١٣٢ ٢ه رسا بتبدیل قافیہ ١٣٤ ٣ه فاضل ٢٥٢ ٤ه فاضل ٢٥٢

ملک پکارے کہ الٹا زمین کا طبقہ	انیس	حسینؑ فوج پہ جب آستیں چڑھا کے چلے
ہلا جنھیں انھیں افتادگی سے اوج ملا	″	انھیں نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اٹھا کے چلے
مقام یوں ہوا اس کارگاہِ دنیا میں	″	کہ جیسے شب کو مسافر سرا میں آ کے چلے
خیالِ خام ہے اہلِ جہان کی الفت	″	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے
انیس دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ	″	چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے
علی ہوا جنگ کو اللہ کے پیارے نکلے	″	اے فلک دیکھ زمیں پر بھی ستارے نکلے
خود پیام زندگی لائی قضا میرے لئے	″	شمعِ کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لئے
ہمیں تو دیتا ہے رازق بغیر منت کے	″	وہی سوال کریں جو خدا نہیں رکھتے
کمر کس کر علیؑ اکبر نے سہرا جب رکھا سر پہ	″	بلائیں لے لیں اٹھکر ماں نے گھونگر والے بالوں کی
جوانانِ علیؑ کو دیں تو پھر تشبیہ کس سے دیں	″	کہاں سے ڈھونڈھ کر لائیں مثالیں بے مثالوں کی
معاذ اللہ! رعبِ دلبرانِ حضرتِ زینبؑ	″	علیؑ کا رعب، چتون شیر کی، آنکھیں غزالوں کی
غمِ اصغر میں بانو کہتی تھیں مرتی ہوں اے بیٹا	″	سنگھا دو اٹھ کے خوشبو اپنے گھونگر والے بالوں کی
عزادار اس طرف سب تعزیہ شہ کا اٹھاتے ہیں	″	وہاں نقلیں لکھی جاتی ہیں جنت کے قبالوں کی

مرزا حسن علی احسن

۲ شعر
۲۱۸ افزوں

عشق کی آتش جلے ہے یوں دلِ مایوس میں	احسن	جس طرح شعلہ ہو روشن شمع کا فانوس میں
نامہ پتنگ کے ہاتھ سے آئینہ دیکھنے لگا	″	اس سے یہ ہم پہ کھل گیا صاف ہمیں جواب ہے

میر شیر علی افسوس

۳ شعر
۲۲۱ افزوں

بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں	افسوس	چپکے بیٹھے ہوئے اک ایک کا منہ تکتے ہیں

پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے کیا کہوں آہ شرربار کی حالت دل سے	افسوس "	دھوپ چڑھتی ہے ولا چھاؤں ڈھلی جاتی ہے جب نکلتی ہے یہ بجلی سی کڑک جاتی ہے

۱ شعر
۲۲۲ افزون

نواب امیر خاں [۱۲]

علی کا بیاہ ایسا جگمگا تھا	امیر خاں	شب معراج جس کا رتجگا تھا

۱ شعر
۲۲۳ افزون

محمد میر آثر [۱۳]

کلیجہ پک گیا ہیں کیا کہوں اس دل کے ہاتھوں سے	اثر	ہمیشہ کچھ نہ کچھ اس میں خیال خام رہتا تھا

۲ شعر
۲۲۵ افزون

اوباش [۱۴]

موئے سے باریک بتاتے ہیں کمر اس گل کی بیٹھے کوچہ میں مجھے دیکھا تو ڑک کر بولے	اوباش "	مجھ کو حیرت ہے کہ اس گل کی کمر ہے کہ نہیں یاں سے اٹھ جائیے اب آپ کا گھر ہے کہ نہیں

۱ شعر
۲۲۶ افزون

ظفر علی آزاد [۱۵]

پوچھتے کیا ہو کہ بیداد کروں یا نہ کروں	آزاد	یہ تو فرماؤ کہ فریاد کروں یا نہ کروں

۲ شعر
۲۲۸ افزون

صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزردہ [۱۶]

---

[۱] نزار ۱۳۶ - سودا بہ تبدیل قافیہ ۱۳۸

نالوں[۵۱] سے میرے کب تہ و بالا جہاں نہیں	آزردہ	کب آسماں زمین و زمین آسماں نہیں
افسردہ دل نہ ہو درِ رحمت نہیں ہے بند	″	کس دن کھلا ہوا درِ پیرِ مغاں نہیں

اثیم[۱۷]

۱ شعر
۲۲۹ افزون

تیغ[۵۲] ابروسے کیا سہے کافر نے تہید	اثیم	یہی کہتا ہوا اٹھوں گا جو محشر ہوگا

عبدالرحمن خاں احسان[۱۸]

۵ شعر
۲۳۴ افزون

دلِ صد چاک کی پوچھی جو خبر اس سے تو آہ	احسان	گلِ صد برگ مرے سامنے لا کر توڑا
کعبے[۵۳] کی خاک تو پیغام اے صبا میرا	″	ہوائے یار میں دم ہی ہوا ہوا میرا
جو مر[۵۴] بھی جاؤں نہ کیجیو مری وفات کا ذکر	″	وفا کے نام سے چڑتا ہے بے وفا میرا
کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کس کا ہے	″	لبوں پہ لا کے تبسم کو یہ کہا "میرا"
چین[۵۵] تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	″	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے

شمس العلما محمد حسین آزاد[۱۹]

۴ شعر
۲۳۸ افزون

جہازِ عمرِ رواں پر سوار بیٹھے ہیں	آزاد	سوار خاک ہیں بے اختیار بیٹھے ہیں
کہیں خنجر کہیں شمشیر نظر آتی ہے	″	سامنے موت کی تصویر نظر آتی ہے
صبح[۵۶] کس رفتار سے آئے تھے تم گلزار سے	″	جس روش پہ تھے وہیں سروِ چراغاں ہو گئے
سناؤں داستانِ عشق سب قلقل کے پردہ میں	″	صراحی کے دہن پہ کاٹ کر رکھ دو زباں میری

۵۱ آتش ۲۱ - اصغر ۵۱ - داغ ۱۱۷ - ضامن ۱۶۴ - غالب ۱۸۳ - قلق ۱۹۵ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰
۵۲ - اکبر ۸۰ ا بتبدیل قافیہ ۵۳ اکبر ۳۹ - ۵۴ خانم ۱۰۸ - صبا ۱۵۹ - لا احل ۲۵۳ - (داغ و ظہیر و لا احل ۱۱۹ او
۵۵ ۲۵۴ ابتبدیلی قافیہ ۵۶ آتش ۲۲ آباد ۴۴

خان بہادر بہادر جنگ تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی اسیر [٢٠]

شعر ۵۰
۲۸۸ افزون

مصرع	شاعر	مصرع
بجا ہے عکس جو آئینہ میں نہیں پڑتا	اسیر	خدا نے تم کو زمانے میں بے مثال کیا
ہوئی یہ بات مجھے حالِ بدر سے روشن	″	دیا زوال جسے صاحبِ کمال کیا
[١] وہ حسین تو ہے کہ دیکھے جو تجھے ساری عمر	″	دل نہ ہو سیر تماشے سے تماشائی کا
سفید ایسا ہوا خوں خوف کے مارے مرے تن کا	″	کہ پردہ حشر کے دن رہ گیا قاتل کے دامن کا
آنکھ اس کی پھرے مجھ سے یہ باور نہیں آتا	″	کیا ضعف سے بیمار کو چکر نہیں آتا
نوجوانی کا نہ پیری میں کبھی ہوش ہوا	″	خواب دیکھا تھا جو شب صبح فراموش ہوا
خالی نہیں ہے فیض سے تکلیفِ اغنیا	″	منعم مریض ہو تو مقدر طبیب کا
ذرا سی بات میں ہوتے ہیں اپنے بیگانے	″	بڑا کمال ہے اپنا کسی کو کر لینا
خاکساری ہے مآلِ پختگی	″	شاخ سے ٹپکا جو میوہ پک گیا
[٢] ہوا جو خاک بدن ساغرِ شراب بنا	″	ہزار شکر کہ ذرہ سے آفتاب بنا
نہیں جو قبر کسی ناتواں کی دریا میں	″	تو سطحِ آب پہ کیوں گنبدِ حباب بنا
غرور و عجز میں صاحب کمال ہوتا تھا	″	جو بڑھ کے بدر تو گھٹ کر ہلال ہوتا تھا
مال و متاعِ دہر کی پروا نہیں اسیر	″	ہوں بے نیاز شکر ہے اُس بے نیاز کا
ٹھہرا نہ یہاں قدم کسی کا	″	مشکل ہے مقام دوستی کا
جو بحرِ شرم میں وہ مستِ ناز ڈوب گیا	″	یہاں سفینۂ عمرِ دراز ڈوب گیا
نہ پوچھو سختیٔ ہجراں ہیں حالِ کشتیٔ عمر	″	لگی پہاڑ کی ٹکر جہاز ڈوب گیا
ہو خاکسار صاحبِ توقیر ہو گیا	″	پارہ ہوا جو خاک تو اکسیر ہو گیا
تدبیر جب کوئی نہ چلی وصلِ یار کی	″	انجام کار قائلِ تقدیر ہو گیا
خیالِ نرگسِ میگوں جو وقت خواب رہا	″	تمام رات مجھے نشۂ شراب رہا

[١] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - ثاقب ۸۰ - فلق ۱۰۴ - سیف ۱۲۹ [٢] ذوق بہ تبدیل بحر ۱۲۲

[1] اگر بجلی کبھی ابرِ سیہ سے نجد میں چمکی	اسیر	کہا مجنوں نے پردہ اُٹھ گیا لیلیٰ کے محمل کا
ہوا ثابت ہمیں طفلی و پیری و جوانی سے	،،	کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہے تین منزل کا
حریصوں کا شکم بھرتا ہے کوئی جمعِ دولت سے	،،	کہ تاجِ زر پہ بھی رونا وہی ہے شمعِ محفل کا
[2] قہر بھی صبحِ شبِ وصل ہوا دامن کی	،،	دل بجھا کر وہ گئے شمعِ سحر کی صورت
خلق جسمیں کہ نہو اس کو بشر کیا کہیے	،،	یوں تو ہے گھاس بھی جنگل میں بشر کی صورت
[3] دوست کا عیب بھی ہے دوست کے نزدیک ہنر	،،	حق نے کی لکنتِ موسیٰ سے دمِ تقریر پسند
[4] رہا ہے یادِ ابرو میں مجھے شغلِ فغاں بر سول	،،	وہ مومن ہوں کہ دی ہے میں نے مسجد میں اذاں برسوں
[5] ساقی کا عکس خط نہیں جامِ شراب میں	،،	بال آتے ہیں نظر قدحِ آفتاب میں
[6] لطف سے دے دُردِ مے ساقی تو ہے آبِ حیات	،،	چاہیے دل صاف ظاہر میں کدورت ہو تو ہو
سارے عالم میں نہ پایا چین کا ہم نے مقام	،،	چل کے زیرِ خاک کچھ تربت میں راحت ہو تو ہو
[7] کیجئے نمازِ عشق نئی طرح سے ادا	،،	تکبیر کہیے دونوں جہاں سے اُٹھا کے ہاتھ
[8] حسن کے طالب نہیں رکھتے تمیزِ کفر و دیں	،،	ایک پروانے کو شمعِ کعبہ و بتخانہ ہے
دے خدا دولت تو پھر سائل ہوا انساں کس لئے	،،	بے صدا ہے وہ لبالب مے سے جو پیمانہ ہے
[9] کٹ کے گردن سے گرا ہے پائے قاتل پر جو سر	،،	غور سے دیکھو تو یہ بھی سجدۂ شکرانہ ہے
کون ہے مجھ سا تہی قسمت کہ مانندِ حباب	،،	مے کا دریا ہے رواں خالی مرا پیمانہ ہے
[9] روح کے ساتھ ہی قالب میں قضا بھی آئی	،،	شمع آئی مرے گھر میں تو ہوا بھی آئی
[10] اُٹھ ناقۂ لیلےٰ ہے خبردار اے قیس	،،	وہ اُڑی گرد وہ آوازِ درا بھی آئی
دیکھئے خوں ہو کس کا خدا خیر کرے	،،	غازہ تیار ہوا پیس کے حنا بھی آئی
قُل ہُوَ اللّٰہ لگیں پڑھنے ہماری آنتیں	،،	فاقہ جس روز ہوا یادِ خدا بھی آئی
[11] جُدا ہیں جسم سے اعضائے جسم زیرِ زمین	،،	خدا کی شان جو اپنے تھے وہ پرائے ہوئے
فسردہ یوں میرے داغِ جگر ہیں پیری میں	،،	چراغ جیسے دمِ صبح جھلملائے ہوئے
آیا ہے ہم کو ہاتھ یہ مضمون چراغ سے	،،	روشن اسی کا نام رہے جو جلائے دل

[1] جلال ۸۳ - قلق ۱۹۴ - ناسخ ۲۲۸ - [2] حالی ۹۵ - داغ ۱۱۳ [3] آتش ۲۱ - تبدیل قافیہ [4] قدر ۱۹۸ - قلق ۱۹۵ -
داغ و نواب بتبدیل قافیہ ۱۱۶ و ۲۳۹ - [5] آباد ۲۴ - بحر ۹۸ - راسخ ۱۳۲ - ذوق ۱۲۳ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵
ناسخ ۲۳ - [6] ذوق ۲۲۲ - ضامن ۱۶۳ - [7] امانت ۲۶ - نظام ۲۳۸ - [8] آباد ۲۴۷ - بحر ۹۵ - عثمان ۱۷۲ - [9] امیر ۳۷

قاتل[1] کو شام سے ہے خوشی صبحِ عید کی — اسیر — مہندی لگائی جاتی ہے خونِ شہید کی

توڑتے ہیں جو میرے دل کو یہ گھر کس کا ہے — " — تمہیں انصاف کرو اس میں ضرر کس کا ہے

گرگ کا دھیان، کنوئیں کی، نہ زنداں کی خبر — " — خوش ہیں یعقوبؑ کہ یوسفؑ سا پسر کس کا ہے

ہر کوچے[2] میں اس کی جستجو کی — " — چھوڑی نہ گلی رگِ گلو کی

دامن سے جو تم نے اشک پونچھے — " — مجھ خاک نشین کی آبرو کی

پہنا جو کفن سفید سمجھے — " — یہ صبح ہے شامِ آرزو کی

دل کو نالوں کی دمِ نزع ہوس باقی ہے — " — منزلِ آخر ہوئی فریادِ جرس باقی ہے

بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوتِ نمرود — " — چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری

~~کھل کے گل کچھ تو بہار جاں فزا دکھلا گئے~~ — " — ~~حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے~~

کیا کہوں حسرتِ دل وصل میں کیا کیا نکلی — ہر رضا کی حرص تمنا کی تمنا نکلی

ملک الشعرا[3] منشی امیر احمد مینائی امیر ۲۱

۱۰۶ شعر
۳۹۴ افزون

کھنچا ہے کیا پری نقشہ سراپائے محمدؐ کا — امیر — کہ نقاشِ ازل نے آپ سایہ رکھ لیا قد کا

تمنا ہے کہ اک اک بال کے سو سو بلائیں لے — " — دلِ صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمدؐ کا

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے — " — قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

جمالِ[4] یار کو کہتے ہو تم کہ ہاں دیکھا — " — کلیمؑ ہوش میں آؤ ابھی کہاں دیکھا

وہی چراغ، وہی گل، وہی قمر، وہی برق — " — نئے لباس میں دیکھا اسے جہاں دیکھا

کہیں تو دیکھ چکے ہیں یقین ہے دل کو — " — مگر یہ یاد نہیں ہے تجھے کہاں دیکھا

پسِ[5] مرگ کاش یونہی مجھے وصلِ یار ہوتا — " — وہ سرِ مزار ہوتا، میں تہِ مزار ہوتا

وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب — " — مرے دونوں پہلوؤں میں دلِ بیقرار ہوتا

میں زبان سے تم کو سچا کہو لاکھ بار کہدوں — " — اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتوں نے روکا — " — نہ لپٹتی یہ بلائیں، تو جگر کے پار ہوتا

[1] قلق ۱۹۶ - [2] امیر ۳۷ - داغ ۱۱۸ - [3] میں نے امیر الشعرا لکھا تھا - مگر جناب شاب فرماتے ہیں کہ ملک الشعرا خطاب تھا ۔ مولف
[4] ناسخ ۲۲۸ - فاضل ۲۵۲ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۳ - [5] بیان ۶۶ بہ تبدیل قافیہ - [6] اسمٰعیل ۵۸ - داغ ۱۱۲ - غالب ۱۷۹ -

اس سرا میں میں مسافر نہیں رہنے آیا	امیر	رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤں گا
آیتِ لاتقنطوا اتری تو عاصی بول اٹھے	"	آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا
ہائے وہ صبحِ شبِ وصل ان کا کہنا شرم سے	"	اب تو مری بیوفائی کا گلہ جاتا رہا
ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا	"	درد اٹھ اٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا
آفریں کہنے سے رک جاتا ہے قاتل میرا	"	لذتِ قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا
دل مرا لیجے بتا دی مجھے مٹھی خالی	"	پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا
کہتے ہیں کہہ تو دیا آئیں گے	"	اب یہ کیا چڑھے کہ کب آئے گا؟
موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا	"	بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا
داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ تن کو امیر	"	ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھ دیا
شاخوں سے برگِ گل نہیں جھڑتے ہیں باغ میں	"	زیور اتر رہا ہے عروسِ بہار کا
ہاتھ رکھ کر مرے سینہ پہ جگر تھام لیا	"	تم نے اس وقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا
قریب ہے یار روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر	"	جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا
پوری مرادِ دل ہو کہ چھوٹے میرا نصیب	"	چلتا ہوں اب تو کوچۂ قاتل کو یا نصیب
کہاں ہے دارِ فنا میں قرار کی صورت	"	نمودِ عمر ہے برق و شرار کی صورت
خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند	"	جھکائے سر شجرِ میوہ دار کی صورت
غیروں سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ	"	بہکی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج
عالم میں رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا	"	ہم عیب کے مانند چھپاتے ہیں ہنر آج
بیگانے ہوئے نزع میں جتنے تھے یگانے	"	آنکھیں جو پھریں پھر گئی عالم کی نظر آج
ہماری رائے میں بہتر ہے میکشی کو صلاح	"	اب آ گئے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح
ہوئے ہیں یکجا جو حشر کے دن حسین انبیا ہیں لیکن	"	میں صدقے اپنی نگاہ کے ہوں کہ پڑتی ہے بار بار تم پر
تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر	"	سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر
کونسی جا ہے جہاں جلوۂ معشوق نہیں	"	شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

ل سودا ۱۳۷ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۳ - مائل ۳۲۳ - اثر ۵۸ - بہ تبدیل قافیہ آباد ۲۳ - ریاض ۱۳۳ - جلال ۸۳ - صفی بہ تبدیل [illegible]
[illegible] سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - جلیل ۸۵ - قلق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - ولا ۲۴۷ - نصر ۲۳۳ - جلال ۸۳ - قدر ۱۹۷

قطرۂ اشک بنے گوہرِ گوشِ جاناں	امیر	آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر
نرغہ ہے حسرتوں کا دلِ داغ داغ پر	״	گرتے ہیں جس طرح سے پتنگے چراغ پر
کمر کو بال جب میں نے کہا جھنجلا کے وہ بولے[1]	״	نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بیں ہو کر
دیکھ کر گستاخیٔ پروانہ شرماتی ہے شمع[2]	״	تھوڑی تھوڑی کیسی محفل میں گڑی جاتی ہے شمع
پتیاں گل کی پریشان نہ کرے بادِ صبا[3]	״	کہیں منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل
دھیان صیاد کا، گلچین کا خطر، خوفِ خزاں[4]	״	ہو بلا ایک تو سر سے اسے ٹالے بلبل
چھپ گئے پہلے تو، مجھ کو دیکھ کر[5]	״	پھر کہا لوگ کس سے شرماتے ہیں ہم
ملا کر خاک میں بھی ہائے شرم اوں کی نہیں جاتی[6]	״	نگہہ نیچی کئے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں
علاقہ میرے دشمن سے نہیں جاتا نہیں جاتا	״	نہیں دشمن تو اب وہ سوگ میں دشمن کے بیٹھے ہیں
پھول ہیں پھولوں میں ہوں کانٹا ہوں کانٹوں میں امیر	״	یار میں یاروں میں ہوں عیار عیاروں میں ہوں
الجھ پڑوں کسی دامن سے میں وہ خار نہیں[7]	״	وہ پھول ہوں جو کسی کے گلے کا ہار نہیں
کھیل ہے پتلیوں کا بزمِ جہاں کا عالم	״	رات بھر کا یہ تماشا ہے سحر کچھ بھی نہیں
شکلِ ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے	״	کہ ادھر سب نظر آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں
یار کے اٹھتے ہی برہم ہو گیا سامانِ عیش	״	مے کہیں، مینا کہیں، ساقی کہیں، ساغر کہیں
ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے	״	جہاد کر کے جو عورت ملے حرام نہیں
روشنی نام کو بھی خانۂ ویراں میں نہیں[8]	״	ہائے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجراں میں نہیں
پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزاں کے ایسا	״	رنگ پھولوں میں نہیں پھول گلستاں میں نہیں
رنگ پیری میں جوانی کے ہوں ممکن ہی نہیں[9]	״	پھولنے پھلنے کے اب دن ہی نہیں سن ہی نہیں
دیکھنے کو تمہیں لے اہلِ عدم آتے ہیں	״	خیر اگر تم نہیں آتے ہو تو ہم آتے ہیں
کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	״	جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں
عزیز احباب ساتھی جتنے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں	״	جہاں یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
ضبط کرنا دلِ حزیں نہ کہیں[10]	״	چوٹ لگ جائیگی کہیں نہ کہیں

[1] اکبر ۱۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - تحرش ۱۶۷ - ظہیر ۱۹۸ - فروغ ۱۹۱ - وزیر ۲۴۵ مع شراب بتبدیل قافیہ - [2] شاداں ۱۵۰، یقین ۲۵۰ - رند و سودا ۱۲۸ و ۱۳۸ بتبدیل قافیہ - [3] برتر ۱۲۹ - قلق ۱۹۴ - [4] مسکین ۲۲۲ - [5] داغ ۱۱۵ - شائق

(مرحوم ۲۱۴ بتبدیل قافیہ) داغ ۱۱۶ - گوہر ۲۶۴ - شوق ۱۵۰)

مصرع	شاعر	مصرع
نہ تڑپ اس قدر دلِ بیتاب	امیر	سہم جائے وہ نازنیں نہ کہیں
گذشتہ[1] خاک نشینوں کی یادگار ہوں میں	″	مٹا ہوا سا نشان سرِ مزار ہوں میں
بڑے مزے سے گذرتی ہے بیخودی میں امیر	″	خدا وہ دن نہ دکھائے کہ ہوشیار ہوں میں
صورتِ[2] غنچہ کہاں تاب تکلم مجھ کو	″	منہ کے سو ٹکڑے ہوں آئے جو تبسم مجھ کو
برسوں جھیلی ہے مصیبت شبِ تنہائی کی	″	مدتوں گذرے ہیں گنتے ہوئے انجم مجھ کو
بولے[3] وہ آئے جو ناصح میرے سمجھانے کو	″	کون ہو تم نہ ستاؤ میرے دیوانے کو
وہ کہاں دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر	″	آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھ کے پیمانے کو
حسرت سے دیکھتا ہوں جو اس کی طرف امیر	″	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال	″	کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے
نہ واعظ[4] ہیچ ہے کر ایک دن دنیا سے جانا ہے	″	ارے منہ ساقیٔ کوثر کو بھی اپنا دکھانا ہے
جو کسی کو برا بھلا نہ کہے	″	وہ کسی سے برا بھلا نہ سنے
ہزار[5] برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن	″	ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی
ہم[6] بھی آخر کسی امید پہ برباد رہے	″	خیر؟ او بھولنے والے یہ ذرا یاد رہے
بعد[7] مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری	″	میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری
شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری	″	غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری
تم کو آتا ہے پیار پر غصہ	″	مجھ کو غصہ پہ پیار آتا ہے
خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر	″	سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے
میرے گھر رات دن اشکوں کی جھڑی رہتی ہے	″	ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے
مسی پر چھوٹ افشاں کی پڑی ہے	″	کنی ہیرے کی نیلم میں جڑی ہے
نہیں پلکوں کی اوجھل میں یہ پتلی	″	دلہن چلمن میں شرمائی کھڑی ہے
ہوئے[8] نامور بے نشان کیسے کیسے	″	زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے
نہ گل ہیں، نہ غنچے، نہ بوٹے، نہ پتے،	″	ہوئے باغ نذرِ خزاں کیسے کیسے

[1] اقبال ۹۴۔ [2] داغ ۱۱۶۔ ثاقب ۸۰۔ جلیل ۸۶۔ جرأت ۱۸۱۔ [3] اکبر، شاد ۲۳۴، [illegible] ۔ [4] [illegible] ۲۱۶
[5] اکبر ۴۶۔ جلال ۴۸۔ حالی ۹۶۔ رند ۱۲۹۔ شاد ۱۵۱۔ [illegible]

ہزاروں برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا	امیر	مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے
غنی ہیں جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے	”	فقیر عشق میں ہم کیا ہوئے امیر ہوئے
زمین کو ہم سے غبار آسماں ہم سے خلاف	”	نہ ہم زمین کے لئے ہیں نہ آسمان کے لئے
اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے	”	ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے
دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو	”	ہجر اچھا نہ حسینوں کا وصال اچھا ہے
چال سے پامال ہم کو کر چلے	”	ہائے کیا چلتا ہوا منتر چلے
گل گیا آخر تہِ تربت کفن	”	ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے
جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے	”	میں روتا ہوں ان کو ہنسی سوجھتی ہے
یہاں تو میری جان پر بن رہی ہے	”	تمہیں جانِ من دل لگی سوجھتی ہے
جو ہوش میں مجھے لانا ہے دوستو منظور	”	کہو کہ تجھ کو ترے یار نے بلایا ہے
تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	”	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی
حضرتِ یوسفؑ نے اچھا گل کھلایا مصر میں	”	چاک دامانی سے پیدا پاکدامانی ہوئی
قبر پر جب وہ حور آتا ہے	”	چھن کے جالی سے نور آتا ہے
آگ سی دل میں پسِ مرگ بھری رہتی ہے	”	گھاس کب تربتِ عاشق کی ہری رہتی ہے
ہیں تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دوں	”	لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے
تا جوانی ہوش تھا پیری میں غافل ہو گئے	”	رات بھر جاگا کئے ہم صبح ہوتے سو گئے
اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا میں	”	اسی کی شکل بن جاتا ہے یہ جس کے مقابل ہے
رکا خنجر جو دستِ نازنیں سے	”	چھری جھنجھلا کے لی چینِ جبیں سے
حسن انسان میں جب آیا تو حیا بھی آئی	”	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی
شیشۂ دل تو میرا آپ نے توڑا اکثر	”	یہ تو فرمائیے کانوں میں صدا بھی آئی؟
دلِ ہی نہ رہا امید کیسی	”	جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی
تھا چار طرف اوسی کا جلوہ	”	کیوں نعش ہماری قبلہ رو کی

ل ذوق ۱۲۵ - ظہیر ۱۶۹ - غالب ۱۸۳ - فاضل ۲۵۲ - مومن ۲۱۷ - ۲ جلیل ۸۷ - داغ ۱۱۸ - غالب ۱۸۳

۳

جب میں کہتا ہوں غضب ہے، ترا اکھڑا کیا ہے	امیر	ہنس کے کہتا ہے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے
جوانی لے گئی ساتھ اپنے سارا عیش مستوں کا	″	صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے
دولت لٹا رہے ہیں وہ حسنِ شباب کی	″	کیا جانئے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی
چمن میں شاخ کس نے بے ثباتی کی نکالی ہے	″	کہ گل کو خار ہے پھولی ہوئی اک ایک ڈالی ہے
تم دکھاتے تو ہو امیر کا دل	″	اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے ؟
کفن اٹھاؤ نہ للہ میرے چہرہ سے	″	گناہگار کو رہنے دو منہ چھپائے ہوئے
کسی کے منہ سے نہ نکلا یہ مرے دفن کے وقت	″	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	″	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا

جلالت الملک نواب میر محبوب علیخاں غفران مکان

۹ شعر — ۴۰.۴ ہم افزوں

آصف ۲۲

وہ بھی کیا دن تھے ہمیں غم سے سروکار نہ تھا	آصف	دل کو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا
واہ اے شانِ کریمی ترے صدقے قربان	″	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا
مجھ سا نہ ہوگا کوئی دو جان رکھنے والا	″	اک جان میرے تن میں اک جان سامنے ہے
دل چاک چاک کر کے وہ کہہ رہا ہے ظالم	″	یہ دل اگر ہے تیرا پہچان سامنے ہے
نہ اس کا مثل جہاں میں نہ اُس کا کوئی جواب	″	وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی
یہ ان کا قول ہے میری بلا ملے اون سے	″	بلائیں اسکی بھی لوں گر ملے بلا اُن کی
نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو	″	ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اُن کی
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے	″	عجیب رنگ میں ہیں پوچھتے ہو کیا اُن کی
آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ	″	گر کام آئے خلق کی راحت کے واسطے

۱ ناسخ ۲۳۳ - جلیل ۱۸۷ - نادان ۲۴۱ - اختر ۶۱ - ۲ امیر ۳۲ - تحر ۶۸ - قلق ۱۹۶ - ۳ شایق ۱۵۴ - ظہیر ۱۶۸

نواب مظفر یار جنگ اشرف ۲۳

۱ شعر
۴۰۴ - افزون

کیا اُلٹی سمجھ ہے بتِ کافر کی الٰہی	اشرف	سمجھائے اُسے کوئی تو ہوتا ہے خفا اور

خان بہادر سیّد اکبر حسین اکبر الٰہ آبادی ۲۴

۲۰۰ شعر
۶۰۴ - افزون

جب عرب کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا	اکبر	کفر غارت ہوا بُت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے	"	کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
خُدائی نے ہی بنایا مجھ کو خدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا	"	خدا کی ہستی ہے مجھ سے ثابت خدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا
کہو کرے گا حفاظت میری خدا میرا	"	رہوں جو حق پہ مخالف کریں گے کیا میرا
میری حقیقتِ ہستی یہ مشتِ خاک نہیں	"	بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتہ میرا
غرور ہوا نہیں ہے تو مجھکو بھی ناز ہے اکبر	"	سوا خدا کے سب اُنکا ہے اور خدا میرا
میرا محتاج ہونا تو مری صورت سے ظاہر ہے	"	مگر ہاں دیکھنا ہے آپ کا حاجت روا ہونا
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	"	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
زلف نے پرتوِ دیں نام کو رہنے نہ دیا	"	آخر اس لام نے اسلام کو رہنے نہ دیا
دو مرادیں جو ملیں چار تمنائیں کیں	"	ہم نے خود قلب میں آرام کو رہنے نہ دیا
مجھ کو نہ کبھی اوس بتِ دلخواہ نے چاہا	"	اب میں بھی نہ چاہوں گا جو اللہ نے چاہا
تعجب خیز ہے انسان کی ہستی پر نظر ہونا	"	خبر کا شوق رکھنا مبتدا سے بے خبر ہونا
زمین زیرِ قدم پا کر بشر نے پاؤں پھیلائے	"	نہ رکھا یاد اس نے چرخ کا بالائے سر ہونا
سیہ خانہ وہی ہے اور وہی سوزِ غمِ فرقت	"	مرے کس کام آیا آپ کا رشکِ قمر ہونا
ہجومِ غم سے دل ہے اندنوں زیر و زبر اپنا	"	بحقِ احمدِ مرسل الٰہی فضل کر اپنا
تصور بھی کبھی مرقد کا آتا تھا نہ دنیا میں	"	یہ غفلت تھی کہ ہم بھولے ہوئے بیٹھے تھے گھر اپنا

لہ احسان ۳۰

جو تمہارے[1] لب جاں بخش کا شیدا ہوگا	اکبر	اٹھ بھی جائیگا جہاں سے تو مسیحا ہوگا
وہ تو موسیٰ ہوا جو طالب دیدار ہوا	،،	پھر وہ کیا ہوگا کہ جس نے تمہیں دیکھا ہوگا
قیس کا ذکر مری شانِ جنوں کے آگے	،،	اگلے وقتوں کا کوئی بادیہ پیما ہوگا
آرزو ہے مجھے اک شخص سے ملنے کی بہت	،،	نام کیا لوں کوئی اللہ کا بندہ ہوگا
ذہن میں جو گھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا	،،	جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا
زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا	،،	ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا
عشوہ و نازو ادائے مسکرانا آگیا	،،	چشم بد دور آپ کو بجلی گرانا آگیا
فطرت[2] میں سلسلہ ہے کمال و زوال کا	،،	گھٹنا ہے بدر کا تو ہے بڑھنا ہلال کا
حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا	،،	حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا
اس ستمگر نے بگڑنے ہی کو جب بنا کہا	،،	رفع شر کے واسطے ہم نے بھی اٰمنّا کہا
ہر گام پہ چند آنکھیں نگراں ہر موڑ پہ اک لیسنس طلب	،،	اس پارک میں آخر اے اکبر میں نے تو ٹہلنا چھوڑ دیا
اس حورِ لقا کو گھر لائے ہو تم کو مبارک اے اکبر	،،	لیکن یہ قیامت کی تم نے گھر سے جو نکلنا چھوڑ دیا
دلِ میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا	،،	بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا
رنگ چہرہ کا تو کالج نے بھی رکھا قائم	،،	رنگ باطن میں مگر باپ سے بیٹا نہ ملا
سید[3] اٹھے جو گزٹ لیکے تو لاکھوں لائے	،،	شیخ قرآن دکھاتے پھرے پیسہ نہ ملا
پکا لیں پیس کر دو روٹیاں تھوڑی سی جو لانا	،،	ہمارا کیا ہے اے بھائی نہ ہم مسٹر نہ مولانا
بتاؤں آپ کو مرنے کے بعد کیا ہوگا	،،	پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا
میرے منصوبے ترقی کے ہوئے سب پائمال	،،	بیج مغرب نے جو بویا وہ اگا اور پھل گیا
بوٹ "ڈاسن" نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا	،،	ملک میں مضمون نہ پھیلا اور جوتہ چل گیا
جان ہی لینے کی حکمت میں ترقی دیکھی	،،	موت کا روکنے والا کوئی پیدا نہ ہوا
اس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر	،،	خیریت گذری کہ انگور کو بیٹا نہ ہوا
پرانی روشنی میں اور نئی میں فرق ہے اتنا	،،	اسے کشتی نہیں ملتی اسے ساحل نہیں ملتا

[1] اثیم ۳۰ بہ تبدیلیِ قافیہ۔ [2] ظفر ۶۵-۶ [3] کنایہ از سرسید احمد خاں۔

نفس کے تابع ہوئے ایمان رخصت ہوگیا	اکبر	وہ زنانے میں گھسے مہمان رخصت ہوگیا
لات دنیا نے جو ماری بن گیا دیندار وہ	"	تھی بری ٹھوکر مگر شیطان رخصت ہوگیا
رزولیوشن کی شورش ہے مگر اسکا اثر غائب	"	پلیٹوں کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا
خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں	"	حجاب اسکو نہیں آتا اُوسے غصہ نہیں آتا
بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بی بیاں	"	اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ وہ کیا ہوا	"	کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا
نئے طریقوں سے مقصد شرع کارفرما نہ ہوسکیگا	"	اُدھر جو پردہ نہ ہوسکیگا ادھر بھی تقوی نہ ہوسکیگا
غریب اکبر نے بحث پردہ کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا	"	نقاب الٹ ہی دی اُس نے کہکر کہ کریگا میرا موا کیا
کس قدر جوش محبت میں ہے سرپر سہرا	"	خود ہے خوشبو کی طرح جامہ سے باہر سہرا
آج ہر گل کی تمنا ہے یہی گلشن میں	"	کہ تیرے فرق مبارک پہ ہو آکر سہرا
جلوۂ حسن کے نظارہ کی لاتا نہیں تاب	"	اس لئے چہرہ سے ہٹ جاتا ہے اکثر سہرا
بنوگے خسرو اقلیم دل شیریں زباں ہوکر	"	جہاں گیری کرے گی یہ ادا نور جہاں ہوکر
جوانی کی دعا لڑکوں کو ناحق لوگ دیتے ہیں	"	یہی لڑکے مٹاتے ہیں جوانی کو جواں ہوکر
مجھی سے سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی	"	کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہوکر
اگر اللہ دیتا قوت گفتار شمعوں کو	"	تو داد ہمت پروانہ دیتیں یک زباں ہوکر
کسی نے خوب فرمایا یہ اسلامی کمیٹی میں	"	نمازی ہیں ندارد رہ گئی خالی اذاں ہوکر
اسی سے آشکارا ہے بلندی تیرے ایوان کی	"	پڑا ہے تیرے در پر آسماں بھی آستاں ہوکر
جو راہ معرفت میں کاروان دل قدم رکھے	"	تو ساری کائنات اڑجائے گرد کارواں ہوکر
جھکایا ہے جبیں کو آستان یار پر میں نے	"	سعادت ہے اگر رہ جائے سنگ آستاں ہوکر
قریب ختم تھی مجلس کہ آنکلے ادھر وہ بھی	"	غرض واعظ کی محنت رہ گئی سب رائیگاں ہوکر
عزت ملی ہے شرکت کونسل کی شیخ کو	"	غازہ ملا گیا ہے رخ فاقہ مست پر
ہوئے اسقدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا	"	کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جاکر

ط جلیل ۵۵ ۔ ذوق ۱۲۲ ۔ غالب ۱۸۰ ۔ ۲ جلیل ۸۵ ۔ حفیظ ۱۰۰ ۔ عرش ۱۶۹ ۔ وزیر ۲۴۵ ۔ ظہیر ۱۶۸ ۔ فروغ ۱۹۱
اکبر بہ تبدل قافیہ ۳۵

اک بتِ سیمین بدن سے کرلیا لندن میں عقد	اکبر	اس خطا پر سن رہا ہوں طعنہ ہائے دلخراش
کوئی کہتا ہے کہ بس اس نے بگاڑی نسلِ قوم	،،	کوئی کہتا ہے کہ یہ ہے بد خصال و بدمعاش
دل میں کچھ انصاف کرتا ہی نہیں کوئی بزرگ	،،	ہو کے اب مجبور خود اس راز کو کرتا ہوں فاش
ہوتی تھی تاکید لندن جاؤ انگریزی پڑھو	،،	قوم انگلش سے ملو سیکھو وہی وضع و تراش
جگمگاتے ہوٹلوں کا جا کے نظارہ کرو	،،	سوپ کاری کے مزے لو چھوڑ کے یخنی و آش
لیڈیوں سے مل کے دیکھو ان کے انداز و طریق	،،	بال میں ناچو کلب میں جا کے کھیلو ان سے تاش
بادۂ تہذیبِ یورپ کے چڑھاؤ خم پہ خم	،،	ایشیا کے شیشۂ تقوے کو کر دو پاش پاش
جب عمل اس پر کیا پریوں کا سایہ ہو گیا	،،	جس سے تھا دل کی حرارت کو سراسر انتعاش
سامنے تھیں لیڈیاں زہرہ وش جادو نظر	،،	یاں جوانی کی امنگ اور ان کو عاشق کی تلاش
اس کی چتون سحر آگیں اس کی باتیں دلربا	،،	چال اس کی فتنہ خیز اسکی نگاہیں برق پاش
وہ فروغِ آتشِ رخ جس کے آگے آفتاب	،،	اس طرح جیسے کہ پیشِ شمع پروانہ کی لاش
جب یہ صورت تھی تو ممکن تھا کہ اک برقِ بلا	،،	دستِ سیمیں کو بڑھاتی اور میں کہتا دور باش؟
دونو جانب تھا رگوں میں جوشِ خونِ فتنہ زا	،،	دل ہی تھا آخر نہیں تھی برف کی یہ کوئی قاش
بار ہا آتا ہے اکبر دل میں میرے یہ خیال	،،	حضرتِ "سید" سے جا کر عرض کرتا کوئی کاش

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہٴ
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش؟

انھیں نگاہ ہے اپنے جمال ہی کی طرف	اکبر	نظر اٹھا کے نہیں دیکھتے کسی کی طرف
نگاہ پڑتی ہے ان پر تمام محفل کی	،،	وہ آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتے کسی کی طرف
لکھا ہوا ہے جو رونا مرے مقدر میں	،،	خیال تک کبھی جاتا نہیں ہنسی کی طرف
قبول کیجئے للہ تحفۂ دل کو	،،	نظر نہ کیجئے اس کی شکستگی کی طرف
یہی نظر ہے جواب قاتلِ زمانہ ہوئی	،،	یہی نظر ہے جو اٹھتی نہ تھی کسی کی طرف
غریب خانہ میں للہ دو گھڑی بیٹھو	،،	بہت دنوں میں تم آئے ہو اس گلی کی طرف

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
ذرا سی دیر ہی ہو جائے گی تو کیا ہوگا	اکبر	گھڑی گھڑی نہ اُٹھاؤ نظر گھڑی کی طرف
علم مغرب پڑھ کے ہوں گی ایسی خودسر بیبیاں	ر	بیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر بیبیاں
میری بیٹا بیاں بھی جزو ہیں اک میری ہستی کی	ر	یہ ظاہر ہے کہ موجیں خارج از دریا نہیں ہوتیں
یہاں کی عورتوں کو علم کی پروا نہیں بیشک	ر	مگر یہ شوہروں سے اپنے بے پروا نہیں ہوتیں
تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر	ر	خاتونِ خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں
[1] جس پہ دل آیا ہے وہ شیریں ادا ملتا نہیں	ر	زندگی ہے تلخ جینے کا مزا ملتا نہیں
فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں	ر	ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
جب کہا میں نے مرا دل مجھکو واپس کیجیے	ر	ناز و شوخی سے وہ بولے "کھو گیا ملتا نہیں"
جب کہیں ملتا ہے کرتا ہے نہ ملنے کا گلہ	ر	اور جو ملنے جاتا ہوں مردِ خدا ملتا نہیں
یوں کہو مل آؤں اُن سے لیکن اکبر سچ یہ ہے	ر	دل نہیں ملتا تو ملنے کا مزا ملتا نہیں
[2] حرم کیا دیر کیا دونوں یہ ویراں ہوتے جاتے ہیں	ر	اب اُن کے معتقد گبر و مسلماں ہوتے جاتے ہیں
الگ سب سے، نظر نیچی، خرام آہستہ آہستہ،	ر	وہ مجھ کو دفن کرکے اب پشیماں ہوتے جاتے ہیں
سوا طفلی سے بھی ہیں بھولی باتیں اب جوانی ہیں	ر	قیامت ہے کہ دن پر دن وہ ناداں ہوتے جاتے ہیں
ہیں عمل اچھے مگر دروازہ جنت کا ہے بند	ر	کر چکے ہیں پاس لیکن نوکری ملتی نہیں
[3] اجل سے وہ ڈریں جینے کو جو اچھا سمجھتے ہیں	ر	یہاں ہم چار دن کی زندگی کو کیا سمجھتے ہیں
یقین کفار کو آتا نہیں روزِ قیامت کا	ر	اسے بھی وہ تمہارا وعدۂ فردا سمجھتے ہیں
کالج سے جنہیں امیدیں تھیں مذہب کو بھلا وہ کیا جانیں	ر	مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلے کو بھلا وہ کیا جانیں
یہ فقط نہیں ہے کافی کہ مرا مزاج پوچھیں	ر	مرے دردِ دل کو سمجھیں مری احتیاج پوچھیں
تھا زمانہ کل موافق مجھے پوچھتا تھا ہر اک	ر	میں تو ان کو دوست سمجھوں کہ جو مجھکو آج پوچھیں
ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں	ر	کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں
بوسہ کیسا کہ گلوری بھی نہیں پاتا ہوں	ر	بس کلام اپنا نہیں جا کے سنا آتا ہوں
وہ یہ کہتے ہیں کہ کیا خوب کہا ہے واللہ	ر	میں یہ کہتا ہوں کہ آداب بجا لاتا ہوں

[1] سیفی ۱۴۷ - [2] راسخ ۱۳۲ - بیخود ۲۴۰ - [3] جگر و اثر ۸۹ - ۵۸ بہ تبدیل قافیہ۔

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
کچھ شک نہیں کہ حضرتِ واعظ ہیں خوب شخص	اکبر	یہ اور بات ہے کہ ذرا بیوقوف ہیں
جج بنا کر اچھے اچھوں کا لبھا لیتے ہیں دل	"	ہیں نہایت خوشنما و جیم ان کے ہاتھ میں
مغرب ایسا ہی رہا اور ہے اگر مشرق یہی	"	ایک دن دیکھیں گے ہفت اقلیم ان کے ہاتھ میں
ظلم جتنے ہیں ہمیں پر وہ کئے جاتے ہیں	"	ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر بھی جئے جاتے ہیں
سنبھالیں دل کو کہ اب حالتِ جگر دیکھیں	"	تمام آگ لگی ہے کدھر کدھر دیکھیں
یہ کہہ کے روح نے دل کو کیا سپرد اوں کے	"	کہ ہم تو جاتے ہیں اب آپ اپنا گھر دیکھیں
ہوائے نفس کا طوفان ہے بحرِ زندگانی میں	"	خدا محفوظ رکھے کشتیٔ دل کو جوانی میں
حباب[1] اپنی خودی سے بس یہی کہتا ہوا گذرا	"	تماشا تھا ہوا نے اک گرہ دیدی تھی پانی میں
سچ ہے کسی کی شان یہ اے نازنیں نہیں	"	تو ہر جگہ ہے جلوہ گر اور پھر کہیں نہیں
میں تم سے کیا بتاؤں کہ اسوقت ہوں کہاں	"	جب تم ہو پیشِ چشم تو پھر میں کہیں نہیں
مذہب نے پکارا اے لوگو اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں	"	یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
کاہلی اور توکل میں بڑا فرق ہے یار	"	اٹھو کوشش کرو بیٹھے ہوئے کس دھیان میں ہو
تنگ ہے راہِ ترقی میں اگر بڑھتے ہو	"	یہ تو فرمائی قرآن بھی کبھی پڑھتے ہو
شیخ صاحب کا تعصب ہے جو فرماتے ہیں	"	اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو
دین[2] کو سیکھ کے دنیا کے کرشمے دیکھو	"	مذہبی درس الف بے ہو علیگڑھ تے ہو
قلقلِ شیشہ کو سنئے تو ذرا حضرتِ شیخ	"	دیکھئے تو کہیں اس قُل میں ھُو اللہ نہ ہو؟
خیر خواہ آج زمانے میں کہاں ملتے ہیں	"	ہے یہی لاکھ غنیمت کوئی بدخواہ نہ ہو
اے بتو بہرِ خدا درپئے آزار نہ ہو	"	خیر راحت نہ سہی زیست تو دشوار نہ ہو
جان فرقت میں نہ نکلے تو مجھے کیوں ہو عزیز	"	دوست وہ کیا جو مصیبت میں مددگار نہ ہو
قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کیساتھ	"	رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ
کتا[3] جیسے بفکرِ جیفہ دوڑے	"	دہر میں یوں نیچری خلیفہ دوڑے
جب مر کے چلے ہیں سوئے جنت "سید"[4]	"	لٹھ لے کے امام ابو حنیفہؒ دوڑے

[1] جرأت ۱۰۸ ـ آتش ۲۲ ـ کیفی ۲۰۲ ـ داغ ۱۱۷ ـ میر ۲۰۹ ـ نظیر ۲۳۹ ـ [2] انشاء ۱۹۱ بہ تبدیل قافیہ ـ [3] کنایہ از سرسید

"عشرتی" گھر کی محبت کا مزا بھول گئے	اکبر	کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے
پہونچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی	″	کیک کو چکھ کے سویوں کا مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں	″	سایۂ کفر پڑا نورِ خدا بھول گئے
موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی	″	چمنِ دہر کی پریوں کی ادا بھول گئے
کیسے کیسے دلِ نازک کو دکھایا تم نے	″	خبرِ فیصلۂ روزِ جزا بھول گئے
بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو	″	کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے
نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمہارے دل میں	″	اور یہ نکتہ کہ میری اصل ہے کیا بھول گئے
طریقِ حق میں بھی بہرِ خدا ذرا چلئے	″	فٹن کی راہ نہیں ہے پیادہ پا چلئے
ہو گیا بدر ہلال اس کا سبب روشن ہے	″	روز گھستا تھا ترے در پہ جبیں تھوڑی سی
منزلِ گور میں کیا خاک ملے گا آرام	″	خو تڑپنے کی وہی اور زمیں تھوڑی سی
آہ جو دل سے نکالی جائے گی	″	کیا سمجھتے ہو کہ خالی جائے گی؟
شیخ کی دعوت میں مے کا کام کیا	″	احتیاطاً کچھ منگا لی جائے گی
آئی ہو گی کسی کو ہجر میں موت	″	مجھ کو تو نیند بھی نہیں آتی
اگر اندازۂ قوت سے تمنا نہ بڑھے	″	رنج پیدا بھی جو ہو دل میں تو اتنا نہ بڑھے
یہی خوشیاں رہیں گی دہر میں ایسے ہی غم ہونگے	″	مگر اک وقت آئیگا نہ تم ہوں گے نہ ہم ہونگے
امیدیں ٹوٹتی ہیں تو بہت صدمہ پہونچتا ہے	″	امیدیں جو کریگا کم اُسے صدمے بھی کم ہونگے
اک دن وہ تھا کہ دب گئے تھے لوگ دین سے	″	اک دن یہ ہے کہ دین دبا ہے مشین سے
دل مرا ان پہ جو آیا تو قضا بھی آئی	″	درد کے ساتھ ہی ساتھ اسکی دوا بھی آئی
آئے کھولے ہوئے بالوں کو تو شوخی سے کہا	″	"میں بھی آیا ترے گھر میری بلا بھی آئی"
کفر سے رغبت بھی ہے دل میں بتوں کی چاہ بھی	″	کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی
اب تو نقدی سے کوئی صاحب میرا دل خوش کریں	″	سن چکا ہوں مرحبا بھی، حبذا بھی، واہ بھی
کیوں نہ ہو تادیبِ کالج بے ثمر	″	کس نے دیکھا بید کو پھلتے ہوئے

ـه نام فرزند اکبر۔ ـه آتش ۲۲۔ آیا ۲۴۲۔ ـه ناسخ ۲۳۳۔ ظہیر بہ تبدیلی قافیہ ۱۶۹۔ ـه جلیل ۸۶۔ رسا [illegible]۔
ـه غالب بہ تبدیلی قافیہ ۱۸۔ ـه اثر ۳۲۔ [illegible] ۳۷۔

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
نظرِ لطف سے بس اک ہمیں محروم رہے	اکبر	اور کیا عرض کروں آپ کو معلوم رہے
الفت ہی میں کرتے ہیں شکایت بھی گلہ بھی	〃	اب اس کو بھلا دو کچھ اگر میں نے کہا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن	〃	ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
نہ بہتے اشک تو تاثیر میں سوا ہوتے	〃	صدف میں رہتے یہ موتی تو بے بہا ہوتے
گناہگاروں نے دیکھا جمالِ رحمت کو	〃	کہاں نصیب یہ ہوتا جو بے خطا ہوتے
ضروری کام نیچر کا جو ہے کرنا ہی پڑتا ہے	〃	نہیں جی چاہتا مرنا مگر مرنا ہی پڑتا ہے
مے کے گلگلوں سے چھکے مست ہوئے شاد رہے	〃	ساقیا خانۂ احسان ترا آباد رہے
نزع میں نام لیا، قبر میں مذکور آیا	〃	کون سی جا تھی جہاں وہ نہ مجھے یاد رہے
سدھاریں شیخ کعبے کو ہم انگلستان دیکھیں گے	〃	وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے
جو وقتِ ختنہ میں چیخا تو نائی نے کہا ہنس کر	〃	مسلمانی میں طاقت خون ہی بہنے سے آتی ہے
بتِ ستمگر کی کچھ نہ پوچھو حسین بھی ہے ذہین بھی ہے	〃	نہیں ہے دل ہی پہ صرف آفت یہاں تو خطرہ میں دین بھی ہے
رعایتِ لعلِ لب میں نے کہا اے مالکِ بدخشاں	〃	تو بولا تیوری چڑھا کے دیکھو جبیں کے قبضہ میں چین بھی ہے
ہمارے جھگڑوں کی کچھ نہ پوچھو تمام دنیا ہے اور ہم ہیں	〃	کہ جیب میں زر ہے گھر میں ناں ہے خراج پر کچھ زمین بھی ہے
ہوا بدل گئی ہے ایسی کچھ زمانے کی	〃	دعائیں مانگتا ہوں ہوش میں نہ آنے کی
واسطہ کم ہوگیا اسلام کے قانون سے	〃	دب گئی آخر مسلمانی تیری پتلون سے
ایک سنہری بالوں والی میم نے ہنس کر کہا	〃	اپنے اک ہندوستانی عاشقِ مفتوں سے
میں نے یہ مانا کہ تم کھاتے چھری کانٹے سے ہو	〃	شوق رکھتے ہو قمیص اور کالر و پتلون سے
بنگلہ میں رہتے ہو اور چڑھتے ہو موٹر کار پر	〃	بیٹھتے ہو پاٹ پر دھوتے ہو منہ صابون سے
کرتے ہو ہر موسمِ گرما میں لندن کا طواف	〃	پاؤں آجاتا ہے چکر میں تمہارا جون سے
ڈالتے ہو تم جو اس پتلی کمر میں میرے ہاتھ	〃	بوسہ کرتے ہو طلب میرے لبِ میگوں سے
لیکن آخر تم وہی کالے مچھندر ہی تو ہو	〃	جس کو کچھ نسبت نہیں یورپ کے گورے خون سے
یہ تمہارا جیب ہے جس پہ میرا دل آگیا	〃	ورنہ میں اور اختلاط ایسے سگِ مجنوں سے؟

لے امیر ۳۶۔ جلال ۸۴۔ حالیؔ ۹۶۔ رند ۱۲۹۔ شاد ۱۵۱

کون ایسا ہے جو یوں مجھ پہ عنایت رکھے	اکبر	صد و سی سال خدا تم کو سلامت رکھے
راہ تو مجھ کو بتا دی خضر نے	״	اونٹ کا لیکن کرایہ کون دے
مجنون کی پیاس کو بجھاتی	״	لیلےٰ کچھ باؤلی نہیں تھی
یہی خصائل، یہی طبیعت رہی تو قسمت یہی رہیگی	״	زمانہ بدلے گا بھی تو پھر کیا ہماری حالت یہی رہیگی
ہزار سائنس رنگ لائے ہزار قانون ہم بنائیں	״	خدا کی قدرت یہی رہیگی ہماری حیرت یہی رہیگی
حاصل ہو کچھ معاش یہ محنت کی بات ہے	״	لیکن سرورِ قلب، یہ قسمت کی بات ہے
تہذیب مغربی میں ہے بوسہ تلک معاف	״	اس سے اگر بڑھو تو شرارت کی بات ہے
مسلمانوں کو لطف عیش سے جینے نہیں دیتے	״	خدا دیتا ہے کھانا شیخ جی پینے نہیں دیتے
"خطا معاف" مرونگا میں حور ہی کے لئے	״	حسین بھی خوب ہیں لیکن حضور ہی کے لئے
صبر اس لئے اچھا ہے کہ آیندہ ہے اُمید	״	موت اس لئے بہتر ہے کہ آسان یہی ہے
تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا	״	بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے
ہم فلسفہ کو کہتے ہیں گمراہی کا باعث	״	وہ پیٹ دکھاتے ہیں کہ شیطان یہی ہے
۱؎ عبث اس زندگی پر غافلوں کو فخر کرنا ہے	״	یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جس کے بعد مرنا ہے
خدا جانے وہ کیا سمجھے کہ بگڑے اسقدر مجھ پر	״	کہا تھا میں نے اتنا ہی "مجھے کچھ عرض کرنا ہے"
مطیع و تابعِ فرمان کو عذر ہی کیا ہے	״	کھلے تو حال کہ مرضی حضور کی کیا ہے
ہر ایک کو ہے زمانہ میں زندگی مقصود	״	کسے خبر ہے کہ مقصودِ زندگی کیا ہے
مایوس ہوں باغِ عالم میں امید سے یاری چھوٹ گئی	״	جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی
۲؎ لبِ آشنائے دعا ہوں نہ ماسوا کے لئے	״	پکارے جو خدا کو تو بس خدا کے لئے
طریقِ عشق میں دل خضر بن کے پچھتایا	״	سمجھ گیا کہ مصیبت ہے رہنما کے لئے
۳؎ خوش کرے کیا مجھے غنچوں کا شگفتہ ہونا	״	رنج ہوتا ہے مجھے پھولوں کے مرجھانے سے
اضافہ ہوئی مجھ سے گندم پہ مے	״	یہ پوتے سے بھی اک خطا ہو گئی
یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام	״	یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

[۱؎ اکبر ۳۰۹ [بہ تبدیل قافیہ] ۲؎ شاد ۱۵۴ - ۳؎ داغ ۱۲۱ - ۴؎ داغ ۱۳۰ - وزیر ۲۴۶

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمہ پہ شاد ہے	اکبر	صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی
ہم کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے	"	بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے
کالج میں دھوم مچ رہی ہے پاس پاس کی	"	عہدوں سے آرہی ہے صدا دور دور کی
اُٹھا تو تھا ولولہ یہ دل میں کہ صرف یادِ خدا کریں گے	"	معاً مگر یہ خیال آیا ملی نہ روٹی تو کیا کریں گے
مسجدیں سنسان ہیں اور کالجوں کی دھوم ہے	"	مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے
ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو	"	کس کو سونپیں تمہیں اللہ نگہبان رہے
نئی تہذیب میں بھی مذہبی تعلیم شامل ہے	"	مگر یونہی کہ گویا آبِ زمزم مئے میں داخل ہے
کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے	"	کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
کوئی تاک میں ہے کسی کو ہے غفلت	"	کوئی جاگتا ہے کوئی سو رہا ہے

سر محمد اقبال [۲۵]

۶۳ شعر
۶۶۷ - افزون

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا	اقبال	مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے	"	آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں	"	خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری	"	تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم	"	سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستانِ اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو	"	تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو	"	اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارضِ پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم	"	ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا	"	آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے	"	بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۱ غالب ۱۸۶ - ۲ اقبال ۵۰

دیارِ مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکان نہیں ہے	اقبال	کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی	، ،	جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے	، ،	میں اس کا بندہ بنونگا جسکو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی	، ،	دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا
اس گلستاں میں نہیں حد سے گذرنا اچھا		ناز بھی کر تو باندازۂ رعنائی کر
وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر	، ،	اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر
کرے کوئی کیا کہ تاڑ لیتی ہے لاکھ پردوں میں بھی شقاوت[1]	، ،	رکھے تھے ہم نے گناہ اپنے ترے غضب سے چھپا چھپا کر
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے	، ،	مومن کی یہ ہے شان کہ گم اس میں ہے آفاق
تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول	، ،	لیلیٰ بھی ہمنشیں ہو تو محمل نہ کر قبول
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز	، ،	ساحل بھی گر عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول
مری جان تری بے حجابی سے پہلے	، ،	تری دید کا حوصلہ چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا	، ،	وہی لن ترانی سُنا چاہتا ہوں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا		نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
میں ان کی محفلِ عشرت سے کانپ اٹھتا ہوں	، ،	جو گھر کو پھونک کے دنیا میں نام کرتے ہیں
کبھی[2] اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں	، ،	کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی	، ،	میرے جرمِ ہائے سیاہ کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں	، ،	نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ	، ،	جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں	، ،	اے گُلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
جنچتے نہیں بخشے ہوئے فردوسِ نظر میں	، ،	جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
پھر[3] اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے	، ،	گناہگار یہ کہدے گناہگار ہوں میں
تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ	، ،	کہا جو سر کو جھکا کر گناہگار ہوں میں

[1] توفیق ۷۷۔ حبیب ۹۷۔ داغ ۱۱۲۔ خلیل ۱۰۵۔ گویا ۲۰۴۔ وطن ۲۴۷۔ [2] توفیق ۸۷۔ حسرت ۹۸۔
[3] امیر ۳۶۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	اقبال	ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر	″	چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا	″	ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا	″	کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں	″	موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی	″	قوم نے ڈھونڈھ لی صلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر	″	وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین	″	پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ
ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	″	ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی
نظارہ کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے	″	نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی
ہے دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر	″	ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی
منصور کو ہوا لبِ گویا پیامِ موت	″	اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی
زاہد، کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد	″	دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
ہے عاشقی میں رسم، الگ سب سے بیٹھنا	″	بتخانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے	″	اے بےخبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل	″	لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی	″	یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے
[۱] تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مئے مغرب اثر	″	خندہ زن ساقی ہے ساری انجمن خاموش ہے
دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی	″	افق سے آفتاب اُبھرا گیا دورِ گراں خوابی
[۱] "فاطمہ" تو آبروئے ملتِ مرحوم ہے	″	ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
حضور، دہر میں آسودگی نہیں ملتی	″	تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں	″	وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی

لے اکبر ۸۸ - ۲ے آتش ۲۲ - کیفی ۲۰۲ - تاریخ ۲۳۲ - لا احد ۲۵۳ -

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	اقبال	پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل	"	عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق	"	عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
سعیٔ پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات	"	تیری میزان ہے شمار سحر و شام ابھی
شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں	"	مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف	"	پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے
انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک	"	چھتریاں، رومال، مفلر، پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی	"	آئیں گے غسال کابل سے کفن جاپان سے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں	"	تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

اقبال یار جنگ اقبال[26]

ا شعر
۶۶۸- افزون

ساتھ سوئے وہ مگر پہلو میں رکھکر آئینہ	اقبال	میرے حق میں ہو گیا سد سکندر آئینہ

اصغر حسین اصغر گونڈوی[27]

۱۷ شعر
۶۸۵- افزون

یوں[1] مسکرائے جاں سی کلیوں میں پڑ گئی	اصغر	یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا
عالم سے بے خبر بھی ہوں عالم میں بھی ہوں میں	"	ساقی نے اس مقام کو آساں بنا دیا
سارا[2] حصول عشق کی ناکامیوں میں ہے	"	جو عمر رائگاں ہے وہی رائگاں نہیں
نیاز عشق کو سمجھا ہے کیا اے واعظ ناداں	"	ہزاروں بن گئے کعبے جبیں میں نے جہاں رکھدی
شعاع مہر خود بیتاب ہے جذب محبت سے	"	حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پرواز شبنم کی
خودی ہے جو لئے جاتی ہے سب کو بے خبر کرکے	"	اسی چھوٹے سے نقطہ پر نظر ہے سارے عالم کی

؎۱ اثر بہ تبدیل قافیہ ۶۱- ؎۲ آتش ۲۱- آزردہ ۳۰- داغ ۱۱- ضامن ۲۴۱- غالب ۱۸۳- قلق ۱۹۵- مومن ۲۱۵- ناسخ ۲۳۰-

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں[۱]	اصغر	کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی
راز کہئے یہ کسی اہلِ وفا کے سامنے	"	آشنا گم ہو گیا اک آشنا کے سامنے
اب مجھے خود بھی نہیں ہوتا ہے کوئی امتیاز	"	مٹ گیا ہوں اس طرح اُس نقشِ پا کے سامنے
رُخِ رنگین پہ موجیں ہیں تبسمہائے پنہاں کی	"	شعاعیں کیا پڑیں رنگت نکھر آئی گلستاں کی
نقاب اُس نے الٹ کر یہ حقیقت ہم پہ عریاں کی	"	یہیں پر ختم ہو جاتی ہیں بحثیں کفر و ایماں کی
روانی رنگ لائی دیدۂ خونناب افشاں کی	"	اتر آئی ہے اک تصویر دامن پر گلستاں کی
حقیقت کھول دیتا ہیں جنوں کے رازِ پنہاں کی	"	قسم دیدی ہے لیکن قیس نے چاکِ گریباں کی
اسیرانِ بلا نے آہ کچھ اس درد سے کھینچی	"	نگہبان چیخ اُٹھے ہل گئی دیوارِ زنداں کی
پاسِ ادب میں جوشِ تمنا لیئے ہوئے	"	میں بھی ہوں اک حباب میں دریا لیئے ہوئے
ہے آرزو کہ آئے قیامت ہزار بار	"	فتنہ طرازیٔ قدِ رعنا لیئے ہوئے
جوشِ جنوں میں چھوٹ گیا آستانِ یار	"	روتے ہیں منہ پہ دامنِ صحرا لیئے ہوئے

۴ شعر — نواب اختر یار جنگ اختر[۲] مینائی ۲۸

۶۸۹ - افزوں

کچھ میرا قتل مدِ نظر تھا نہ یار کو	اختر	تلوار لی تھی ہاتھ میں اک وار کر دیا
تماشا نرگسِ بیمار کا ہم نے بھی دیکھا ہے	"	شفا دیتی ہے بیماروں کو خود بیمار ہوتی ہے
دامن نہیں رہا نہ سہی پنجۂ جنوں		دامن تو ایک وہ بھی ہے صحرا کہیں جسے
چھالوں نے پھوٹ پھوٹ کے گلزار کر دیا	"	صحرا وہ اب نہیں رہا صحرا کہیں جسے

۴ - شعر — نواب اصغر یار جنگ اصغر ۲۹

۶۹۳ = افزوں

گناہوں کا میری گردن پہ اصغر بوجھ کیا کم ہے	اصغر	ستم اس پر فرشتوں کا ہے بارِ دوش ہو جانا
وہی شغل ہو گا شباب کا وہی مشغلہ مئے ناب کا	"	وہی نغمہ ہو گا رباب کا میں بہشت میں بھی اگر گیا

[۱] جگر ۹۰ - حیدر ۱۰۲ - شجیع ۵۶ - ۱۰ ظا ۲۲۶ - [۲] برتر ۱۷ - آگاہ ۶۴ - ساحرہ ۱۴۵ - غالب ۱۸۵ - فنو ۱۶۵ [۳] فہیم

وہاں مکان ہو کہ باغِ جناں جہاں نہ رہے	اصغر	مزا بہار میں کیا ہے اگر خزاں نہ رہے
جب[۱] ہے مزا جراحتِ دل کا کہ آنکھ سے	"	ٹپکے وہ بوند خونِ تمنا کہیں جسے

صدیق احمد اثر [۳۰]

۴ شعر
۶۹۷ - افزون

ہو سکے[۲] جس کی تلافی ظلم ایسا کیجئے	اثر	توڑیئے وعدوں کو لیکن دل نہ توڑا کیجئے
آپ بھی میرے ستانے کے لئے مجبور ہیں	"	یہ مری قسمت کا لکھا ہے اسے کیا کیجئے
جدا[۳] ہو درد کبھی دل سے ہو نہیں سکتا	"	کہ میزباں تو رہے گھر میں مہماں نہ رہے
اس[۴] لئے بیداد پر ظالم نے باندھی ہے کمر	"	رسم دنیا سے نہ اٹھ جائے کہیں فریاد کی

مسٹر الگزنڈر الگ و آزاد [۳۱]

۲ شعر
۶۹۹

میری صورت سب کہے دیتی ہے مرا رازِ دل	الگ	میرے تیور دیکھ کر وہ مجھ سے بدظن ہو گیا
میکشی میں سخت مشکل ہے چھپانا راز کا	"	رنگ شاہد ہے شکستِ توبہ کی آواز کا

مسٹر جیکب ایرن ایرن [۳۲]

۱ شعر
۷۰۰ افزون

خبر اس کی نہیں کیا ہو گیا دل	ایرن	مگر یہ یاد ہے پہلو میں دل تھا

انور حسین آرزو لکھنوی [۳۳]

۱۰ شعر
۷۱۰ - افزون

۱ه رسا ۱۳۴۔ اختر ۵۲۔ جوش ۹۲۔ ساحر ۱۴۱۔ غالب ۱۸۶۔ ۲ه ہرمز ۲۴۹۔ مونس ۲۴۶۔ عابد ۱۶۸۔ اسد ۵۶۔ آباد ۶۴۔ رشید ۱۳۵۔ سعید ۱۴۴۔ علی ۱۶۸۔ ۳ه حیدر ۱۰۲۔ رشید ۱۳۵۔ عالی ۱۶۷۔ مونس ۲۲۶۔ مزاج ۲۲۴۔ عاجز ۱۶۸۔ علی ۱۶۸۔ اسد ۵۶۔ ۴ه نعیم ۲۴۳۔

منزلِ بیخودیٔ شوق حدِ نظر سے دور ہے[1] — آرزو — پیچھے پلٹ کے بھی نہ دیکھ آگے قدم بڑھائے جا

اک ہمہ تن ہے پائے ناز اک ہمہ تن سرِ نیاز — " — یہ تو چلن جہاں کا ہے جتنا دبے دبائے جا

تکیہ ہے کارساز پہ ہوں بے نیازِ غرض[2] — " — سب کام ہو رہے ہیں برابر کیے بغیر

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہیں — " — سب دوست ہیں اپنے مطلب کے دنیا میں کسی کا کوئی نہیں

قتالِ جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں پڑے مرقدان کے — " — یا مرنیوالے لاکھوں تھے یا رونے والا کوئی نہیں

رہِ رضا کی قضا زندگی بڑھاتی ہے — " — قدم قدم پہ ہوا سانس بن کے آتی ہے

تھا محبت بھری اک سانس کا وقفہ کتنا! — " — اتنی ہی دیر میں سو بار حیا آ کے گئی

حد سے نہ گزر، سیلاب نہ بن، چکر میں پھنس، گرداب نہ بن[3] — " — بن ہلکی موج، مگر ایسی جس موج پہ دریا ناز کرے

بازیچۂ الفت میں دل کی کیا الٹی سیدھی چالیں ہیں — " — ہو جیتنے والا شرمندہ اور ہارنے والا ناز کرے

آپ کا نقشِ قدم میرا خطِ پیشانی — " — ایک ہی ہاتھ کی تحریر نظر آتی ہے

۶ شعر — ۷۱۶ - افزون — الطاف احمد انصاری آزاد انصاری سہارنپوری ۳۴

حق بنا، باطل بنا، ناقص بنا، کامل بنا — آزاد — جو بنانا ہو بنا، لیکن کسی قابل بنا

پھر نئے سر سے جنونِ قیس کی بنیاد رکھ — " — پھر نئی لیلیٰ بنا، ناقہ بنا، محمل بنا

یہ تو سمجھے آج آزاد ایک کامل فرد ہے — " — یہ نہ سمجھے ایک ناقص کس طرح کامل بنا

نہ پوچھو کون ہیں کیوں راہ میں ناچار بیٹھے ہیں[4] — " — مسافر ہیں سفر کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں

نہ پوچھو کون ہیں کیا مدعا ہے کچھ نہیں پایا — " — گدا ہیں اور زیرِ سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

وہ دل جو واقفِ اسرارِ عقل و ہوش ہوتا ہے — " — یکے از بندگانِ ساقیٔ مے نوش ہوتا ہے

۱۳ شعر — ۷۲۹ - افزون — سید محمد حسین آزاد حیدرآبادی ۳۵

۱ جوش ۹۱ - ۲ غالب ۱۸۱ - ۳ سروش ۱۴۶ - ۴ تراب ۷۶ - انشاء ۱۸۱ - جلیل ۸۵ -

گرمی میں ہم نے ٹھنڈا پانی پیا ہے واللہ[1]	آزاد	جنت کا لطف آیا، مولےٰ تیری گلی میں
حسرت ہی رہ گئی یہ آئی نہ موت مجھکو	"	ہے زندگی سے بہتر مرنا تری گلی میں
بنی ہیں عورتیں بالوں کی دشمن	"	ہیں گوری ہستیاں کالوں کی دشمن
جو بادِ پا ہیں اشارہ پہ چلتے رہتے ہیں	"	جو سست بیل ہیں ہر وقت مار کھاتے ہیں
جہاں میں جتنے ہیں ادنیٰ سے لیکے تا اعلیٰ	"	ترا دیا ہوا پروردگار، کھاتے ہیں
کوئی[3] ہزار کہے اس کی میں نہیں سنتا	"	کہا جو تونے اسے کر لیا یقین میں نے
لباسِ عشق مرا اوٹ آف فیشن ہے	"	رکھی نہ جیب، نہ دامن، نہ آستیں میں نے
ادب مغرب بھی کرتا ہے ادب مشرق بھی کرتا ہے	"	وہاں ٹوپی اُترتی ہے یہاں جُوتا اترتا ہے
عجب[2] مشکل میں ہے جانِ غریباں ہسپتالوں میں	"	دوا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے
وفا کے تم بھی قائل ہو جفا کا میں بھی قائل ہوں	"	وفا کچھ اور کہتی ہے جفا کچھ اور کہتی ہے
اگرچہ لوگ تم سے ڈر کے تم کو نیک کہتے ہیں	"	غریبوں کی مگر آہِ رسا کچھ اور کہتی ہے
کہاں سب ایک ہوں گے ایک کی حالت یہاں یہ ہے	"	کہ دل کچھ اور کہتا ہے زبان کچھ اور کہتی ہے
بتاؤ بچے اب کس کی سنیں اور کیا کریں افسوس	"	پدر کچھ اور کہتا ہے تو ماں کچھ اور کہتی ہے

۱۷ شعر — سید احمد حسین امجد حیدرآبادی[36]
۷۴۶ - افزون

کام[4] کب حسبِ مدعا نہ ہوا	امجد	اوس کے فضل و کرم سے کیا نہ ہوا
ہم تو اک بار اوس کے ہو جائیں	"	وہ ہمارا ہوا ہوا نہ ہوا
اب سویرے حضور جاگے ہیں	"	قافلہ رات ہی روانہ ہوا
یوں[5] تو کیا کیا نظر نہیں آتا	"	کوئی تم سا نظر نہیں آتا
جو نظر آتے ہیں نہیں اپنے	"	جو ہے اپنا نظر نہیں آتا
زیرِ سایہ ہوں اس کے اے امجد	"	جس کا سایہ نظر نہیں آتا

۱ امجد ۵۶ - حسرت ۹۸ - ۲ علی اختر ۶۰ - مزاج ۲۲۴ بہ تبدیل قافیہ - ۳ داغ ۱۲۰ - ۴ غالب ۱۸۰ - صاحب عالم ۱۵۹
۵ عزیز ۱۷۳ -

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
باغباں کی منت سے آپ کو رہا پایا	امجد	جس نے غنچۂ دل کو باغِ دل کشا پایا
تیرے وصل کی خواہش اک غلط نمائش ہے	″	اپنے آپ کو میں نے تجھ سے کب جدا پایا
ہم تو صاف کہہ دیں گے مل گیا خدا اس کو	″	جس نے اس خدائی میں بندۂ خدا پایا
جستجو ہی اے امجد رازِ کامیابی ہے	″	جس نے جا بجا ڈھونڈا اس نے جابجا پایا
دیکھے جو تجھ کو اک نظر ہوش میں پھر وہ آئے کیوں	″	جس کو ترے قدم ملیں سجدہ سے سر اٹھائے کیوں
جبتک رہا فراق رہی اس کی جستجو	″	اب ہے کہ خود کو ڈھونڈھ رہے ہیں وصال میں
جھلکتا نہیں ہے بدر کبھی مثلِ ماہِ نو	″	کیا شان ہے کمال کی اہلِ کمال میں
خوش ہم سے رہے جاناں ہم عید اسے کہتے ہیں	″	بس ایک کے ہو رہنا توحید اسے کہتے ہیں
کس بات کی کمی ہے مولا تری گلی میں	″	دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں
دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے	″	تیری گلی کا رستہ پوچھا تری گلی میں
موت اور حیات میری دونوں ترے لئے ہیں	″	مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں

مفتی میر اشرف علی اشرف حیدرآبادی [۳۷]

۲ شعر
۷۴۸-۱ افزون

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
زلزلے کیوں نہ آئیں دنیا میں	اشرف	دفن اک بے قرار ہے ان کا
یاد فرماتے نہیں اس کا تو کوئی غم نہیں	″	یاد آجاتے ہیں یہ بندہ نوازی کم نہیں

اسد انصاری [۳۸]

۳ شعر
۷۵۱- افزون

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
میکشوں کا ہر عمل خیر العمل ہے واعظو	اسد	میکدہ میں ذکرِ خوفِ حشر توبہ کیجیے
میں چاہتا ہوں رہے پُر بہار گلشنِ دل	″	وہ چاہتے ہیں کوئی آرزو جوان نہ رہے
قدم قدم پہ سرِ پُر نیاز جھک جائے	″	جبینِ شوق کو احساسِ آستان نہ رہے

۱ غالب ۱۷۹ - ۲ ترکی ۷۷ - داغ ۱۱۵ - غالب ۱۸۱ - ناظم ۲۴۲ - ۳ امانت ۲۵ - ۴ حسرت ۹۸ - آزاد ۵ ص
۵ بیگم ۷۲ - ۶ سرور ۱۴۸ - حیدر ۱۰۲ - مونس ۲۲۶ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۸ - ہر حز ۲۴۹ - ساثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۲۳۵
سعید ۱۴۴ - ۷ آباد ۶۲۵ - اختر ۵۳ - رشید ۲۳۵ - عالی ۱۷۶ - حیدر ۱۰۲ - مزاج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶ - عابد ۱۷۸ - علی ۱۷۸
سعید ۱۴۵

شہزادہ برار نواب میر حمایت علیخاں بہادر اعظم جاہ اعظم (۳۹)

۲ شعر
۷۵۳۔ افزون

مار ہی ڈالا مجھے ناز و ادا سے پہلے
جان دینا ہی پڑا مجھ کو قضا سے پہلے
زمزم و کوثر و تسنیم سے تو اے اعظم
دھولے منہ اپنا ذرا حمدِ خدا سے پہلے

نواب میر اکبر علیخاں اکبر حیدر آبادی فرید و نجاہی

۷ شعر
۷۶۰۔ افزون

	اکبر	
وعدہ پر آپ آئیں گے اس کا مجھے بھی ہے یقین	اکبر	آپ کا اعتبار ہے وعدہ کا اعتبار کیا؟
علیؑ کے نورِ نظر ہیں رسولؐ کے تیور؟	״	خدا ہی جانتا ہے کیا ہیں سبطِ پیغمبر
لیں گے کبھی نہ کام کسی بخیہ گر سے ہم	״	زخمِ جگر سلائیں گے تارِ نظر سے ہم
دل دیا آپ کو کس بات پہ کچھ یاد نہیں	״	یاد رکھنے کا ہوا تھا مجھے ارشاد نہیں
آپ کل آئے تھے کچھ ہنس کے کہے تھے مجھ سے	״	یاد اتنا ہے کہ کچھ یاد ہے کچھ یاد نہیں
جو زبان پر آئے کہہ دینے سے کیا؟	״	بات کرنے کا سلیقہ چاہیئے
کہوں کیا آپ سے کہنا ہی کیا ہے	״	میرا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا ہے

۱ شعر

آسی[41]

۷۶۱ - ۱ افزون

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا	آسی	یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانہ کی خاک

۱ شعر

اسمٰعیل[42]

۷۶۲ - ۱ افزون

کبھی[1] بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	اسمٰعیل	کہ جو کوئی تم سے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

۱ شعر

محمد علیخاں اثر رامپوری[43]

۷۶۳ - ۱ افزون

وہ جو[2] نہیں تو بزم میں بزم کی شان بھی نہیں	اثر	پھول ہیں دلکشی نہیں چاند ہے چاندنی نہیں

۴ شعر

عبد السمیع اثر صہبائی سیالکوٹی[44]

۷۶۷ - ۱ افزون

دیکھ[3] جی بھر کے مگر توڑ نہ مجھ کو گلچین	اثر	ہاتھ بھی تو نے لگایا تو بکھر جاؤنگا
قفس سے چھوٹ کے آیا ہوں سا کنانِ چمن؟	"	کہاں ہے مجھ کو مرا آشیاں نہیں ملتا
نکل[4] کر دل لہو ہو ہو کے بہ جاتا ہے آنکھوں سے	"	ستم ہے شمع کو جو زینتِ محفل سمجھتے ہیں
لطف گناہ میں ملا اور نہ مزا ثواب میں	"	عمر تمام کٹ گئی کاوشِ احتساب میں

۲ شعر

احسان الحق احسان دانش مظفر نگری[45]

۷۶۹ - ۱ افزون

پرسش[5] غم کا شکریہ کیا تجھے آگہی نہیں	احسان	ترے بغیر زندگی درد ہے زندگی نہیں
ترے سوا کروں پسند کیا تری کائنات میں	"	دونوں جہاں کی نعمتیں قیمتِ بندگی نہیں

[1] امیر ۳۲ - داغ ۱۱۲ - غالب ۱۶۹ - [2] احسان دانش ۵۸ بہ تبدیل قافیہ - [3] امیر و ذوق و داغ و سودا و مائل ۳۴ - ۱۲۲ - ۱۱۳ - ۱۳۷ و ۲۲۳ - بہ تبدیل قافیہ - [4] جگر ۸۹ - اکبر ۴۴ بہ تبدیل قافیہ - [5] اثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ -

مرزا جعفر علی خاں اثر (لکھنوی) ۴۶

۴ شعر
۷۷۳-۱ افزون

آغازِ محبت کی لذت انجام میں پانا مشکل ہے	اثر	جب دل کو مسوسے رہتے تھے اب ہاتھ لگانا مشکل ہے
متوالی رسیلی آنکھوں میں نیند ایسی گھُتی ہے کہ بس توبہ	"	فتنے تو اُٹھانا اک جانب جادو بھی جگانا مشکل ہے
طائر ہے نہ صیدِ وحشی ہے دل ہے البتہ تڑپتا دل	"	دیکھو تو ادھر کوشش تو کرو کیا ایسا نشانا مشکل ہے
جو عشق کے فن کے ماہر ہیں اون سے پوچھو تم کیا جانو	"	کب اشک بہانا مشکل ہے اور کب پی جانا مشکل ہے

اختر شیرانی اختر (ٹونکی) ۴۷

۱ شعر
۷۷۴- افزون

انہیں[1] منظور تھا اقرارِ عشق سے لیکن	اختر	حیا کو ضد تھی کہ وہ پاسِ آبرو کرتے

امین حزین امین (سیالکوٹی) ۴۸

۲ شعر
۷۷۶- افزون

افسانۂ[2] حیات کو دُہرا رہا ہوں میں	امین	یوں اپنی عمرِ رفتہ کو لوٹا رہا ہوں میں
اس سحرِ رنگ و بُو نے تو دیوانہ کر دیا	"	دامن کے تار تار کو الجھا رہا ہوں میں

شاہ امید امید (حیدرآبادی) ۴۹

۱ شعر
۷۷۷ افزون

روک لے اے ضبط جو آنسو کہ چشمِ تر میں ہے	امید	کچھ نہیں بگڑا ہے اب بھی گھر کی دولت گھر میں ہے

علی اختر رض اختر ۵۰

۶ شعر
۷۸۳- افزون

[1] ذوق ۱۲۵۔ [2] جگر ۸۹۔ حفیظ ۱۰۱۔ سیماب ۳۸۴۔ ساز ۱۳۵۔ سردار ۱۴۶۔ تجلیات ۲۰۰۔ ۱۰
تاج ۷۹۔ جملہ بہ تبدیل قافیہ (شہید ۱۵۷)

دمِ زندگی سے رہا ہوا غمِ زندگی سے گذر گیا	اختر	یہ حیات قابلِ رشک ہے وہی جی رہا ہے جو مر گیا
حریمِ کعبہ بنادی وہ سرزمیں میں نے	″	ترے خیال میں رکھدی جہاں جبیں میں نے
بنا دیا جو محبت کا راز داں میں نے	″	زمیں کو بخش دیا اوجِ آسماں میں نے
نصیبِ دل ہیں ازل سے تصوراتِ جمال	″	فضائے برق میں رکھا ہے آشیاں میں نے
بساطِ ہوش سے تا جلوہ گاہِ مستی و کیف	″	تجھے تلاش کیا ہے کہاں کہاں میں نے
بقدرِ شوق نہ تھا اہتمام سوز و گداز	″	ضمیرِ خاک میں بھر دی ہیں بجلیاں میں نے

احتشام احمد اسد حیدر آبادی [۵۱]

۱ شعر
۷۸۴۔ افزوں

وقف تھے کوثر و تسنیم کے چشمے لیکن	اسد	آبِ خنجر سے نوازے گئے پیاسے پہلے

امن (لکھنوی) [۵۲]

۱ شعر
۷۸۵۔ افزوں

وحشت کدہ اگر یہ ہندوستان رہیگا	امن	ہندو کہاں رہے گا مسلم کہاں رہیگا!

اکمل (جالندھری) [۵۳]

۱ شعر
۷۸۶۔ افزوں

مجھ کو مٹانے والے یہ بھی تجھے خبر ہے	اکمل	میرے نشان سے باقی تیرا نشان رہیگا

اعظم (جلال آبادی) [۵۴]

۱ شعر
۷۸۷۔ افزوں

---

[۵۱] آزاد ۵۵ بہ تبدیلِ قافیہ۔ مزاج ۲۲۳۔ [۵۲] شجیع ۱۵۶۔ اعظم ۵۷۔ رند ۱۳۱۔ ظفر ۱۶۷۔

تنگ آ کے ہم نے آخر دل دیدیا کسی کو	عظیم	اے دردِ دل بتا دے اب تو کہاں رہیگا

اثر بلالی ۵۵

۲ شعر
۷۸۹- افزون

جینا تو ہجر یار میں دشوار ہی رہا	اثر	مرنا بھی انتظار نے مشکل بنا دیا
ٹکڑے دل و جگر کے بچھاتے چلے گئے	"	جاتے ہوئے نشان سر منزل بنا دیا

آغا شاعر کاشمیری ۵۶

۱ شعر
۷۹۰- افزون

جو برق و باد پہ قادر وہ اس قدر مجبور	آغا	کہ ایک سانس بڑھانے کا اختیار نہیں

افسوں ۵۷

۲ شعر
۷۹۲- افزون

کروں دو آفتوں میں صبر کیونکر سخت مشکل ہے	افسوں	ادھر وہ آفت جاں ہی اُدھر آفت بھرا دل ہے
سینکڑوں ملتے ہیں الزام کے دینے والے	"	ایک دو بھی نہیں آرام کے دینے والے

اختر لکھنوی ۵۸

۱ شعر
۷۹۳- افزون

عجب ڈھنگ کی یہ تعمیر خراب آبادستی ہے	اختر	کہ پستی یاں بلندی ہے بلندی یاں کی پستی ہے

اعجاز صدیقی ۵۹

۱ شعر
۷۹۴ = افزون

شاید وہ جلوہ ریز ہیں کلیوں کے بھیس میں	اعجاز	مہکی ہوئی ہوائے گلستاں ہے آجکل

۱ شعر — ۷۹۵ - ۱ افزوں
کنور سیّد محمد اصغر علیخاں اصغر ۶۰

جو لڑکپن ہی میں سو حشر بپا کرتے ہیں — اصغر — دیکھتا یہ ہے جواں ہو کے وہ کیا کرتے ہیں!

۱ شعر — ۷۹۶ ۱ افزوں
آشفتہ ۶۱

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے — آشفتہ — الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے

۱ شعر — ۷۹۷ - ۱ افزوں
ابو السیف سیّد قدرت اللہ اخضر ۶۲ حیدرآبادی

آگئی پیری، جوانی کی امنگیں مٹ گئیں — اخضر — دن کہاں رہتا ہے باقی دھوپ ڈھل جانے کے بعد

۳ شعر — ۸۰۰ - ۱ افزوں
سیّد محمد بادشاہ اظہر (حیدرآبادی) ۶۳

دُرِ مقصود ڈھونڈیے تہ میں — اظہر — لبِ دریا گہر نہیں آتا

چمن کی ہر اک چیز ہے اپنی جا پر — ” — مگر اک میرا آشیانہ نہیں ہے

بحرِ غم ہی میں ٹھکانا نظر آتا ہے مجھے — ” — ڈوبتا ہوں تو کنارا نظر آتا ہے مجھے

۷ شعر — ۸۰۷ - افزوں
نواب نصیر یار جنگ آباد (حیدرآبادی) ۶۴

توڑ کر عہدِ وفا خونِ تمنا کیجیے — آباد — اس طرح آباد کی برباد دنیا کیجیے

مٹا دو یوں کہ ہمارا کہیں نشاں نہ رہے — ” — کسی کو یاد محبت کی داستاں نہ رہے

عیاں ہر ایک پہ ہیں سربلندیاں اپنی — ” — زمیں کی طرح سے ہم زیرِ آسماں نہ رہے

ے بیتاب ۴۷ - درد ۱۰۹ - عزیز ۱۷۰ - ۵ شوق ۸۵۱ - عابد ۱۷۸ - ۳ رہبر ۱۳۵ - نظم ۲۴۰ -
۵ علی ۱۷۵ - [illegible] - ۲۴۵ - [illegible] - ۱۷۸ - نور ۱۴۸ - حیدر ۱۰۲ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعد ۱۴۴

وہ خاک سمجھیں گے انداز حکمرانی کے	آباد	جو کارواں میں کبھی میر کارواں نہ رہے
میرے خیال میں تعریف دوستی یہ ہے	؍؍	کہ دوست درپئے آزار دوستاں نہ رہے
ہمارا ضبط و تحمل ہے قابل تقلید	؍؍	مصیبتوں میں بھی ہم مائل فغاں نہ رہے
چمن کی خیر منا باغبان پرستی کر	؍؍	بلا سے تیرا سلامت جو آشیاں نہ رہے

۵ شعر ۸۱۲ - افزون نواب محمد افسر الدین خاں افسر حیدرآبادی[۶۵]

ہر سبق آدمی کو ملتا ہے	افسر	اک مکمل کتاب ہے دنیا
حشر کا دھڑکا ہے افسر اس لئے	؍؍	کیا خبر کیا ہم سے پوچھا جائے گا
آپ سے عرض مدعا کرنا	؍؍	ہے قیامت کا سامنا کرنا
دل پر داغ رنگ لایا ہے	؍؍	میں خزاں میں بہار دیکھتا ہوں
نرالی شان ہے سب سے مرے آنسو بہانے کی	؍؍	کہ ہر آنسو میں ہے تصویر اس کے مسکرانے کی

۴ شعر ۸۱۶ - افزون ڈاکٹر سید اختر احمد اختر (لکھنوی)[۶۶]

ہم بھی ہیں کارواں کے ساتھ مگر	اختر	جا رہے ہیں کہاں نہیں معلوم!
انکی پرکیف نگاہوں میں نہ جانے کیا تھا	؍؍	آج دنیا مری آنکھوں میں سمٹ آئی ہے
منجدھار جو اپنی منزل ہو طوفان سہارا ہو جائے	؍؍	ساحل کی ضرورت کیا ہم کو ہر موج کنارا ہو جائے
ملنے کی تمنا دل میں رہی دیدار کی طاقت کس میں ہے	؍؍	وہ آ کے کھڑے ہو جائیں اگر دشوار نظارا ہو جائے

۱ شعر ۸۱۷ - افزون نارائن پرشاد اخگر (حیدرآبادی)[۶۷]

فرد ہوں کوئی زمانے میں نہیں اپنی مثال	اخگر	آشنا ہم نہ ہوئے آج تک ارمانوں سے

لہ غالب ۱۸۴ - عیش ۱۷۷ - ۲ـہ سعید ۱۴۸ - میر و انشاء ۲۰۸ - ۱۸ بر تبدیل قافیہ -

۷ شعر — سیّد علی محمد اجلالؔ زیدی الوسطی لکھنوی[۶۸]
۸۲۴-۱ افزون

شاید آیا ہے خیال اُن کو مسیحائی کا	اجلال	خود بخود آنکھ میری بند ہوئی جاتی ہے
کچھ خبر بھی ہے تجھے مجھکو مٹانے والے؟	؍؍	تیری الفت بھی مرے ساتھ مٹی جاتی ہے
بس تری ایک عنایت کی نظر ہے درکار	؍؍	داستانِ شبِ غم ختم ہوئی جاتی ہے
حرم و دیر میں دنیا کا چلن دیکھ لیا	؍؍	اپنے مطلب ہی کی ہر بات کہی جاتی ہے
چار تنکے تو نہ تم اہلِ چمن دیکھ سکے	؍؍	منہ پر اب خاک نشیمن کی ملی جاتی ہے
چند[۱] پروانوں کی لاشیں شمعِ کشتہ کے قریب	؍؍	یہ بہت ہے عبرتِ اربابِ محفل کے لئے
میکدہ سے پھینکتے کیوں ہو شکستہ جامِ مئے	؍؍	اس کو رہنے دو میرے ٹوٹے ہوئے دل کیلئے

۱ شعر — یوسف خاں آگاہ[۶۹]
۸۲۵ - ۱ افزون

عبادت[۲] گاہ ہے محراب کعبہ ہر مسلماں کی	آگاہ	ہماری سجدہ گہ محراب ہے اپنے گریباں کی

۱ شعر — الف خاں[۷۰]
۸۲۶-۱ افزون

پہلے قدم میں عشق کے میرا تو جی گیا	الف خاں	مجنوں یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

۱ شعر — انعام گوالیاری[۷۱]
۸۲۷-۱ افزون

وہ آئے تو ہر نور پہ چھائے ہوئے آئے	انعام	تارے بھی نہیں ہیں مہِ کامل بھی نہیں ہے

[۱] وزیر و نائل ۲۴۶-۲۲۳ بتبدیل قافیہ۔ [۲] اصغر ۵۲۔ برتر ۱۷۔ ساحر ۱۴۵۔ غالب ۱۸۵۔ رضو ۱۶۵۔

بندہ شاہ بندہ[۱]

۶ شعر
۸۳۳-افزون

نہ ہوتے محمدؐ تو ہونے کا ہوتا	بندہ	ولیکن کچھ ایسا کہ گویا نہ ہوتا
خدا اپنا مخفی خدائی میں رہتا	؍؍	خدا کا خدائی میں شہرا نہ ہوتا
یہ وہ شب ہے کہ محمدؐ سے خدا ملتا ہے	؍؍	دیکھئے دونو کے ملتے ہیں کیا ملتا ہے
جب گوارا نہ ہوئی حق کو جدائی اُن کی	؍؍	خود بخود ہو گئی وابستہ خدائی اُن کی
باوجودیکہ نبیؐ نورے ہیں سب ان کے	؍؍	تسپہ بھی ایک نے پائی نہ صفائی اُن کیؐ
خداؐ سے ہم کو وقیفت کہاں ہے	؍؍	محمدؐ آپ کا منہ درمیان ہے

شہزادہ بیدار بخت بیدار[۲]

۶ شعر
۸۳۹-افزون

کل تری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گلگوں تھا	بیدار	ہر مژہ پر مری لخت جگر پُرخون تھا
دوستو مجھ کو نہ دو سیرِ چمن کی تکلیف	؍؍	اشک ہی بس ہے مرا باغ و بہارِ دامن
خلشِ خارِ رہِ عشق میں اب اے ناصح	؍؍	نہ رہا ایک بھی ثابت مرا تارِ دامن
تیری محفل میں اگر ہو گذرِ پروانہ	؍؍	نہ پڑے شمع پہ ہرگز نظرِ پروانہ
اُڑ گئے جل کے سبھی بال و پرِ پروانہ	؍؍	کچھ بھی اے شمع تجھے ہے خبرِ پروانہ
سامنے ہوتے ہی اُس رُو کی درخشانی سے	؍؍	نقش دیوار ہوا آئینہ حیرانی سے

[۱] بے نظیر ۶۹ - ناسخ ۲۲۳ - آتش ۱۵۲ - شکر ۲ ہم [۲] ناسخ و لاحد ۲۲۰ و ۲۵۳ بہ تبدیل قافیہ - آتش ۲۱ -

خواجہ احسن اللہ خاں بیان[۷۴]

۱۰ شعر
۸۴۹ - افزون

خواب میں زلف کو مکھڑے سے نکالے آجا	بیان	بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
بے کسی پر مرے خون روتے ہیں چھالے آجا	"	راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا
دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے	"	لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا
ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں	"	کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا
ایسے ہی مرے بخت جو ماتے تھے نیند کے	"	خواب عدم سے کاہیکو مجھکو جگادیا
جنگ پر لوگ جس کی لڑتے ہیں	"	صلح میں اس کی کیا مزا ہوگا
[1] یہ لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو	"	اُنھوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا
عالم میں گو کہ عشق نے رسوا کیا مجھے	"	لیکن تجھے تو شہرۂ آفاق کردیا
رو کر اوس سے میں کہا مرتا ہے یہ بیمار آج	"	مسکرا کر وہ لگا کہنے کہ "اس کا کیا علاج
کیا ہے عجز نے مرے بیان اُسے مغرور	"	میری وفا اُسے جور و جفا سکھاتی ہے

بیتاب[۷۵]

۳ شعر
۸۵۲ - افزون

[2] جام الفت مجھے ساقی نے پلایا کیوں تھا	بیتاب	گر پلایا تھا تو ہشیار بنایا کیوں تھا
بعد مرنے کے جو تربت پہ کھڑے روتے ہو	"	زندگی میں مجھے پہلو سے اٹھایا کیوں تھا
کیا کہو گے جو قیامت میں ہوا تم سے سوال	"	چاہنے والوں کا دل تم نے دکھایا کیوں تھا؟

شیخ امداد علی بحر لکھنوی[۷۶]

۴۳ شعر
۸۹۵ - افزون

[1] امیر ۲۳ بہ تبدیل قافیہ ۔ [2] بقا بہ تبدیل قافیہ ۱۷

مصرع اول	بحر	مصرع ثانی
نہ عرش پر مجھے لیجا نہ لامکاں پہونچا	بحر	کمندِ آہ جہاں یار ہو وہاں پہونچا
زمانہ تشنۂ دیدار ہے حسینوں کا	؍؍	دلیل ہے چہ یوسف پہ کارواں پہونچا
جگر میں داغ ہیں آنکھوں میں اشک لب پر آہ	؍؍	چلے ہیں لیکے زمانے سے ارمغاں کیا کیا
وقت آخر ہمیں دیدار دکھایا نہ گیا	؍؍	ہم تو دنیا سے گئے آپ سے آیا نہ گیا
اس کے کوچہ سے ضعیفی میں بھی اُٹھے نہ قدم	؍؍	سر پہ دھوپ آگئی دیوار کا سایا نہ گیا
جذبۂ الفت نے دکھایا اثر اپنا اُلٹا	؍؍	آہ جب ہونٹوں پر آئی تو کلیجہ اُلٹا
باغبان بلبلِ شیدا کی یہی ہے تعذیر	؍؍	شاخ گل میں اسے پر باندھ کے لٹکا اُلٹا
کتنا یہ جامِ چشم ہے کمبخت دیکھنا	؍؍	چار آنسوؤں کی کیا تھی حقیقت چھلک گیا
چلو بلا سے اگر ہے یہ آستیں کا سانپ	؍؍	بغل میں پال کے میں کیا کروں گلہ دل کا
سنوں تمہاری کہ اپنی کہوں حقیقتِ حال	؍؍	تمہیں ہے میری شکایت مجھے گلہ دل کا
ہمیشہ وصل رہا نشۂ شراب رہا	؍؍	بغل میں چاند رہا سر پہ آفتاب رہا
نصیب سو گئے یاروں کا ساتھ چھوٹ گیا	؍؍	کھلی نہ آنکھ مری کارواں روانہ ہوا
وہ بندوبست ہمارا اب ان کے گھر میں نہیں	؍؍	زمانہ تھا کبھی اپنا اسے زمانہ ہوا
پسِ فنا ہے یہ توقیر خاکساروں کی	؍؍	اُڑا غبار جو تربت سے شامیانہ ہوا
تیرا دامن سے جھٹکنا ہمیں معلوم نہ تھا	؍؍	بیوفا خاک ہماری ہوئی برباد عبث
ہم کبھی روئے جو مایوسِ تمنا ہو کر	؍؍	ایک اک بوند گری آنکھ سے دریا ہو کر
فتنۂ حشر جو دیکھے چلن اُس کافر کا	؍؍	چوم لے دونو قدم نقش کفِ پا ہو کر
دل کو اس واسطے پہلو سے جدا کرتا ہوں	؍؍	آرزو ہے کہ ملوں یار سے تنہا ہو کر
اُٹھ گیا چین بغل سے جو وہ محبوب اٹھا	؍؍	پھول قالین کے چبھنے لگے کانٹا ہو کر
چاند کو سورج کی ضو ملتی ہے بامِ یار پر	؍؍	دھوپ ہو جاتی ہے آکر چاندنی دیوار پر
پاؤں کی مہندی ستم ہے اور آفت سر کے بال	؍؍	آگ اُس کے پاؤں کے نیچے دھواں بالائے سر
گیا شباب تو سامان پھر سفر کے ہیں	؍؍	چراغ شام ہیں مہمان رات بھر کے لئے

لہ قیس ۱۹۹ - سہ قلق ۱۹۳ - تقی ۷۷ - سہ رند ۱۲۷ - حفیظ ۱۰۰ - داغ ۱۱۳ - نسیم بہ تبدیل قافیہ ۲۳۶
۵ - آخر ۲۴ - ۲۰۴ - نسیم ۲۳۶ -

مصرع اول		مصرع ثانی
کیا[1] چشم سرگیں کی ہے شوخی سحاب میں	بحر	پلکوں میں ہے نگاہ کہ بجلی سحاب میں
کوئی دن میرے بھی راحت کا سرانجام کریں	،،	تلوے سہلاؤں میں آنکھوں سے وہ آرام کریں
ہم سے دل صاف کسی کا نہیں ہو سکتا ہے	،،	کس طرح آئینہ پہ لوگ جِلا کرتے ہیں
کس[2] کو تلوار کے سایہ میں سُلایا تم نے	،،	کروٹیں خاک کے نیچے شہدا لیتے ہیں
اُٹھ جا طبیب مجھ کو امید شفا نہیں	،،	وہ میرے دل میں درد ہے جس کی دوا نہیں
کہتے ہیں لوگ دیکھ کے اُس کے مریض کو	،،	اب کے جو بچ گیا تو پھر اسکی قضا نہیں
رخ کا دیوانہ ہوں گیسو کا گرفتار نہیں	،،	روز روشن مرے گھر میں ہے شب تار نہیں
میں گنہگار بھی حاضر ہوں اب ارشاد ہے کیا	،،	بیڑیوں کو ہوا تھا حکم کہ آئیں آئیں
ٹل گئی غیر کے سر پہ مرے سر کی آفت	،،	میرے آڑے بخدا میری وفائیں آئیں
پھٹے کپڑے رہے جبتک تو نہ پیوند ملا	،،	ترک جامہ کیا ہم نے تو قبائیں آئیں
اس کی درگاہ سے محروم گیا کون اے بحر	،،	ہاتھ خالی نہ کبھی میری دعائیں آئیں
زلف کھولے ہوئے مقتل جو وہ اک بار چلے	،،	ایک رسّی میں بندھے سارے گنہگار چلے
بنا دیا میری قسمت نے پھول کو کانٹا	،،	کھٹکتے ہیں میری آنکھوں میں وہ سمائے ہوئے
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	،،	کبھی ہمارے ہوے وہ کبھی پرائے ہوئے
اب آئے ہو تو نہ رخصت کی بات چیت رہے	،،	خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آئے ہوئے
کہو یہ قافلے والوں سے ہم بھی آتے ہیں	،،	بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کسی کے منہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	،،	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
یہی لاتا ہے خرابی یہی کرتا ہے ذلیل	،،	بادشاہی ہے اگر دل پہ حکومت رکھے
حور بن کر ترے کشتہ کی قضا آتی ہے	،،	دامن تیغ سے جنت کی ہوا آتی ہے
شراب مانگیں گے خضر سے بھی طلب آب بقا کریں گے	،،	سرور میں لطف زندگی ہے خمار میں جی کے کیا کریں گے
بلاؤ کیسے سامنے ڈٹیں گے قدم نہ میدان سے ہٹیں گے	،،	اسی کے کوچہ میں مر مٹینگے جئیں گے جبتک وفا کریں گے

[1] آباد ۲۴۔ اسیر ۳۲۔ شفتہ ۱۴۹۔ ذوق ۱۲۳۔ قلق ۱۹۴۔ غالب ۱۸۱۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۔ راسخ ۱۳۲

[2] [illegible]

۳ شعر — بادشاہ[1]
۸۹۸ - افزون

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری	بادشاہ	جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
شفق بن کے گردوں پہ ہوتا ہے ظاہر	”	یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے
گلستاں میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا	”	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بُو ہے

۱۱ شعر — راجہ محبوب نواز ونت باقی[2] حیدرآبادی
۹۰۹ - افزون

مجرئی تن سے جو سرِ شاہِ ہُدیٰ کا اُترا	باقی	پیٹتا سر کو فلک پر سے مسیحا اُترا
عالم رویا میں اشک افشاں رسول اللہ تھے	”	باغیوں نے باغ لوٹا باغباں رونے لگا
دل میں دنیا کا تماشا دیکھا	”	موجزن کوزہ میں دریا دیکھا
دیکھیے تم کہ شرارت سے یہ شر کیا کرتا	”	گر اجل سر پہ نہ ہوتی تو بشر کیا کرتا
سب ہیں مفتونِ چشم و زلف و خط و خالِ یار پر	”	سینکڑوں نے جان کھوئی ہے انہیں و چار پر
زوال میں نہیں باقی کوئی کسی کا شریک	”	رفیق، دوست، پسر، اقربا، غلام، عزیز
یا عصا یا شانہ یا تسبیح، یا مسواک ہے	”	زاہد انِ خشک کا ہے سب کا سب اسباب خشک
ہے عکس فگن جو آنکھ میں رُخ	”	ساغر میں ہے آفتاب کا رنگ
دریا سے موج، موج سے دریا نہیں الگ	”	ہم سے جُدا نہیں ہے خُدا اور خدا سے ہم
نیم جان خنجرِ قاتل سے ہوا ہیں جس دم	”	بولی شمشیر نہ گھبرا ترے سر پہ میں ہوں
مجھے اشکوں کی رُسوائی سے ڈر ہے	”	مثل ہے گھر کے بھیدی سے خطر ہے

۲ شعر — بے نظیر شاہ بے نظیر[3]
۹۱۲ - افزون

خوشی کیا ان دنوں جو مہرباں ہے	بے نظیر شاہ	یہ ظالم آسمان پھر آسمان ہے

[1] بیتاب بہ تبدیل قافیہ ۸۷۔ [2] آتش ۲۲ شکر ۱۵۲۔ تاریخ ۲۳۳۔ بندہ ۹۵۔

ازل میں ہر انجام لکھا گیا	بینظیر شاہ	شبِ غم کی لیکن سحر رہ گئی
نہ تا حشر پوری ہوئی ہجر میں	"	میری عمر اُن کی قسم ہو گئی

۵ شعر — ۹۱۷ - افزون
منشی علی محمد خاں برقؔ شاہجہانپوری

حسن سے شعلہ سے، نغمہ سے مے ناب سے ہے	برقؔ	زندگی میری جہاں میں انھیں اسباب سے ہے
بزم اغیار ہے، ڈر ہے، نہ خفا تو جائے	"	ورنہ اک آہ میں کھینچو تو ابھی ہو جائے
تو تو جس خاک کو چاہے وہ بنے بندہ نواز	"	میں خدا کس کو بناؤں جو خفا تو ہو جائے
حرم و دیر کے جھگڑے ترے چھپنے سے پڑے	"	ورنہ تو پردہ اُٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے
آپ انکار کریں وصل سے میں درگذرا	"	کچھ تو ہو جس سے طبیعت مری یکسو ہو جائے

۲ شعر — ۹۱۹ - افزون
بیخودؔ [۸۱]

یہ گردِ کدورت کی گرانی نے کیا پست [۵۱]	بیخودؔ	خشکی میں ہوا غرق سفینہ مرے دل کا
منہ پھیر لیا کر کے ہدف تیر نگہ سے	"	دیکھا نہ گیا اُن سے تڑپنا مرے دل کا

۴ شعر — ۹۲۳ - افزون
محمد حبیب الرحمٰن بیدلؔ [۸۲]

مر بھی جاتا تو جلانے کو وہ آتا نہ مسیح [۵۲]	بیدلؔ	مفت میں موت کا شرمندۂ احسان ہوتا
مریض جان بلب کرتا دمِ آخر فغاں کبتک [۵۳]	"	جو اُٹھا بھی تو اُٹھا شمعِ کُشتہ سے دھواں کبتک؟
انھیں رہ رہ کے مجھکو یاد کرنے سے غرض کیا تھی	"	کہ بیمارِ اجل لیتا ہے دیکھیں ہچکیاں کبتک
ہم نے کھلتی ہی نہیں دیکھی گرہ تقدیر کی	"	پیش کچھ جاتی نہیں ہے ناخنِ تدبیر کی

[۵۱] تذکرہ ۲۷ - [۵۲] تاریخ ۲۲۸ - [۵۳] شبلی ۱۵۲ -

۴ شعر — ۹۲۷- افزون
بقاء اللہ خاں بقا اکبرآبادی [۸۳]

سرسری دل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا	بقا	راہ بس ناپنے آئے تجھے یہ آنا کیا تھا
آئینہ دیکھ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں	"	اُس کا میں دیکھنے والا ہوں بقا واہ رے میں
سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں خرابے میں	"	ٹکڑے جو میرے دل کے بہتے ہیں دو آبے میں
عشق میں بو ہے کبریائی کی	"	عاشقی جس نے کی خدائی کی

۱۱ شعر — ۹۳۸- افزون
میر نادر علی برتر غازی پوری [۸۴]

تفرقے صحبت دلدار میں کیا ہوتے ہیں	برتر	دل کے دو حرف مگر وہ بھی جدا ہوتے ہیں
ہجر میں پاس وفا اُو ستم آرا کب تک	"	اب تو شرمندۂ احسان قضا ہوتے ہیں
ان کی تمکین سے جھکتے ہیں سر نخوت کیا کیا	"	بت بھی اللہ غنی شان خدا ہوتے ہیں
بت بنے بیٹھے ہو کیوں دیر میں جا کر برتر	"	ڈھنگ مومن کے یہی مرد خدا ہوتے ہیں؟
کرم مجھ پر زیادہ تھا تو دشمن پر جفا کم تھی	"	تری بیداد یہ اُدھ بانیٔ بیداد کیا کم تھی؟
پردہ اُٹھا کبھی جو رُخ رشک ماہ سے	"	آیا مجھے حجاب خود اپنی نگاہ سے
شرر باری کا شکوہ اور پھر مجھ سوختہ جاں سے!	"	مری جاں پھول تو جھڑتے نہیں ہیں آہ سوزاں سے؟
یہ کس مجبور نے آنسو بہائے ہیں خدا شاہد	"	کہ گرد اب تک نہیں اُڑتی زمین کوئے جاناں سے
بھری ہے دست صناع ازل نے تیری آنکھوں میں	"	سپیدی صبح محشر کی سیاہی شام ہجراں کی
ہوا باندھی ہے کس شوریدہ سر کے جوش وحشت نے	"	مثال چشم درباں کھل گئی زنجیر زنداں کی
غم تاریکیٔ مرقد ہوا پیری میں اے برتر	"	خبر صبح وطن دینے لگی شام غریباں کی

[۱] بیتاب بہ تبدیل قافیہ ۶۶- [۲] جلیل ۸۸- [۳] آگاہ ۶۴- اصغر ۵۲- غالب ۱۸۵- ساحر ۱۲۵

میر کاظم علی باغ[۵۵]

۲ شعر — ۹۴۰-۱ فزون

مصرع	تخلص	مصرع
کہیں طور کی تھیں تجلیاں کہیں حسن حور کی بجلیاں	باغ	شب غم تصور یار میں ہیں کہاں کہاں سے گذر گیا
نہیں مجھ سے تجھ سے مناسبت ہیں زوال تو ہے عروج	"	میں وہ خال ہوں جو بگڑ گیا تو وہ حسن ہے جو سنور گیا

عابد مرزا بیگم[۵۶]

۶ شعر — ۹۴۶-۱ فزون

مصرع	تخلص	مصرع
مردوا میرا سدا ہارا ہوا ہے سوت کے گھر	بیگم	آجکل کھوئے ہوئے ہے مرے اوسان بہار
ننھے ننھے یہ پرندے جو موئے بیخنتے ہیں	"	میں سمجھتی ہوں یہ سب ہیں ترے دیوانے بہار
مردوئے تلوار کا کس بل نہیں دم خم نہیں	"	بل ہے تیوری پر تو ہو بندی کو اس کا غم نہیں
ہاتھ میں جن کے قلم ہے بات میں جن کی اثر	"	اے بوا وہ عورتیں بھی مردوں سے کم نہیں
تیری باتوں کے مرے دل میں ہزاروں گھاؤ ہیں	"	اور پھر بختہ نہیں ٹانکے نہیں مرہم نہیں
یا رہے گی سوت گھر میں یا رہینگے راج ہم	"	ابتو دل میں ٹھان لی ہے وہ نہیں یا ہم نہیں

مرزا عاشق حسین بزم[۵۷]

۷ شعر — ۹۵۳-۱ فزون

مصرع	تخلص	مصرع
حرم دل کے سوا اور نہیں کوئی مکان	بزم	"جھوٹ ہے" مسجدیں ان کی نہ شوالا اونکا
واں تیغ کھچکے رہ گئی قاتل کے ہاتھ میں	"	یاں خوں جوش کھا کے رگ جان میں رہ گیا
گلہ زمین سے شکایت ہے آسمان سے ہمیں	"	یہ دل رہیگا نکلوا کے دو جہان سے ہمیں
بہت بڑی نفس واپسیں سے ہے امید	"	یہ ایک سانس ملا دیگی کاروان سے ہمیں
پس فنا بھی عذاب فشار باقی تھا	"	زمین نے پیس دیا مل کے آسمان سے ہمیں
چمن ہے سامنے صیاد ابھی چھری نہ چلا	"	ابھی تو دیکھ رہے سب آشیان سے ہمیں

سلہ ضامن ۱۶۴ - کلہ اشرف ۵۶

شوقِ گیسو میں بسر عمرِ رواں ہوتی ہے	بزم	دیکھئے شام مسافر کو کہاں ہوتی ہے؟

٦ شعر — ٩٥٩ افزون — بیدم شاہ وارثی بیدم[٥٥]

اُن کے در پر مروں میں سجدہ میں	بیدم	عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے
تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے	”	ورنہ مشکل ہے کہ مشکل میری آسان ہو جائے
زاہد؟ اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے	”	کعبہ جس کے لئے سنگِ درِ جاناں ہو جائے
او نمک پاش تجھے اپنے ملاحت کی قسم	”	بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے
دینے والے تجھے دینا ہو تو اتنا دیدے	”	کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے
تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے	”	ابھی بیدم رسن و دار کا ساماں ہو جائے

١٢ شعر — ٩٧١ افزون — بہزاد[٨٩]

مجھ کو تو خود عزیز ہیں بیتابیاں میری	بہزاد	بجلی تڑپ رہی ہے یہ کیوں آشیاں سے دور
تیرے حضور میں سجدے گزارتا ہوں میں	”	اسی طرح سے مقدر سنوارتا ہوں میں
خدا کی شان ہے ہم یوں ستائے جاتے ہیں	”	ہمارے سامنے دشمن بلائے جاتے ہیں
ہماری بزم میں اُس بزم میں ہے فرق اتنا	”	وہاں چراغ یہاں دل جلائے جاتے ہیں
ہمارے سامنے ہنس ہنس کے غیر سے ملنا	”	یہی تو زخم کلیجہ کو کھائے جاتے ہیں
اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے	”	منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے
اے رہبرِ کامل چلنے کو تیار تو ہوں پر یاد رہے	”	اس وقت مجھے بھٹکا دینا جب سامنے منزل آ جائے
اپنی نئی زمین، نیا آسماں رہے	”	ہاں اس جہان سے دور ہی اپنا جہاں رہے
دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے	”	ورنہ کہیں تقدیر تماشا نہ بنا دے

لے صبا ١٥٩۔ لے فانی ١٩٠۔ خنجر ١٠٧۔ جوہر ٩١۔ بہ تبدیل قافیہ۔ سے دہقانی ١٢١۔ جگر ٨٩۔ لے منظر ٢٢٤۔

آخر کوئی صورت بھی تو ہو خانۂ دل کی	بہزاد	کعبہ نہیں بنتا ہے تو بتخانہ بنا دے
میں ڈھونڈھ رہا ہوں وہ میری شمع کہاں ہے	"	جو بزم کی ہر چیز کو پروانہ بنا دے
اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو	"	تمکو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے؟

بیخود (بھرت پوری) [۹۰]

۲ شعر
۹۷۴۔ افزون

ملہ جوانی میں سمجھ آتی ہے ہم قائل نہیں اسکے	بیخود	کہ جتنی عمر بڑھتی ہے وہ نادان ہوتے جاتے ہیں
خدا سے ڈر جو ہر اک بات پر ارشاد ہوتا ہے	"	مجھے کیونکر یقین آئے خدا سے آپ ڈرتے ہیں
نزع میں سامنے اک صورت زیبا آئی	"	موت آنکھوں سے اٹھاتے ہوئے پردہ آئی

سنتوک رائے بیتاب [۹۱]

۳ شعر
۹۷۷۔ افزون

نہ رہے باغ جہاں میں کبھی آرام سے ہم	بیتاب	پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
سلہ میں کیا خلل نہ اٹھائے فلک کے کینے سے	"	کسی کو کام نہ ڈالے خدا کمینے سے
خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے	"	نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

غضنفر علی شاہ بیتاب حیدرآبادی [۹۲]

۱۰ شعر
۹۸۷۔ افزون

ملہ یہ میرا دل مری ہمت ہے یہ ہے میرا جگر	بیتاب	ہجر کی لاکھوں بلائیں ہیں اکیلا میں ہوں
بیشک یہ جذب عشق کا میرے اثر نہیں	"	تم آگئے تھے بھول کے شاید ادھر نہیں
ذکر وصال پر اسے کیا آگیا خیال	"	ہاں کہتے کہتے کہدیا کچھ سونچ کر نہیں
سلہ دیر و کعبہ میں پھرا لیکے تو تم مجھکو	"	مجھ میں ہی رہ کے میری جان نہ ملے تم مجھکو

لہ راسخ ۱۳۲ - اکبر ۳۴ - سے درد ۱۰۹ - عزیز ۱۷۰ - آشفتہ ۶۲ - سے باقی بتبدیل قافیہ ۶۹ - سے - امیر ۳۶ - جلال ۸۳ - داغ ۱۱۷ - قلق ۱۹۵ -

میری آواز میں کس کی ہے یہ خوش الحانی	بیتاب	مست کر دیتا ہے خود میرا تکلم مجھ کو
میری کثرت سے عیاں ہے مری یکتائی بھی	"	آئینہ بھی ہوں تماشا بھی تماشائی بھی
تنگنائے دہر میں رکھتے ہیں پرِ وسعت خیال	"	قید خانے میں بھی ہم رہ کر رہے آزاد سے
دل میں جو داغ عشقِ رسالت مآب ہے	"	روشن خدا کے گھر میں بھی اک آفتاب ہے
ناظر بھی ہوں میں اور ہوں منظورِ نظر بھی	"	اک جلوہ گری میری اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
کامل جو یقین ہو تو ہٹے آنکھ سے پردہ	"	جب دل سے دعا نکلے تو ہوتا ہے اثر بھی

۱ شعر

۹۸۸ - افزون

باقر (بھوپالی) ۹۳

ہر وقت تصور ہے اُن کا ہر وقت سُرور و مستی ہے	باقر	وہ خود ہے مجسم میخانہ آنکھوں سے شراب برستی ہے

ردیف ت

۱۱ شعر

۹۹۹ - افزون

میر عبدالحی تاباں ۹۴

جفا سے اپنی پشیماں نہ ہو ہوا سو ہوا	تاباں	تری بلا سے میرے جی پہ جو ہوا سو ہوا
سبب جو میری شہادت کا یار سے پوچھا	"	کہاں کہ اب تو اسے گاڑ دو ہوا سو ہوا
نہیں کوئی دوست اپنا یار اپنا مہرباں اپنا	"	سناؤں کس کو غم اپنا الم اپنا بیان اپنا
مجھے آتا ہے رونا ایسی تنہائی پہ اے تاباں	"	نہ یار اپنا نہ دل اپنا نہ تن اپنا نہ جان اپنا
عجب احوال ہے تاباں کا یارو	"	کہ رونا رات دن اور کچھ نہ کہنا
لے دل کی خبر چشم میرے یار کی کیونکر	"	بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر؟

سعید ۱۴۴ - عاقل ۱۷۷

بیمار ہے زمیں سے اُٹھتی نہیں عصا بِن	تاباں	نرگس کو تم نے شاید آنکھیں دکھائیاں ہیں؟
خورشید گر کہوں ہیں تو جاں ہے وہ پی لا	؍؍	جو مہ کہوں ترا رُو اس پر تو چھائیاں ہیں
ہاتھ میں اس کے ہاتھ تھا ہیہات[۱]	؍؍	دل مرا گم ہوا ہے ہاتھوں ہاتھ
تو بھلی بات سے بھی میری خفا ہوتا ہے	؍؍	آہ یہ چاہنا ایسا ہی بُرا ہوتا ہے
ترے ابرو کو نہ چھوڑے گا مرا دل ہرگز	؍؍	گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے؟

اشعار ۱۰ — ۱۰۰۹ - افزون
شاہ تراب علیؒ تراب کاکوروی ۹۵

ہجر میں ہم کو غم یار نے سونے نہ دیا[۶]	تراب	وصل میں لذّت دیدار نے سونے نہ دیا
ہائے اس کے سامنے میں رات بھر روتا رہا	؍؍	آنکھ بھی کھولی نہ اُس نے بیخبر سوتا رہا
کنگھی کرتے کرتے سب پیچ و خم کاکل گیا	؍؍	دستِ مشاطہ سے آخر دل کا عقدہ کھل گیا
اِدھر دل چاک، اُودھر شور ہے چاہِ زنخداں کا[۲]	؍؍	جراحت کی یہ صورت ہے، وہ عالم ہے نمکداں کا
میں تجھ سے مانگتا ہوں خدا "خاتمہ بخیر"	؍؍	کردے کرم سے اپنے میرا "خاتمہ بخیر"
نکلے کبھو نہ جس سے ذرا بات خیر کی	؍؍	کس طرح ہوگا اس کا بھلا خاتمہ بخیر؟
یارو جو توبہ کرکے اٹھا اس جہاں سے	؍؍	بخشا گیا وہ شخص ہُوا خاتمہ بخیر
رقیب اس کے حضور اور ہم ہوا تئیں دُور کیا کھینچے	؍؍	جہاں اس نے بٹھایا ہے وہیں لاچار بیٹھے ہیں
رات ہم اُس بت کے قدموں پر جو سر دھرنے لگے	؍؍	ہنس کے بولا جو نہ کرنا تھا سو تم کرنے لگے
کوئی ایسی ذات کو کیا کہئے کہ جو فرد ہے نہ وحید ہے	؍؍	صفت اسکی ہووے کسی سے کیا نہ وہ دید ہے نہ شنید ہے

اشعار ۱ — ۱۰۱۰ - افزون
تبسم ۹۶

جھلک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا[۵]	تبسم	بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

۱ غالب ۱۸۳ - قدر ۱۹۸ - وزیر ۹۴م ۲ - مومن ۲۱۰ - گویا ۲۰۶ - (قلندر و آتش و عزیز ۹۹ - ۲۳ - ۱۸۵ - بہ تبدیل قافیہ)

۲ آباد ۳۳ - حبیب ۹۰ - شہیدی ۱۹۹م - شوکت ۱۵۷ - آتش ۲۰ - گویا ۲۰۳ - حسین ۲۲۵ - تاریخ ۲۲۹ ۳ رضا ۱۳۳

تقی ۹۷

۱ شعر
۱۰۱۱ - افزون

کھٹک[1] نہ خارِ غمِ ہجرِ یار سینہ میں	تقی	نہ ٹوٹ جائے کہیں دیکھ آبلہ دل کا؟

ترک علی شاہ ترکی ۹۸ قلندر لاہوری

۳ شعر
۱۰۱۴ - افزون

آئے[2] ہو میری قبر پہ کیوں ساتھ عدو کے	ترکی	چھوڑو بس مُردن تو ستانا میرے دل کا
جب پڑھ چکیں وہ خط کو تو آہستہ سے قاصد	"	کچھ حال زبانی بھی سنانا میرے دل کا
جس[3] کی بلند شان ہو جس کو عزیز جان ہو	"	تیری گلی میں آئے کیوں موت کے منہ میں جائے کیوں

امیر اللہ تسلیم ۹۹

۱ شعر
۱۰۱۵ - افزون

جوانی سے زیادہ وقتِ پیری جوش ہوتا ہے	تسلیم	بھڑکتا ہے چراغِ صبح جب خاموش ہوتا ہے

سیّد محمد جلال الدّین توفیق ۱۰۰ حیدرآبادی

۷ شعر
۱۰۳۲ - افزون

موسیٰ[4] جلے کہ طور جلے اوس کو کیا غرض	توفیق	منظور تھا جمال دکھانا دکھا دیا
پوچھتا[5] نہیں جب تو کوئی مجھکو کیوں پوچھے	"	تو ہی جب نہیں اپنا پھر کوئی کہاں اپنا
رہے[6] سلامت جو خاکساری کبھی تو اپنی ہوا بندھے گی	"	کبھی تو اٹھیں گے گردن کر کبھی تو اونچا غبار ہوگا
رکھا ہے پہلو میں دل کو ہم نے اسی غرض سے بچا بچا کر	"	علاج پوچھیں گے اس مسیحا سے دل کی چوٹیں بتا بتا کر
مکاں تک آکر میرے وہ پلٹے برا ہو گردوں کا یا الٰہی	"	ہزاروں بار اس نے کام ایسے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
عدم کے جانیوالے سب چھپا لیتے ہیں منہ اپنا	"	نہیں معلوم یہ کیا کیا ندامت لیکے جاتے ہیں

[1] بحر ۶۷ - قلق ۱۹۳ - [2] جود ۷۰ - [3] امجد ۵۶ - داغ ۱۱۵ - غالب ۱۸۱ - ناظم ۲۴۲ - [4] ظہیر ۱۶۸ -
[5] داغ ۱۱۳ - غالب ۱۷۹ - [6] مومن ۲۱۴ محمد داغ ۱۱۳ - خلیل ۱۰۵ - گویا ۲۰۴ - وطن ۲۴۷ - حبیب ۹۷ - اقبال ۴۹ -

فلک گر ہنستا ہے مجھ پہ کسی کو	توفیق	میں ہنس کر فلک کی طرف دیکھتا ہوں
[1] کسی طرح ہو تو گئی سحر مگر اب یہ ڈر ہے لگا ہوا	//	میری شامِ غم نہ شریک ہو کہیں اگلی راتِ دراز میں؟
تیری شہرتوں نے فریب سے مجھے کھینچ لائی وگرنہ میں	//	وہ طلسمِ عالمِ راز ہوں کہ رہا ہوں مدتوں زیرِ زمیں
گل ہیں خاموش یہ سنسان چمن میں کیا ہے	//	بات کرتے نہیں غنچوں کے دہن میں کیا ہے
یوں تو میری پرسش کو احباب تمام آئے	//	پر کوئی نہیں آیا ایسا کہ جو کام آئے
کیونکر خبر ہو ان کو میرے شکستِ دل کی	//	یہ ظرف وہ نہیں ہے جو ٹوٹ کر صدا دے
[2] ٹکڑے ہو گریباں کی طرح دل تو بلا سے	//	دامن کی طرح پاؤں پہ لوٹا نہ کریں گے
ناحق کی بلا اپنے گلے کون لگائے	//	اب ان کو گلے سے بھی لگایا نہ کریں گے
جو مانگتے ہیں غیر کے جینے کی دعائیں	//	کیا وہ میرا مرنا بھی گوارا نہ کریں گے؟
دامِ گیسو میں پھنسا دل پاؤں میں زنجیر ہے	//	یہ ہمارا خواب ہے وہ خواب کی تعبیر ہے
ہم اسیری میں بھی دیتے ہیں دعا صیاد کو	//	بند تو رکھا مگر رکھا نظر کے سامنے

۳ شعر — تشنہ ۱۰۱

۱۰۳۵ - افزوں

[3] آنکھ پڑتی ہے کہیں پاؤں کہیں پڑتا ہے	تشنہ	سب کی ہے تم کو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں
شمع ہے، گل بھی ہے، بلبل بھی ہے، پروانہ بھی	//	رات کی رات یہ سب کچھ ہے سحر کچھ بھی نہیں
نیستی کی ہے مجھے کوئے ہستی میں تلاش	//	سیر کرتا ہوں اُدھر کی کہ جدھر کچھ بھی نہیں

۲ شعر — تصویر ۱۰۲

۱۰۳۶ - افزوں

[4] ہجر کی شب تو سحر ہو یا رب	تصویر	وہ نہ آیا تو قیامت ہی سہی
دامن پہ وہ رکھے نہ رکھے دلربا لگی	//	لیکن ہماری خاک ٹھکانے سے آلگی

[1] اقبال وہم - حسرت ۹۸ - [2] شہیدی ۱۵۰ - مومن ۲۱۷ - ضامن ۱۶۳ - [5] بہ تبدیل بحر داغ ۱۱۶ -

قاری شاہ محمد تاج الدین تاج قادری حیدرآبادی

۷ شعر — ۱۰۴۴-۱ افزون — ۱۰۳

ہنگامِ نزع آپ کا آنا ضرور ہے[۱]	تاج	سرکار؟ انتظار کیے جا رہا ہوں میں
کھل جاتا ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم کا راز	”	جب آپ کو بشانِ دگر دیکھتا ہوں میں
چاہا جو تو نے شافعِ محشر وہی ہوا	”	منشائے تیرا قضا و قدر دیکھتے رہے
سدرہ کے آگے ایک قدم جب نہ بڑھ سکے	”	روح الامین عروجِ بشر دیکھتے رہے
محوِ جمالِ حق ہے[۲] ہماری خبر بھی ہے	”	سرکار کی نگاہ اُدھر بھی اِدھر بھی ہے
دیدنی ہے جذبۂ دیوانگانِ مصطفٰے	”	ہے جبینِ شوق وقفِ آستانِ مصطفٰے
جو زبانِ شاہ سے نکلا وہی ہو کر رہا	”	بن گئی تقدیر ہلتے ہی زبانِ مصطفٰے

محمد تاج الدین تاج قریشی حیدرآبادی

۴ شعر — ۱۰۴۸-۱ افزون — ۱۰۴

آبرو پر تیری پھر جائیگا پانی اے عشق[۱]	تاج	ایک آنسو بھی اگر دیدۂ تر سے نکلا
ہے دل میں برق کا دھڑکا قفس نگاہ میں ہے	”	میں آشیاں میں ہوں ایسا کہ آشیاں بھی نہیں
کروٹیں بدلی ہیں کتنی شبِ غم یاد نہیں[۲]	”	آپ کے دردِ محبت کی قسم "یاد نہیں"
خوشا مجبوریٔ مجبورِ الفت	”	زبان کا کام دیتی ہیں نگاہیں
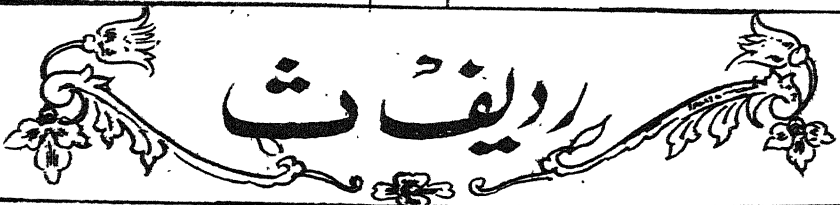
نجم الدین ثاقب بدایونی

۸ شعر — ۱۰۵۶-۱ افزون — ۱۰۵

۱؎ جگر ۹۰ - سردار ۱۲۶ - قدر ۲۰۰ - (امین و حفیظ و سیماب و شہید و جگر ۵۹ - ۱۰۱ - ۱۴۴ - ۱۵۰ - ۸۹ بہ تبدیل قافیہ)
۲؎ (غالب ۱۷۹ و نصر ۱۳۴ بہ تبدیل قافیہ) ۳؎ اکبر ۵۶ - رند ۱۲۸ - ظہیر ۱۶۸ - عالی ۱۷۹

پاؤں پھیلا ہی دئے دیکھ کے ویرانے کو	ثاقب	ایک ہو بس ہوی ظالم ترے دیوانے کو
کہتے ہیں اہلِ ادب عشق کی پہلی منزل	؍؍	آستان پر ترے سر پھوڑ کے مرجانے کو
سمجھا ہے مجھ کو غیر تو میں غیر ہی سہی	؍؍	اپنا سمجھ اسے میرے اعدا کہیں جسے
کیوں فلک ٹوٹ پڑا غیر کے ارمانوں پر	؍؍	دل سے باہر تو ابھی تک مرے نالے نہ گئے
درہم داغ ہی رائج ہے عدم میں شاید	؍؍	ساتھ کچھ اس کے سوا شاہ و گدا لے گئے
دل میں رہ کر نگاہ سے پردہ؟	؍؍	یوں کوئی آج تک چھپا بھی ہے؟
اک قیامت ہے سادگی اونکی	؍؍	یوں تو شوخی بھی ہے حیا بھی ہے۔
ہم سے بیدست و پا غریبوں کا	؍؍	تو عصا بھی ہے آسرا بھی ہے

۲ شعر ۱۰۵۹ - افزون

ذاکر حسین ثاقب لکھنوی[۱۰۶]

دیار دل میں کہیں دوست کا پتہ نہ ملا	ثاقب	وہ بدنصیب ہوں کعبہ میں بھی خدا نہ ملا
آنکھ پڑتے ہی نہ تھا نام شکیبائی کا	؍؍	در میخانہ تھا نقشہ تری انگڑائی کا
جب میں کہتا ہوں کوئی وصل کا ساماں ہوا		کان میں آتی ہے آواز کہ "جی ہاں نہ ہوا"

ردیف ج

۲۳ شعر ۱۰۸۲ - افزون

شیخ قلندر بخش جرأت[۱۰۷]

نہ آنے کی جب میں سنانے لگا	جرأت	وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

[۱] جلیل ۸۶ - [۲] داغ ۱۱۷ - جرأت ۸۱ - امیر [۳] ۴۶ - [۴] شیفتہ ۱۵۴ - جلیل ۸۸ - ظہیر ۱۶۸ - [۵] آتش ۲۰ -
آزاد ۲۳ - اسر ۳۱ - خلوت ۱۰۴ - سعف ۱۴۸ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
عزیزو کیا کہوں رونا ہے اپنی چشم گریاں کا	جرأت	بہیں کتنے ہی دریا گر نچوڑوں پاٹ داماں کا
نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا	〃	گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا
کوچۂ یار میں جو ہووے سو ہو بیٹھے ہم	〃	بد کہو دوستو یا نیک کہو بیٹھے ہم
کبھی رنجش، کبھی غصہ، کبھی پیار، اور اخلاص	〃	نت نئی دیکھتے ہیں آپکی خو بیٹھے ہم
نالہ و آہ و فغاں میرا ہی دم بھرتے ہیں	〃	آپ کا جان کے سب مجھ پہ کرم کرتے ہیں
لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں	〃	ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں
اوس بن جہان کچھ نظر آتا ہے اور ہی	〃	گویا وہ آسمان نہیں وہ زمیں نہیں
سنتا ہے کون کس سے کہوں درد بے کسی	〃	ہمدم نہیں ہے کوئی میرا ہمنشیں نہیں
اے ستم ایجاد کب تک یہ کرم دیکھا کریں	〃	تو کرے غیروں سے باتیں اور ہم دیکھا کریں؟
دل میں آتے نہیں اس کے مرے گھر آنے کو	〃	تا یہ لوگوں میں ہے بات قسم کھانے کو
رات کہتا تھا مجھے دیکھ کے محفل میں وہ شوخ	〃	شمع پاس آنے نہ دیجو کبھی پروانے کو
گو بظاہر ہے منادی پہ بھلا اے پیارے	〃	منع کرتا ہے کوئی خواب میں بھی آنے کو؟
بدن عریاں، جگر میں داغ، لب پہ آہ و نالہ	〃	ترے عاشق کا ہر عالم میں عالم ہی نرالا ہے
نہ نکلا اپنے گھر سے شب کو وہ خورشید رو باہر	〃	تو سب حیراں ہوئے بے وجہ یہ کیسا اجالا ہے
غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو	〃	کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
دیکھا تو یوں وہ کہکے لگے منہ کو ڈھانپنے	〃	کمبخت پھر لگا مجھے نظروں میں بھانپنے
ہے کس کا جگر جس پہ یہ بیداد کروگے	〃	لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
خوف کچھ کھاتے ہی بیدار ہم آئے ہوئے	〃	شب کو تم خواب میں پھر آئے تو گھبرائے ہوئے
بال زلف یار کے رخسار تک آنے لگے	〃	چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے
اس پردہ نشین سے کوئی کس طرح بر آئے	〃	جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانپ کے آئے
ابھی تم جاؤں جاؤں کہتے ہو اور دم نکلتا ہے	〃	مجھے یہ سوچ ہے جب یاں سے جاؤگے تو کیا ہوگا
سرسری ان سے ملاقات ہے گاہے گاہے	〃	صحبت غیر میں گاہے سر راہے گاہے

۱ تراب ۷۶ - آباد ۲۳ - حیدر ۱۰۲ - داغ ۱۱۳ - قلق ۱۹۳ - خلیل ۱۰۵ - نیر ۲۱۸ - رضا ۱۳۳ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - آتش ۲۳ -
۲ آتش ۲۲ - اکبر ۲۴۲ داغ ۱۷ ۵ کیفی ۲۰۲ - میر ۲۰۹ - نظیر ۲۳۹ - ۳ ثاقب ۸۰ - امیر ۳۶ - جلیل ۸۶ - داغ ۱۱۷ -

میر یار علی جان [۱۰۸]

۹ شعر
۱۰۹۱ - افزوں

شان میں اللہ کی مطلع ہو وہ دیوان کا	جان	جیسے بسم اللہ پھاٹک ہے بُوا قرآن کا
اگر [۱] دوزخ نہ ہوتی فکر کرتا کون جنت کی	"	ہے رتبہ سوم کی خست سے حاتم کی سخاوت کا
بھیجا نسبت کا ہے پیام کہاں	"	کہاں یحییٰ میری غلام کہاں؟
مجھ کو توڑا الا گھر میں فرنگن کی ہو مرید	"	مسجد بنائی آپ نے گرجا کے سامنے
بھلی عورتوں سے بُرائی نہ ہوگی	"	بُرے مردؤں سے بھلائی نہ ہوگی
نگوڑی بھینڈیاں ایسی بُری یہ ہوتی ہیں	"	کسی جتن سے پکاؤ لُعاب رہتا ہے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائیں رات کو	"	رسّی سمجھ کے بھاگی میں ایک چیخ مار کے
دیا ہے کونسا میرا خزانہ بھر تو نے	"	نگوڑے فاقے ہی کروائے عمر بھر تو نے
خدا بچائے تری جان رنڈی بازینا	"	نکالے مُردوے چیونٹی کی طرح پر تو نے

خاں عالیشان جعفر علیخاں [۱۰۹]

۱ شعر
۱۰۹۳ - افزوں

چھوڑ [۲] عارض دل نے گھیرا زلف مشکیں فام کو	جعفر	صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہنچے شام کو
عشق میں بلبل کو کیا نسبت ہے پروانہ کیساتھ	"	وصل میں مرجائے وہ یہ ہجر میں جلتی رہے

جہانگیر [۱۱۰]

۲ شعر
۱۰۹۵ - افزوں

گر یار نہ ہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا	جہانگیر	معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	"	گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

[۱] نصیر ۲۴۳ - ظفر ۱۶۶ - عزیز ۱۷۷ - حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - لاحد ۲۵۲ - [۲] "خمخانۂ جاوید" مولفہ پنڈت سری رام میں بتلایا گیا ہے کہ یہ شعر جان عالم خاں جان کا ہے -

۳۰ شعر — ۱۱۲۵ - افزوں

سیّد ضامن علی جلال لکھنوی

۱؎ نہ خونِ ناحق چھپے گا غافل پکار اُٹھیں گے زخم بسمل	جلال	کہ اپنا دامن تو پاک قاتل لہو چھڑانا پھر آستیں کا
جو کوئے الفت میں عاشق آئے وہاں سے بے مر مٹے نہ جائے	؍؍	غرض کہ یوں آپ کو مٹائے کہ نام رہ جائے بے نشاں کا
۲؎ جس نے کچھ احساں کیا اک بوجھ ہم پر رکھدیا	؍؍	سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھدیا
یہ مقرر کام تھا اُس دلربا کے جذب کا	؍؍	کھینچ کر پہلو سے دل پہلو کے باہر رکھدیا
یادِ چشم و ابروِ ساقی میں بھولے میکشی	؍؍	پھر نہ اُترا طاق میں ہم نے جو ساغر رکھدیا
۳؎ نکلنا ہو گیا دشوار تن سے جانِ بسمل کا	؍؍	مگر کیوں اے فلک یہ بھی کوئی ارمان ہے دل کا
نہ خوفِ آہ بتوں کو نہ ڈر ہے نالوں کا	؍؍	بڑا کلیجہ ہے اِن دل دُکھانے والوں کا
غرض ہے رونے سے اتنی ہمیں ہنسانا تھا	؍؍	یہ آنسوؤں کا بہانا تو اِک بہانہ تھا
وفا کا اپنی بھلا امتحان کیا دیتے	؍؍	ہمیں تو اُن کی جفاؤں کا آزمانا تھا
۴؎ کوئی جنت سے نہ پھر کر دلِ ناشاد آیا	؍؍	بے مروت کو نہیں بھول کے بھی یاد آیا
فرقت میں ایک درد میرا ہمنشین رہا	؍؍	اُٹھ بھی کھڑا ہوا تو وہیں کا وہیں رہا
۵؎ دل کسی کے عشق میں اچھا ہوا جاتا رہا	؍؍	داغ تھا اک مٹ گیا اک درد تھا جاتا رہا
۶؎ مدت کے بعد منہ سے لگی ہے جو چھوٹ کر	؍؍	توبہ بھی مے پہ گرتی ہے کیا ٹوٹ ٹوٹ کر
۷؎ حشر میں چھپ نہ سکا حسرتِ دیدار کا راز	؍؍	آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھ کو
یہ دونو عارضِ رنگیں ہیں دو گلاب کے پھول	؍؍	مہک رہے ہیں سدا گلشنِ شباب کے پھول
نالاں تڑپ کے اے دلِ اندوہگیں نہ ہو	؍؍	دیکھ آسمان پھٹ نہ پڑے شق زمیں نہ ہو
کہتے ہیں "وعدہ وصل کا ہم نے تو کر لیا	؍؍	اس کا علاج کیا ہے جو تم کو یقیں نہ ہو"
ملنا ہے ایسے پردہ نشین کا بہت محال	؍؍	جو سب جگہ ہو اور بظاہر کہیں نہ ہو
ڈھونڈا بہت کہیں نہ تہِ آسماں ملی	؍؍	راحت کی جا چھپی ہوئی زیرِ زمیں نہ ہو؟
۸؎ گھو سر رکھ کے قدموں پر انہیں سے	؍؍	مٹا دو میرے لکھے کو جبیں سے

۱؎ امیر ۳۴ - قدر ۱۹۷ - ۲؎ داغ ۱۱۲ - ۳؎ اسیر ۳۲ - خلق ۱۹۴ - ناسخ ۲۲۸ - ۴؎ امانت ۴۴ - داغ ۱۱۳
صبا ۱۵۹ - قلق ۱۹۳ - ۵؎ اسیر ۳۴ - آباد ۲۳ - ریاض ۱۳۳ - ۶؎ سجاد ۲۴۱ - ۷؎ اسیر ۳۶ - داغ ۱۱۶ - قلق ۱۹۵ -

ہم[1] سے کتنے ہی تری راہ میں برباد رہے	جلال	تو سلامت رہے کوچہ ترا آباد رہے
اب کسی سے یہ کہیں گے کہ ہمیں رنج ہی دے	؍؍	شاد ہونے کی تمنا ہیں تو ناشاد رہے
جو تدبیر اوس سے ملنے کی کریں تقدیر ہنستی ہے	؍؍	اگر تقدیر ہی پر چھوڑ دیں تدبیر ہنستی ہے
نالہ[2] تھمتا ہے تو اک دل میں چمک ہوتی ہے	؍؍	اشک رکتے ہیں تو آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
نجات ہو گئی ناصح سے عمر بھر کے لئے	؍؍	اوسی کو بھیجدیا یار کی خبر کے لئے
شغل گر ڈھونڈتے ہو جی کے بہلنے کے لئے	؍؍	جی میں آ بیٹھو کلیجہ میرا ملنے کے لئے
میرا[3] غبار اڑا نے صبا نہیں آتی	؍؍	یہ مشتِ خاک ٹھکانے لگا نہیں آتی
رنج ہی دے جو خوشی اس ستم ایجاد کی ہے	؍؍	یوں بھی ہم شاد ہیں خاطر دل ناشاد کی ہے
حد نہیں جورِ بے نہایت کی	؍؍	انتہا ہے تری عنایت کی
دل میرا لے کے وہ پامال چلے جاتے ہیں	؍؍	اور پھر دستِ تاسف بھی ملے جاتے ہیں

۱۰۱ شعر — جلیل القدر امام الفن نواب فصاحت جنگ جلیل[4] ۱۱۴ — افزون ۱۲۲۶

لب پہ جس دم میرے نام شہ بطحیٰ آیا	جلیل	عمر رفتہ پلٹ آئی کہ مسیحا آیا
فرش پر بارشِ انوار تھی معراج کی رات	؍؍	عرش پر دھوم تھی ماہ شب اسریٰ آیا
جس قدر وادیٔ غربت میں چبھے تھے کانٹے	؍؍	پھول سب ہو گئے جس وقت مدینہ آیا
کاش آئے مجھے یہ حکم کہ آ یثرب میں	؍؍	میں پکاروں میرے آقا میرے مولا آیا
ہو گئی بیخودیٔ شوق میں طے راہِ دراز	؍؍	آنکھیں کھولیں تو نظر گنبدِ خضرا آیا
یا نبیؐ کہکے جو کشتی کا اٹھایا لنگر	؍؍	وجد موجوں نے کیا جوش میں دریا آیا
کسی کا حسن اگر بے نقاب ہو جاتا	؍؍	نظام عالم ہستی خراب ہو جاتا
ہزار ہنستے رہے گل مگر نہ تھا ممکن	؍؍	کہ میرے زخم جگر کا جواب ہو جاتا
کلی نہ پھول سکی اور پھول پھل نہ سکا	؍؍	تمہارے آگے کسی کا چراغ جل نہ سکا

[1] حالی ۹۹ - شاد ۱۵۱ - رند ۱۲۹ - امیر ۳۶ - اکبر ۴۶ - [2] داغ ۱۲۰ - شائق ۱۵۵ - [3] جلیل ۸۸ - جگر ۹۱ - فروغ ۱۹۱ - [4] فروغ - ۱۹۱

وہ آئے یا نہ آئے کچھ اس سے غرض نہیں[1] — آنکھوں کو پڑ گیا ہے مزا انتظار کا — جلیل
موسم گل میں عجب رنگ ہے میخانے کا — شیشہ جھکتا ہے کہ منہ چوم لے پیمانے کا — ″
میں نے جو تمہیں چاہا کیا اس میں خطا میری — یہ تم ہو یہ آئینۂ انصاف ذرا کرنا — ″
جاتے ہو خدا حافظ ہاں اتنی گذارش ہے — جب یاد ہم آجائیں ملنے کی دعا کرنا — ″
تیغ[2] قاتل کو نہا دھو کے نکھرنے نہ دیا — ہائے اتنا بھی لہو زخم جگر نے نہ دیا — ″
فغاں میں درد دعا میں اثر نہیں ہوتا — جو تم نہیں ہو تو کوئی ادھر نہیں ہوتا — ″
گیسوؤں کا وہ ہوا میں اڑنا — حسن لے کر پر پرواز آیا — ″
دیکھیے[3] اس کو تو پتلی میں سما جاتا ہے — ناپیے اس کو تو ہے قد کے برابر سہرا — ″
نہ بہار[4] آئی چمن میں نہ چلی باد بہار — ہو گئے پھول مرے داغ جگر آپ سے آپ — ″
پھر تہ کہتا کہ نہیں جذب محبت میں اثر — تم چلے آئے نا! آخر مرے گھر آپ سے آپ — ″
سرخرو[5] ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد — رنگ لاتی ہے حنا پتھر میں پس جانے کے بعد — ″
جوانی[6] کی دعائیں مانگی جاتی تھیں لڑکپن میں — لڑکپن کے مزے اب یاد آتے ہیں جواں ہو کر — ″
خدا رکھے دل مایوس میں امید باقی ہے — یہی گل ہے جو بو دیتا ہے پامال خزاں ہو کر — ″
ہم ایسے کب تھے کہ ہوتے خطاب کے قابل — یہی بہت ہے وہ سمجھے عتاب کے قابل — ″
کدھر[7] چلے مرے اشک رواں نہیں معلوم — بھٹک رہا ہے کہاں کارواں نہیں معلوم — ″
اڑا دیا تو ہے لنگر ہوا کے جھونکوں میں — کدھر سفینہ ہے ساحل کہاں نہیں معلوم — ″
ہماری بیخودیٔ شوق کا یہ عالم ہے — کہ آشیاں میں ہیں اور آشیاں نہیں معلوم — ″
پھنسا کے دام میں پیری کے بیکس و تنہا — کدھر گئی مری عمر رواں نہیں معلوم — ″
جوان و پیر کا ملنا بھی کوئی ملنا ہے — ابھی ہے تیر کماں میں ابھی کماں میں نہیں — ″
ہماری[8] بیخودی کا حال وہ پوچھیں تو اے قاصد — تو کہنا ہوش اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں — ″
ابھی[9] شاید کوئی ارمان ان کے دل میں باقی ہے — جو میری لاش پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں — ″
اچھا[10] نہیں کہ ہو رخ محبوب بے حجاب — پردہ اٹھے تو ڈال دوں اپنی نظر کو میں — ″

ابتدا ۱۸ - انداز ۵۸ - تراب ۶۹ — ۹م داغ ۱۱۶، ۱۱۷ - بیتاب ۱۸۲ - آفتاب ۱۹۰ - ۱۰م ۱۵ -

[1] امیر ۳۴۴ - سودا ۱۳۷ - اشکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - قلق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - نصیر ۲۳۳ - ولا ۲۴۷ - [2] قلق ۱۹۴ بتبدیل قافیہ
[3] اکبر ۱۴ - ذوق ۱۲۲ - غالب ۱۸۰ - [4] ظفر ۱۶۶ - نہیر ۱۶۸ - ناسخ ۲۱۹ بہ تبدیل قافیہ) [5] اکبر ۱۴ - حفیظ ۱۰۰ -
عرش ۱۷۶ - وزیر ۱۴۵ - ظہیر ۱۶۸ - فروغ ۱۹۱ - (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) ...

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں[1]	جلیل	وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں
نہ اشارہ نہ کنایہ، نہ تبسم، نہ حیا[2]	"	پاس بیٹھے ہیں مگر دور نظر آتے ہیں
توبہ کرنے پہ بھی اتنا ہے علاقہ باقی[3]	"	دور سے دیکھ لیا کرتے ہیں پیمانے کو
آجتک دل کی آرزو ہے وہی	"	پھول مرجھا گیا ہے بو ہے وہی
آئینہ ہوں میں اس کی صورت کا	"	آنکھ کھولی تو روبرو ہے وہی
جو ہو پوری وہ آرزو ہی نہیں	"	جو نہ پوری ہو آرزو ہے وہی
تجھ سے سو بار مل چکے لیکن	"	تجھ سے ملنے کی آرزو ہے وہی
اس شان سے وہ آج پئے امتحاں چلے[4]	"	"فتنوں نے پاؤں چوم کے پوچھا کہاں چلے"
اپنی ادائے نیم نگاہی کا واسطہ	"	لے بیخبر خبر کہ ترے نیمجاں چلے
اٹھتا ہوں میں جو دشت سے جانے کو اے جنوں	"	کہتے ہیں خار تھام کے دامن "کہاں چلے"
آنکھوں میں آکے کون الٰہی نکل گیا	"	کس کی تلاش میں مرے اشک رواں چلے
جب میں چلوں تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے	"	جب تم چلو زمین چلے آسماں چلے
ذکر حبیب سے نہ ہو غافل کبھی جلیل	"	چلتا رہے یہ کام بھی جبتک زباں چلے
زمانہ ہے کہ گذرا جارہا ہے	"	یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے
وہ اُٹھے درد اُٹھا حشر اُٹھا	"	مگر دل ہے کہ بیٹھا جارہا ہے
میرے داغِ جگر کو پھول کہہ کر	"	مجھے کانٹوں میں کھینچا جارہا ہے
بہاریں لٹادی جوانی لٹادی	"	تمہارے لئے زندگانی لٹادی
بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی[5]	"	کرکے توبہ توڑ ڈالی جائے گی
اب تو وعدہ کی بھی مدت ہوچکی	"	کب غریبوں کی دعا لی جائے گی
دیکھتے ہیں غور سے میری شبیہ	"	شاید اس میں جان ڈالی جائے گی
آتے آتے آئے گا ان کو خیال	"	جاتے جاتے بے خیالی جائے گی
کہتے ہیں عاشقوں سے یہ انداز چال کے[6]	"	رکھدو قدم قدم پہ کلیجہ نکال کے

[1] حقیقت ۱۰۳ - شاد ۱۵۱ [2] داغ ۱۱۷ [3] (امیر ۱۳۹ - داغ ۱۱۷ - جرأت ۸۱ - ثاقب ۸۰ -
[4] سودا ۱۳۹ - (ذوق بتبدیل قافیہ ۱۲۶) [5] رسا ۱۳۴ - اکبر ۴۷ - [6] فیض ۱۸۹ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
کلی کی بو کلی سے پھوٹ نکلی [1]	جلیل	اڑی جاتی ہے بلبل آشیاں سے
ادا اک یہ بھی ہے دل مانگنے کی	″	وہ کچھ کہتے نہیں اپنی زباں سے
تڑپ میری ترقی کر رہی ہے [2]	″	زمیں ٹکرا نہ جائے آسماں سے
وہ جنس دل کی قیمت پوچھتے ہیں میں بتاؤں کیا	″	یہی ہلکی سی ہلکی ہے یہی سستی سی سستی ہے
جوانی نے دیے ہیں ان کو لاکر ہمنشیں کیا کیا	″	ادائیں ناز چتون میں حیا آنکھوں میں مستی ہے
اہل دل جتنے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں [3]	″	ہم وہ دل رکھتے ہیں جس میں ہیں محبت والے
ٹپکتے ہیں شب غم دل کے ٹکڑے دیدۂ تر سے [4]	″	سحر کو کیسے کیسے پھول چنتا ہوں میں بستر سے
آنکھ سے دیکھتے جاتے ہیں کہ حالت ہے خراب [5]	″	اور منہ سے کہے جاتے ہیں کہ حال اچھا ہے
جو پوچھتا ہوں ملاقات بھی کبھی ہوگی [6]	″	تو کس مزے سے وہ فرماتے ہیں کہ "جی ہوگی"
عبث یہ فکر تمہیں ہے کہ ساتھ کون چلے	″	اٹھوگے تم تو قیامت نہ اٹھ کھڑی ہوگی
درد سے واقف نہ تھے غم سے شناسائی نہ تھی [7]	″	ہائے کیا دن تھے طبیعت جب کہیں آئی نہ تھی
یاد ہیں وہ دن کہ تم کو دلبری آئی نہ تھی	″	آنکھ میں جادو نہ تھا لب پر مسیحائی نہ تھی
سچ کہا زاہد یہ تو نے زہر قاتل ہے شراب	″	ہم بھی کہتے تھے یہی جبتک بہار آئی نہ تھی
میری بدنامی سے تم کو خوش نہ ہونا چاہیے	″	قیس رسوا تھا تو کیا لیلےٰ کی رسوائی نہ تھی؟
ہائے شبیر نہ پایا لب دریا پانی [8]	″	بات ایسی ہے کہ ہوتا ہے کلیجہ پانی
خودنمائی سے تری شکل چھپائی نہ گئی [9]	″	گئی جس بزم میں لیتی ہوئی آئینہ گئی
آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بیں	″	چوٹ تھی سامنے کی اوس سے بچائی نہ گئی
تیغ اٹھتی جو نہ تھی تیر ہی مارا ہوتا	″	جان من تم سے نظر بھی تو اٹھائی نہ گئی
ڈالدی جلوۂ دیدار نے پھوٹ آنکھوں میں	″	آجتک رشک سے آپس کی جدائی نہ گئی
رات دل سے میرے اس درد کے نالے نکلے	″	گھر سے اپنے وہ کلیجہ کو سنبھالے نکلے
کہدو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال	″	مر مر کے ہجر یار میں جینا کمال ہے
برساؤ تیر مجھ پہ مگر یہ بھی جان لو	″	پہلو میں دل ہے دل میں تمہارا خیال ہے

لہ ظہیر ۱۶۹۔ ۲ امیر ۳۸۔ اختر ۶۱۔ تا… ن ۱۴۱۔ تاریخ ۲۳۲۔ ۳ ذوق ۱۲۵۔ ۴ صفی ۱۶۱۔ حیا ۱۰۲۔ رند ۱۳۰
۵ غالب ۱۸۳۔ امیر ۳۷۔ داغ ۱۰۸۔ ۶ رند و شاد ۱۳۰ و ۱۵۱ بہ تبدیل بحر۔ ۷ ظفر ۱۶۷ بہ تبدیل قافیہ
۸ ظہیر ۱۶۹۔ عزیز ۱۴۷۔

[1] باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو میرے — جلیل — جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

[2] نکل ہی جائے گا پہلو میرے تڑپنے کا — // — ادا سے کہدو کہ "ہم کو ادا نہیں آتی"

[3] اب آپ غیر کا دل لیکے سونگھتے کیا ہیں — // — ہر ایک پھول میں بوئے وفا نہیں آتی

مزا دیتا ہے جب بادل سوئے میخانہ آتا ہے — // — صراحی جھومتی ہے وجد میں پیمانہ آتا ہے

مچلنا روٹھنا بے چین دل کا اک تماشہ ہے — // — یہ وہ عاشق ہے جس کو ناز معشوقانہ آتا ہے

حواس آئے ہوئے پھر کھوئے لیلے نے مجنوں کے — // — یہ کہنا تازیانہ تھا "میرا دیوانہ آتا ہے"

رسائی کی ہوس تجھ کو ہے اے دل سوچ لے اتنا — // — کہ زلف یار تک صد چاک ہو کر شانہ آتا ہے

جلیل اس سے پتہ چلتا ہے دل کی بیقراری کا — // — کہ لب پر شعر جو آتا ہے بیتابانہ آتا ہے

[4] تھا جو تقدیر میں جلنا تو ہوئے کیوں انساں — // — شمع ہوتے تری محفل میں رسائی ہوتی

[5] عکس ہے آئینۂ دہر میں صورت میری — // — کچھ حقیقت نہیں اتنی ہے حقیقت میری

آئینہ سے اونھیں کچھ انس نہیں بات یہ ہے — // — "چاہتے ہیں کوئی دیکھا کرے صورت میری"

جب صراحی مئے گلگوں سے بھری آتی ہے — // — دل دیوانہ یہ کہتا ہے "پری آتی ہے"

[6] محبت رنگ دیجاتی ہے دل جب دل سے ملتا ہے — // — مگر مشکل تو یہ ہے دل بڑی مشکل سے ملتا ہے

ملیں کیا اپنے مشتاقوں سے وہ اتنا سمجھتے ہیں — // — کہ ہوتی ہے اوسی کی قدر جو مشکل سے ملتا ہے

ہمارا صاف دل ہے ہم تو ملتے ہیں صفائی سے — // — اب اس کو یار تو جانے کہ تو کس دل سے ملتا ہے

وہ مجھکو دیکھکر کچھ دل ہی دل میں جھینپ جاتے ہیں — // — کوئی پروانہ جب شمع سر محفل سے ملتا ہے

[7] اب کون پھر کے جائے تری جلوہ گاہ سے — // — او شوخ چشم پھونک دے برق نگاہ سے

کثرت سے مئے کے جو پی ہے نظر ہے مآل پر — // — رعشہ نہیں ہے کانپ رہا ہوں گناہ سے

[8] دیکھا جو حسن یار طبیعت بدل گئی — // — آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

ہم تم ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال — // — اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی

پینے سے کر چکا تھا میں توبہ مگر جلیل — // — بادل کا رنگ دیکھ کے نیت بدل گئی

[9] دل کی آہیں نہ گئیں رات کے نالے نہ گئے — // — میرے غمخوار میرے چاہنے والے نہ گئے

[1] عزیز ۱۷۵ اجناب جلال فرماتے ہیں کہ یہ شعر ثاقب لکھنوی کا ہے۔ [2] جلال ۸۴ - فروغ ۱۹۱ - جگر ۹۱ - [3] عزیز ۱۷۵ داغ ۱۱۹ - [4] آتش ۲۲ - فیاض ۱۸۹ - [5] امیر ۳۴ - سرور ۱۴۱ - [6] داغ ۱۲۰ - ظہیر ۱۶۸ [7] برتر ۱۷۰ [8] حسرت ۹۹ - صفی ۱۶۰ - [9] ثاقب ۸۰ - شیفتہ ۱۵۴ - ظہیر ۱۶۸

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
تذکرہ سوزِ محبت کا کیا تھا اک بار	جلیل	تادمِ مرگ زباں سے مرے چھالے نہ گئے
جی جلانے پہ فلک تجھ کو بہت غرّہ ہے	؍؍	کیا کہوں اور کچھ اونچے مرے نالے نہ گئے
خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفےٰ[1]	؍؍	ڈھونڈتی ہیں تم کو آنکھوں میں نظر یا مصطفےٰ
شوق سے ہم یاد کرتے ہیں تمہیں کس کس طرح	؍؍	یا نبی۔ یا شاہ۔ یا خیر البشر یا مصطفےٰ

علی سکندر جگر مرادآبادی ۱۱۳

۴۴ شعر
۱۲۶۶-۱ افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
نہاں کئے سے کہیں رازِ غم نہاں ہوتا	جگر	زبان دہن میں نہ ہوتی تو میں زباں ہوتا
تمام اٹھ گئے پردے تو اس سے کیا حاصل	؍؍	مزا تو جب تھا کہ میں بھی نہ درمیاں ہوتا
وہ حالِ دل لبِ خاموش سے ہی سنتے ہیں	؍؍	یہ جانتا تو نہ شرمندۂ فغاں ہوتا
یہ سب نمود و نمایش ہے تیرے چھپنے سے	؍؍	جو تو نہ پردہ میں ہوتا تو میں کہاں ہوتا
ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا؟	؍؍	سب اس کو دیکھتے ہونگے وہ ان کو دیکھتا ہوگا
کیا خاک جواب ان کو دوں ان کے سوالوں کا	؍؍	لب خشک ہیں زخموں کے منہ بند ہیں چھالوں کا
جو اب بھی نہ تکلیف فرمایئے گا	؍؍	تو بس ہاتھ ملتے ہی رہ جایئے گا
گئے[1] جو دل سے تو دل کو خزاں بنا کے گئے	؍؍	جو آئے دل میں تو آئے بہار کی صورت
تو بھی ہوتا آشنائے دردِ دل	؍؍	کاش ہوتا مبتلائے دردِ دل
تقدیر[2] نے اسے بھی نظر سے چھپا دیا	؍؍	روتے لپٹ کے گردِ پسِ کارواں سے ہم
اون[3] کی جفا پہ ترکِ وفا کر رہا ہوں میں	؍؍	فطرت کو زندگی سے جدا کر رہا ہوں میں
عدم[4] کی راہ میں رکھا ہے پہلا ہی قدم میں نے	؍؍	مگر احباب اس کو آخری منزل سمجھتے ہیں
شروع[5] راہِ محبت ارے معاذ اللہ؟	؍؍	یہ حال ہے کہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں
میری طلب بھی اوسی کے کرم کا صدقہ ہے	؍؍	قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں
مرنے[6] والے تجھے مرنے کا بھی کچھ ہوش نہیں	؍؍	ماں کا آغوش ہے یہ موت کا آغوش نہیں

[1] امیر ۴۸۳۔ [2] حسرت ۹۹۔ (مومن ۹ ذوق ۲۱۵ و ۱۲۳ بہ تبدیل قافیہ) [3] حفیظ ۱۰۱۔ سیماب ۱۴۳۔ امین ۵۹۔ جگر ۹۰ ساز ۵۴۔ سردار ۱۴۶۔ شہید ۱۵۷۔ قدر ۲۰۰۔ تاج ۷۹ جو شعرا بہ تبدیل ردیف [4] اثر ۵۸، اکبر ۳۴ بہ تبدیل قافیہ) [5] بہزاد ۷۳۔ دہقانی ۱۲۱۔ [6] آغوش کو رند نے تذکیر باندھا ہے۔ اور ظفر تانیث۔ (سردار، قدر، ساز، تاج بہ تبدیل قافیہ)

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
اک جگہ بیٹھ کے پی لوں مرا دستور نہیں	جگر	میکدہ تنگ بنا دوں مجھے منظور نہیں
دل میں کسی کی راہ کئے جا رہا ہوں میں	"	کتنا حسیں گناہ کئے جا رہا ہوں میں
یوں زندگی گذار رہا ہوں ترے بغیر	"	جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں
گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز	"	کانٹوں سے بھی نباہ کئے جا رہا ہوں میں
دل گیا رونقِ حیات گئی	"	غم گیا ساری کائنات گئی
تری نگاہِ کرم کو بھی آزما دیکھا	"	اذیتوں میں نہ ہونی تھی کچھ کمی نہ ہوئی
خیالِ یار! سلامت تجھے خدا رکھے	"	ترے بغیر کبھی گھر میں روشنی نہ ہوئی
صداقت[۲] ہو تو دل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ	"	حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی
جگر وہ بھی زسرتاپا محبت ہی محبت ہیں	"	مگر ان کی محبت صاف پہچانی نہیں جاتی
اللہ شرم رکھ لے تو میرے جنگجو کی	"	آئینہ روبرو ہے چوٹیں ہیں دو بدو کی
دور جا کر دیکھتے نزدیک آکر دیکھتے	"	ہم سے ہو سکتا تو ہم اون کو برابر دیکھتے
اک لفظِ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے	"	سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے
دل میں تم ہو نزع کا ہنگام ہے	"	کچھ سحر کا وقت ہے کچھ شام ہے
ہمیں ملا کر بھی خاک و خوں نہیں ہیں وہ مطمئن ابھی تک	"	ہماری خاکِ لحد کے ذرے ہیں انکے دامن پہ بار اب بھی
پروردۂ[۴] طوفان کو کشتی کی نہیں حاجت	"	موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے
سب[۵] پہ تو مہربان ہے پیارے	"	کچھ ہمارا بھی دھیان ہے پیارے
تو جہاں ناز سے قدم رکھدے	"	وہ زمیں آسمان ہے پیارے
رکھو قدم پھونک پھونک کر نادان!	"	ذرہ ذرہ میں جان ہے پیارے
زندگی اک تہمت بیجا ہے میری ذات پر	"	موت اک الزامِ ناجائز جگر میرے لیے
ہم[۶] سے رندوں کا زمانہ سے جدا میخانہ ہے	"	آسمان خم ہے فضائے آسماں پیمانہ ہے
آرزوئے دل سلامت درد ہم برقرار	"	آنکھ لگ ہی جائیگی گہوارہ جنباں چاہیے
پوچھتا کیا کتنی وسعت ترے میخانے میں ہے	"	سب الٹ دے ساقیا جتنی بھی پیمانہ میں ہے

۱ قدر ۲۰۰۔ سردار ۱۴۶۔ تازہ ۱۴۵۔ تاج ۷۹ (امین و حفیظ و سیماب و شہید ۵۹۔ ۱۰۱۔ ۱۴۳۔ ۱۵۷ ا بتبدیل قافیہ)
۲ حیدر ۱۰۲۔ اصغر ۵۲۔ بجمع ۱۵۶۔ ملا ۲۲۶۔ ۳ خلق ۱۰۶۔ فانی ۱۹۰۔ ۴ جوش ۹۳۔ ۵ آباد ۲۴۔ عثمان ۷۲۔ ۱۰ اسیر ۳۲۔

ہنسی پھر اُڑنے لگی عشق کے فسانے کی	جگر	نقاب اٹھاؤ بدل دو فضا زمانے کی
سوز میں بھی وہی اک نغمہ ہے جو ساز میں ہے	″	فرق نزدیک کی اور دور کی آواز میں ہے
کسی طرف سے شب غم صدا نہیں آتی[۱]	″	پکارتا ہوں قضا کو قضا نہیں آتی

۱۱ شعر — شہید ملت محمد علیؓ جوہر ۱۱۴
۱۲۷۷-۱ فزون

یاں جنبش مژہ بھی گناہ عظیم ہے	جوہر	چپ چاپ دیکھتے رہو جو کچھ دکھائے دوست
ملتی نہیں کسی کو سند امتحاں بغیر	″	دار و رسن کے حکم کو سمجھو صلائے دوست
یعقوبؑ پر فضول ہوئے لوگ خندہ زن	″	یاں لامکاں سے آتی ہے بوئے قبائے دوست
جوہر وہ صبر آپ ہی دے گا اگر ہمیں	″	ہے اعتبار وعدۂ صبر آزمائے دوست
دورِ حیات آپ کا قاتل قضا کے بعد	″	ہے ابتدا ہماری تیری انتہا کے بعد
تجھ سے مقابلہ کی کسے تاب ہے ولے	″	میرا لہو بھی خوب ہے تری حنا کے بعد
قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے	″	اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
کچھ[۲] بھی وہاں نہ خنجر قاتل کا بس چلا	″	رُوح شہید رہتی ہے نعش و کفن سے دُور
خوفِ غماز عدالت کا خطر دار کا ڈر	″	ہیں جہاں اتنے وہاں خوفِ خدا اور سہی
وہ جس سے کہیں ہم تجھے دل شاد کریں گے	″	سمجھے کہ اسے اور بھی برباد کریں گے
ہم جانتے ہیں لطف و عنایات کو انکی	″	ہوگا یہی کچھ اور بھی بیداد کریں گے

۸ شعر — شبیر حسن جوشؓ ملیح آبادی ۱۱۵
۱۲۸۵-۱ فزون

ابھار[۳] کر مٹائے جا، بگاڑ کر بنائے جا	جوش	کہ میں ترا چراغ ہوں جلائے جا بجھائے جا
فغاں کہ مجھ غریب کو حیات کا یہ حکم ہے	″	سمجھ ہر ایک بھید کو مگر فریب کھائے جا

[۱] جلیل ۸۸ - فروغ ۱۹۱ - جلال ۸۴ [۲] خنجر و ہزادہ فانی ۱۰۷ و ۲۳ و ۱۹۰ : تبدیل قافیہ [۳] آرزو ۵۴

[1] سوزِ غم دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا	جوش	جا تجھے کشمکشِ دہر سے آزاد کیا
اس کا رونا نہیں کیوں تم نے کیا دل برباد	"	اس کا غم ہے کہ بہت دیر میں برباد کیا
اتنا مانوس ہوں فطرت سے کلی جب چٹکی	"	جھک کے میں نے کہا "مجھ سے کچھ ارشاد کیا"
[2] خنجر ہے جوش ہاتھ میں دامن لہو میں تر	"	یہ اُس کے طور ہیں کہ مسیحا کہیں جسے
[3] ہر ادائے دلبری کا آئینہ نیچی نظر	"	سارے عشووں کا خلاصہ آنکھ شرمائی ہوئی
[4] ہر گمان اک یقیں کا پرتو ہے	"	ہر یقیں اک گمان ہے پیارے

۱ شعر

افزون ۱-۱۲۸۶

جوہر بجنوری [۱۱۶]

خدا جانے ابھی کس موج سے طوفان اٹھ جائے	جوہر	ابھی شاداں نہ ہوں آثارِ ساحل دیکھنے والے

۲۔ شعر

افزون ۱-۱۲۸۸

لالہ مادھو رام جوہر فرخ آبادی [۱۱۷]

یہ نہ کہیے عشق میں تجھ سا کوئی کامل نہیں	جوہر	مہربانی آپ کی بندہ تو اس قابل نہیں
میں نے جو یہ کہا تمہیں الفت میری نہیں	"	گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ "جی نہیں"

۱۰ شعر

افزون ۱-۱۲۹۸

برج نارائن چکبست [۱۱۸]

[5] دردِ دل پاسِ وفا جذبۂ ایماں ہونا	چکبست	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب	"	موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا
چاک ہو کر کفنِ غنچہ بنا جامۂ گل	"	کھل گیا رنج سے شادی کا نمایاں ہونا

[1] قلق ۱۹۴ - ہوش ۲۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - [2] اختر ۵۲ - اصغر ۵۳ - رسا ۱۳۴ - غالب ۱۸۶ - ساحر ۱۴۶ - جگر ۹۰
[3] ضامن ۱۱۴ - حفیظ ۱۰۱ [4] جگر ۹۰ - [5] غالب ۱۸۰

ہے میرا جوش جنون ضبطِ جنوں سے بڑھکر	چکبست	تنگ ہے میرے لئے چاک گریباں ہونا
رہ کے دنیا میں ہے یوں ترکِ ہوس کی کوشش	״	جس طرح اپنے ہی سایہ سے گریزاں ہونا
اگل بھی وہ کل جو ہے فردائے قیامت زاہد	״	اور پھر اوس کے لئے آج پریشاں ہونا؟
کمالِ بزدلی ہے پست ہونا اپنی نظروں میں	״	اگر تھوڑی سی ہمت ہو تو پھر کیا ہو نہیں سکتا
نہ کوئی دوست دشمن ہو شریکِ دردوغم میرا	״	سلامت میری گردن پر رہے بارِ الم میرا
رہی ہے ایک ترکِ آرزو کی آرزو باقی	״	اسی پر ختم ہے افسانۂ دردوالم میرا
کیا ہے فاش پردہ کفرو دیں کا اس قدر میں نے	״	کہ دشمن ہے برہمن اور عدو شیخِ حرم میرا

شیخ علی حزیںؔ اصفہانی [۱۱۹]

۳ شعر
۱۳۰۱-۱ فزون

شبِ فرقت میں سچ ہے نیند عاشق کی اچٹتی ہے	حزیںؔ	غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے
ہمارا حال سن کر اور بھی غصہ میں وہ آئے	״	بنی باتیں بگڑ جاتی ہیں جب قسمت الٹتی ہے
فقیرانہ صدا سن کر میری دربان سے وہ بولے	״	"یہ کیوں آتا ہے دن بھر کیا یہاں خیرات بٹتی ہے"

میر حسنؔ حسن [۱۲۰]

۱۴ شعر
۱۳۱۵ فزون

نہ رہا گل نہ خار ہی آخر	حسنؔ	اک رہا حسنِ یار ہی آخر
اب جو چھوٹے بھی ہم قفس سے تو کیا؟	״	ہو چکی واں بہار ہی آخر

له داغ ۱۱۲ - ظہیر ۱۶۸ (سیماب ۱۴۳ بہ تبدیل قافیہ)

جز اشکِ بلبل اب نہیں گُل شاخسار پر	حسن	کیا اوس پڑ گئی ہے چمن میں بہار پر
اُس شوخ نے پھینکا ہے مگر تیر ہوا پر	"	جاتا ہے جو دل کا مرے نخچیر ہوا پر
دامن صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہیں	"	پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھکر
نہیں کوئی تیرا نہ ہوگا شریک	"	تیری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
اشکوں سے حسن کیونکہ نہ ہو رازِ دل افشا	"	پانی کے چھڑکنے ہی سے بُو ہوتی ہے خس میں
ترے بن باغ میں جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں	"	خراش ناخنِ غم سے جگر کے زخم چھلتے ہیں
غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو	"	کیا غضب کرتے ہو اِدھر دیکھو
جان و دل ہیں اُداس سے میرے	"	اُٹھ گیا کون پاس سے میرے
یوں غیر کچھ کہیں تو بلا کو بُری لگے؟	"	تو کچھ نہ کہہ کہ ہم غربا کو بُری لگے
جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیئے	"	انصاف کر تو چاہیئے یا نہ چاہیئے
مجھ سے نے تجھ کو چاہا تو چاہا عجب نہیں	"	تجھ سا جو مجھ کو چاہے تو پھر کیا نہ چاہیئے
عیش و وصال و صحبتِ یاران فراغِ دل	"	اس ایک جان کے لئے کیا کیا نہ چاہیئے

۴۰ شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالیؔ (پانی پتی) ۱۳۵۵ - افزون [۱۲۱]

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا	حالی	ایک بندۂ نافرمان ہے حمد سرا تیرا
جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی	"	کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا
محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم	"	کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا
نشہ میں وہ احسان کے سرشار ہیں اور بیخود	"	جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا
سمجھا ہے پرے تجھکو ادراک کی سرحد سے	"	جس قوم نے رکھا ہے انکار روا تیرا
پیش از ظہورِ عشق کسی کا نشان نہ تھا	"	تھا حُسن میزبان کوئی میہمان نہ تھا
ملتے ہی ان کے بھول گئیں کلفتیں تمام	"	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

لہ مزاج ۲۲۴ (داغ بہ تبدیل قافیہ) ۲ۃ جرأت ۱۸۔ ۳ۃ تیر ۲۱۸۔ یقین ۲۵۰۔ فغان ۱۸۷۔

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
کچھ میری بیخودی سے تمہارا زیاں نہیں	حالی	تم جاننا کہ بزم میں اک خستہ جاں نہ تھا
دل سے خیالِ دوست بھلایا نہ جائے گا	؍؍	سینہ میں داغ ہے کہ مٹایا نہ جائے گا
تم کو ہزار شرم سہی مجھ کو لاکھ ضبط	؍؍	الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائے گا
بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ	؍؍	ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائے گا
وہ امید کیا جس کی ہو انتہا	؍؍	وہ وعدہ نہیں جو وفا ہو گیا
جہاں میں حالی کسی پہ اپنے سوا بھروسہ نہ کیجئے گا	؍؍	یہ بھید ہے اپنی زندگی کا بس اس کا چرچا نہ کیجئے گا
ہو لاکھ غیروں کا غیر کوئی نہ جاننا اس کو غیر ہرگز	؍؍	جو اپنا سایہ بھی ہو تو اس کو تصور اپنا نہ کیجئے گا
خاکساروں سے خاکساری تھی	؍؍	سربلندوں سے انکسار نہ تھا
[۱] اس کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت	؍؍	نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت
کس سے پیمانِ وفا باندھ رہی ہے بلبل	؍؍	کل نہ پہچان سکے گی گلِ تر کی صورت
ہے غمِ روزِ جدائی نہ نشاطِ شبِ وصل	؍؍	ہو گئی اور ہی کچھ شام و سحر کی صورت
اپنے جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار؟	؍؍	اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت
[۲] کس طرح اس کی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھوں	؍؍	خط میں لکھا ہے وہ القاب جو عنواں میں نہیں
بیقراری تھی سب امیدِ ملاقات کے ساتھ	؍؍	اب وہ اگلی سی درازی شبِ ہجراں میں نہیں
آدمی ہو تو کبھی پاس محبت کے نہ جائے	؍؍	اب بھی کہتے ہیں کہ ہم غیر کے نقصاں میں نہیں
کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں	؍؍	مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
[۳] ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں	؍؍	اب ٹھیرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں
یارب اس اختلاط کا انجام ہو بخیر	؍؍	تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں؟
کون و مکاں سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر	؍؍	اس خانماں خراب نے ڈھونڈا ہے گھر کہاں
ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور	؍؍	عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں
میرے دل میں ہوا اور مجھ سے نہاں ہو	؍؍	مجھے بھی ڈھونڈھ لینا تم جہاں ہو
یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا	؍؍	ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

[۱] داغ ۱۱۳ - اسیر ۳۲ - [۲] داغ ۱۱۵ - اسیر ۳۵ - عابد ۱۷۳ (مومن ۲۱۶ بہ تبدیل قافیہ) [۳] داغ ۱۱۷ ناسخ ۲۳۰ - محروم ۲۲۰

فراغت[۱] سے دنیا میں دم بھر نہ بیٹھو	حالی	اگر چاہتے ہو فراغت زیادہ
مصیبت کا اک اک سے احوال کہنا	"	مصیبت سے ہے یہ مصیبت زیادہ
پھر اوروں کی تکتے پھروگے سخاوت	"	بڑھاؤ نہ حد سے سخاوت زیادہ
وہ افلاس اپنا چھپاتے ہیں گویا	"	جو دولت سے کرتے ہیں نفرت زیادہ
ہے الفت بھی وحشت بھی دنیا سے لازم	"	پہ الفت زیادہ نہ نفرت زیادہ
فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا	"	مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ
جس[۲] کو غصہ میں لگاوٹ کی ادا یاد رہے	"	آج دل لے گا اگر کل نہ لیا "یاد رہے"
شوق بڑھتا گیا جوں جوں رکے اس شوخ سے ہم	"	یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
بے حجابی[۳] جو یہی ہے تیری شوخ آنکھوں کی	"	رسم پردہ کی اٹھے گی اسی گھر سے پہلے
اتنی ہی دشوار اپنے عیب کی پہچان ہے	"	جس قدر کرنی ملامت اور کو آسان ہے
چیونٹیوں میں اتحاد اور مکھیوں میں اتفاق	"	آدمی کا آدمی دشمن خدا کی شان ہے

ا شعر
محتشم علی خاں حشمت
۱۲۲
۱۳۵۶ - افزون

پھر وہی تم ہو وہی ہم ہیں وہی باتیں ہیں	حشمت	پھر وہی عیش وہی دن ہیں وہی راتیں ہیں

ا شعر
محمد علی حشمت
۱۲۳
۱۳۵۷ - افزون

جب آخزان چمن میں ہوئی آشنائے گل	حشمت	تب عندلیب رو کے پکاری کہ "ہائے گل"

ا - شعر
حیدر علی حیران
۱۳۵۸ - افزون

[۱] داغ ۱۱۷ - سیفی ۱۴ - [۲] امیر ۳۶ - اکبر ۴۹ - جلال ۴۴ - رند ۱۲۹ - [۳] حبیب ۹۸ - ظہیر ۱۶۹ - شاد ۱۵۱ - مینکش ۲۲۳ - حفیظ ۱۰۱ - تقدیر ۲۰ - سیفی ۱۴۷ -

دُکھ اُس سے کون کہے تاب التماس کہاں — حیران — کسے ہے ہوش بجا دل کہاں ہم اس کہاں

۴ شعر

جعفر علی حسرت [۱۲۵]

۱۳۶۲ - افزون

کس[1] کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے — حسرت — لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

فرار شکِ گرم یہ جس بحر سے ملے نکلے — " — حَباب ہو کے وہیں اس پہ آبلے نکلے

تمام دن تھے جدا آپ سے شمع و پروانہ — " — ملے جو شب کو تو آپس کے سب گلے نکلے

شاید اس دامن میں پیارے خونِ بے تاثیر ہے — " — تیرا دامن آج کیوں تیرا گریباں گیر ہے

۲ - شعر

حیا [۱۲۶]

۱۳۶۴ - افزون

ہو چکا وصل وقتِ رخصت ہے — حیا — اے اجل جلد آ کہ فرصت ہے

سانس اک پھانس سی کھٹکتی ہے — " — دم نکلتا نہیں مصیبت ہے

۸ - شعر

حبیب علیشاہ حبیب حیدرآبادی [۱۲۷]

۱۳۷۲ - افزون

پیر بن مُدعا نہیں ملتا — حبیب — خضر بن راستہ نہیں ملتا

جب تلک لے نہ سر پہ بدنامی — " — عاشقی کا مزا نہیں ملتا

میں خود اپنے کو ڈھونڈتا ہوں حبیب — " — مجھ کو میرا پتہ نہیں ملتا

برنگِ[2] آئینہ محوِ حیرت ہوا ہے سکتہ کا مجھ پہ عالم — " — یہ کس نے دیوانہ کر دیا ہے جمال اپنا دکھا دکھا کر

راہ ملتی نہیں کوئی جو ملیں یار سے ہم — " — ہر طرف پھرتے ہیں بھٹکے ہوئے بیزار سے ہم

محفلِ یار ہمانست و لے یار کجا ست — " — سر پٹکتے ہیں یہ کہکر در و دیوار سے ہم

[1] میر ۲۱۰ - سودا ۱۳۸ - [2] اقبال ۴۹ - توفیق ۷۷ - داغ ۱۱۳ - خلیل ۱۰۵ - گیا ۲۰۴ - وطن ۲۴۷ -

کھلی مجھ پر جو صورت "آئینما" کی	حبیب	جدھر دیکھو ادھر صورت خدا کی
نشہ عجیب اے ساقی تری شراب کی ہے	״	پیالہ ہاتھ میں سینہ میں کباب کی ہے

۶ شعر — سید محمد کاظم حسین حبیب کنتوری ۱۲۸
۱۳۷۸ - افزون

پاس مجھ کو دلِ بیمار نے سونے نہ دیا	حبیب	کاوشِ ہجرِ ستمگار نے سونے نہ دیا
دمِ مُردن جو تمنا تھی ترے ملنے کی	״	قبر میں حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
وہ چلے گھر سے تو پلٹا میرا دم آنکھوں سے	״	آگیا ہوش میں آنے کی خبر سے پہلے
دور رکیوں جاتے ہو گر دل سے ہو مشتاقِ جمال	״	اپنے انفاس کو دیکھو تو نظر سے پہلے
رزقِ مقسوم بہر طور یہیں ملتا ہے	״	آیا ہر پھر کے گیا جو تیرے در سے پہلے
کھل گیا یہ بھی ہیں دو خانۂ تقدیر کے نقش	״	نام روشن تھا ترا شمس و قمر سے پہلے

۸ شعر — پروفیسر محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت حیدرآبادی ۱۲۹
۱۳۸۶ - افزون

میری بُود کی ہی نمود ہے یہ حقیقت اور مجاز ہیں	حسرت	میں دکھا کے لاکھوں نمائشیں ہوں ہنوز پردۂ راز میں
ہم نے تو لاکھ ڈھونڈا کچھ بھی پتہ نہ پایا	״	مجنوں کدھر چھپا ہے لیلیٰ تیری گلی میں
درد تو لاعلاج ہوا شبِ غم دراز ہو	״	میں نہ ہوں اور بیکسی کوئی نہ چارہ ساز ہو
بقدرِ وسعِ آئینہ ہوا آئینہ گر ظاہر	״	بنا کر آئینہ خانہ وہی محو تماشا ہے
مرآتِ حقایق ہے یہ دنیا میرے آگے	״	ہر ایک میں ہے یار کا جلوہ میرے آگے
بے وجہ نہیں دل کشیٔ صورتِ باطل	״	باطل میں بھی ہے حق کا تماشا میرے آگے
وہ باندھ کے بیٹھا ہے دامن ترے دامن سے	״	دیوانہ یہ قربان ہے داناؤں کی دانائی
ترے لیے مختلف نام مجھکو پکارتے ہیں	״	سرگرم جستجو ہیں سارے جہان والے

حل: آئینما تولوا فثمّ وجہ اللہ (آیہ کریمہ) ۱ ضامن ۱۶۳ - ۲ شہیدی ۱۴۹ - آتش ۳۰ - آباد ۲۳ - شوکت ۱۵۷ - تراب ۷۶ - گویا ۲۰۳ - ناسخ ۲۲۹ - معین ۲۲۵ - ۳ ظہیر ۱۶۹ - قدر ۲۰۰ - سیفی ۱۴۷ - حالی ۹۶ - مکیش ۲۲۴ - حفیظ ۱۰۱ - ۴ توفیق ۷۸ - اقبال ۴۹ - ۵ آزاد ۵۹ - آنجہ ۵۶ - ۶ غالب ۱۸۶ -

۲۳ شعر
۱۴۰۹ افزون

سید فضل الحسن حسرت موہانی [۱۳۰]

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا	حسرت	شغل بیکار ہیں سب اوس کی محبت کے سوا
حشر میں تاب جہنم سے مفر اور کہاں	؍؍	اہلِ عصیاں کو ترے سایۂ رحمت کے سوا
جان کو محوِ غم بنا، دل کو وفا نہاد کر	؍؍	بندۂ عشق ہے تو یوں قطع رہِ مراد کر
اے کہ نجاتِ ہند کی دل سے ہے تجھکو آرزو [۱]	؍؍	ہمتِ سربلند سے یاس کا انسداد کر
اپنا سا شوق اوروں میں لائیں کہاں سے ہم	؍؍	گھبرا گئے ہیں بیدلیٔ ہمرہاں سے ہم
کچھ ایسی دور بھی تو نہیں منزلِ مراد	؍؍	لیکن یہ جب کہ چھوٹ چلیں کارواں سے ہم
معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدعا	؍؍	اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم
مایوس بھی تو کرتے نہیں تم ز راہِ ناز	؍؍	تنگ آ گئے ہیں کشمکشِ امتحاں سے ہم
ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق	؍؍	پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم
نہیں آتی تو یاد ان کو مہینوں تک نہیں آتی	؍؍	مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں
کام لوں ناکامیوں سے عشق کا کہنا کروں	؍؍	ہو کے واقف لطفِ غم سے رات دن رویا کروں
مجھ سے تم چھپنے لگے اچھا کیا یوں ہی سہی	؍؍	اور جو میں اب دیدۂ دل سے تمہیں دیکھا کروں؟
تجھ کو فلک نے مجھ سے چھڑایا تو کیا ہوا	؍؍	کیا تیری یاد بھی میرے دل سے نکل گئی؟
شوقِ پوشیدہ کا اظہار نہ ہونے پائے [۲]	؍؍	داغ دل کوئی نمودار نہ ہونے پائے۔
بہت خجل ہے ترے درد سے دعا میری	؍؍	یہ خوف ہے کہ نہ سن لے کہیں خدا میری
چھپے جو مجھ سے تو کیا یہ بھی اک ادا نہ ہوی	؍؍	وہ چاہتے تھے نہ دیکھے کوئی ادا میری
چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے	؍؍	ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	؍؍	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے
وہ جب یہ کہتے ہیں تجھ سے خطا ضرور ہوئی	؍؍	میں بے قصور بھی کہدوں کہ ہاں ضرور ہوئی
ان کو رخصت کر کے تا حدِ نظر دیکھا کئے [۳]	؍؍	اس طرف دیکھا نہ جاتا تھا مگر دیکھا کئے

[۱] جگر ۸۹۔ (مومن ۲۱۵ و ذوق ۲۳ و ظہر ۱۹۸ بہ تبدیل قافیہ) [۲] جلیل ۸۸ - صفی ۱۲۰ [۳] نظر ۲۴۳ (امانت ۲۶ و تمیر ۲۱۱ بہ تبدیل قافیہ)۔

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد — حسرت — ترے جنون کا خدا سلسلہ دراز کرے
خرد کا نام جنون پڑ گیا جنوں کا خرد — " — جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے
ترے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرت — " — اب آگئے تری خوشی ہے جو سرفراز کرے

حسین علی بیگ [131]

۱ شعر
۱۴۱۰ - افزون

حسرت پر اُس مسافرِ بیکس کے روئیے — جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

شیخ ظہور الدین حاتم [132]

۱ شعر
۱۴۱۱ - افزون

آبِ حیات جا کے کسو نے پیا تو کیا؟ — حاتم — مانندِ خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا؟

خان بہادر ابو الاثر محمد حفیظ حفیظ جالندھری [133]

۲۲ شعر
۱۴۳۳ - ۱۴۱۲ - افزون

[1] داورِ حشر کا انصاف اشارے ان کے — حفیظ — بس یہی ہے کسی بندے کا خدا ہو جانا
[2] خموشی کا کہا سب حالِ اشکوں نے رواں ہو کر — " — مری آنکھوں سے حسرت پھوٹ نکلی داستاں ہو کر
خدا حافظ کسی کے رازِ الفت کا خدا حافظ — " — کہ اب تو بات بھی منہ سے نکلتی ہے زباں ہو کر
[3] آنکھ کمبخت سے اوس بزم میں آنسو نہ رکا — " — ایک قطرہ نے ڈبویا مجھے دریا ہو کر
کوئی ہو دردِ محبت کا مداوا کر دے — " — ملک الموت ہی آجائے مسیحا ہو کر
[4] مستوں پہ انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں — " — دیکھو تو ہوش ہے بھی کسی ہوشیار میں؟
اللہ؟ بات کیا ہے کہ دیوانگی مری — " — دیوانگی نہیں نگہِ ہوشیار میں
عشق سودا، عقل ہے اک اُلجھن میرے لئے — " — کس قدر بے لطف شئے ہے زندگی میرے لئے

[1] ظفر ۱۶۶ بتبدیل قافیہ۔ غالب ۱۸۰۔ [2] جلیل ۸۵۔ اکبر ۴۱۔ عرش ۱۷۶۔ وزیر ۲۴۵۔ ظہیر ۱۶۸۔ فروغ ۱۹۱۔ (امیر ۳۵ بتبدیل قافیہ) [3] بحر ۶۷۔ رند ۱۲۷۔ داغ ۱۱۴۔ (نسیم ۲۳۶ بتبدیل قافیہ) [4] ضامن ۱۴۳۔ عیش ۱۷۷

[۱] نا آشنا ہیں رتبۂ دیوانگی سے دوست	حفیظ	کمبخت جانتے نہیں کیا ہو گیا ہوں میں
قائم کیا ہے میں نے عدم کے وجود کو	״	دنیا سمجھ رہی ہے فنا ہو گیا ہوں میں
اٹھا ہوں اک جہانِ خموشی لئے ہوئے	״	ٹوٹے ہوئے دلوں کی صدا ہو گیا ہوں میں
[۲] سیکھ دنیا ہی میں زاہد حور سے ملنے کے ڈھنگ	״	ورنہ روئیگا کہ جنت میں بھی رسوائی ہوئی
یہ ہے میرا حاصلِ گلچینیٔ باغِ جمال	״	آرزو کی چند کلیاں وہ بھی مرجھائی ہوئی
امیدیں آرزوئیں کھیلتی ہیں یوں مرے دل سے	״	پلٹ جاتی ہیں موجیں جس طرح ٹکرا کے ساحل سے
[۳] غماز بن گئے ہیں آنسو غمِ نہاں کے	״	آنکھوں سے گر رہے ہیں ٹکڑے مری فغاں کے
[۴] عشق میں چھیڑ ہوئی دیدۂ تر سے پہلے	״	غم کے بادل جو اُٹھے تو یہیں برسے پہلے
[۵] جز بلب بستن نہیں تاب بیانِ زندگی	״	ہے فنا تمہیدِ شرح داستانِ زندگی
اے مصور ایک تصویر اس طرح کی کھینچ دے	״	بارِ دوشِ بیکسی کوہِ گرانِ زندگی
ہیں خیالی صورتیں ہنگامہ آرائے وجود	״	محشرستان توہم ہے جہانِ زندگی
ہے مثالِ دُود اپنا عالمِ بُود و نبود	״	یعنی شاخِ شعلہ پر ہے آشیانِ زندگی
آرزو، پھر آرزو کے بعد خونِ آرزو	״	ایک مصرع میں ہے ساری داستانِ زندگی
ہے طلوعِ صبحِ پیری تک فقط اسکی نمود	״	قطرۂ شبنم ہے گویا آفتابِ زندگی

۲ شعر — آغا محمد شاہ حشر (کاشمیری) ۱۳۴؎

۱۴۳۵ – افزوں

رُو دیا شرحِ خلش ہائے نہاں سے پہلے	حشر	گویا تمہید تھی یہ میرے فسانے کے لئے
کہنا پڑتا تھا الٰہی تری نعمت کو بُرا		میں نے پی بھی ہے تو ایمان بچانے کے لئے

۱۰ شعر — سیّد حیدر بادشاہ حیدر (حیدرآبادی) ۱۳۵؎

۱۴۴۵ = افزوں

[۱] امین و حفیظ و سیماب و شہید ۵۹-۱۰۱-۴۳-۱۴۴ (سردار ۱۴۶ و سازہ ۱۴۵ و جگر ۸۹ و تاج ۹۷ بتبدیل قافیہ)
[۲] ضامن ۱۶۴ - جوش ۹۲ - [۳] سیفی ۱۴۷ - قدیر ۳۰۰ - حالی ۹۹ حبیب ۹۸ - تجبیر ۱۶۹ - مسکش ۲۲۴ - [۵]

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
[۱] نبیؐ کا ہاتھ میں دامن ہے اور حشر برپا ہو	حیدر	اب اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اپنی قسمت کا
[۲] جو یہ برباد ہو جائے تو گلشن بھی اجڑ جائے	″	گلستان نام ہے میرے نشیمن سے گلستان کا
[۳] عمل کے پھول چن لے مرنیوالے باغ دنیا میں	″	کہ بخشش ہو نہیں سکتی کبھی بھی چادر سے
بقدر ظرف صحبت کا اثر پڑتا ہے انسان پر	″	پیمبر ہو نہیں سکتا کوئی مل کر پیمبر سے
[۴] حدِ عشقِ مجازی سے خیال قیس آگے ہے	″	کہ لیلیٰ سامنے ہے اور پہچانی نہیں جاتی
[۵] آپ کو ہر ذرہ تصویرِ جمالِ دوست ہے	″	شرط اتنی ہے شعورِ دید پیدا کیجیے
[۶] تلاشِ منزلِ جاناں میں کامران تو رہے	″	غبار بن کے بھی ہمراہِ کارواں تو رہے
کسی کا وصل جو مرنے پہ منحصر ہو جائے	″	خضر کو بھی طلبِ عمرِ جاوداں نہ رہے
تو ہمات کی بندش سے ورنہ کیا معنی	″	سرِ نیاز جھکے تیرا آستاں نہ رہے؟
[۷] اے رونقِ خیال تمنائے زندگی	″	آنکھیں ترس گئیں ترے دیدار کے لئے

حبیب لکھنوی [۱۳۶]

۱ شعر — ۱۴۴۶ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
آج مجھ پہ ختم کردو یا دہوں جتنے ستم	حبیب	ایک دن کا ظلم اچھا روز کی بیداد سے

محمد عبدالرحیم صدیقی حیرت (حیدرآبادی) [۱۳۷]

۵ شعر — ۱۴۵۱ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دل میں ہے تصور میرے محبوب خدا کا	حیرت	تصویر میں مکے کی مدینہ کا ہے خاکا
خود آرائی میں جب مصروف وہ رشکِ گلستاں تھا	″	بہارِ حسن سے آئینہ کیا کیا گل بداماں تھا
کہتے ہیں دستِ حنائی میں وہ ساغر لے کر	″	مے کو دو آتشہ اس طرح کیا کرتے ہیں
یارب وہ رنگ لائے محبت حسینؓ کی	″	بن جائے میری صورت و سیرت حسینؓ کی
راضی رضائے حق پہ رہے سر کٹا دیا	″	پھر کیوں نہ رنگ لائے شہادت حسینؓ کی

[۱] قلق ۱۹۳ - نصیر ۲۳۳ - جان ۸۲ - ظفر ۱۶۶ - عزیز ۱۷۷ - لاحد ۲۵۳ [۲] جرأت ۸۱ - آباد ۲۳ - داغ ۱۱۳ - قلق ۱۹۳ - منیر ۲۱ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - خلیل ۱۰۵ - رضا ۱۳۳ - تراب ۷۶ - [۳] صفی ۱۶۱ - رند ۱۳۰ - جلیل ۸۷ - [۴] جگر ۹ - اصغر ۵۲ - شجیع ۱۵۶ - ملا ۲۲۶ - [۵] شاد اسد ۵۶ - یونس ۲۲۶ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۸ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعید ۱۴۴ - سرور ۱۴۸
[۶] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - اثر ۵۳ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - علی ۱۷۸ - عاجز ۱۷۸ - فراج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶ -
[۷] آتش ۲۲ -

حزین ۱۳۸

۱ شعر
۱۴۵۲ - افزون

دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہوں گے	حزین	چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

سید حسن حیرت بدایونی ۱۳۹

۱ شعر
۱۴۵۳ - افزون

دشمنی کا بھی سلیقہ نہیں الفت تو کجا	حیرت	آج بیزار ہے انسانیت انسانوں سے

حفیظ جونپوری ۱۴۰

۳ شعر
۱۴۵۶ - افزون

یہ مانتے ہیں کہ واعظ روا شراب نہیں	حفیظ	مگر کسی کی مزمت بھی تو ثواب نہیں
میرے سوال کو کن پہلوؤں سے ٹال دیا	"	یہ کہہ دیا کہ "تری بات کا جواب نہیں"
دکھا کے مدہ بھری آنکھیں کہا یہ ساقی نے	"	حرام کہتے ہیں جس کو یہ وہ شراب نہیں

عبدالمجید حیرت (پاکستانی) ۱۴۲

۹ شعر
۱۴۶۵ - افزون

زندگی غم نے کیا سے کیا کردی	حیرت	ابتدا ہی میں انتہا کردی
یہ قدم خیر سے جہاں بھی گئے	"	اک قیامت وہیں بپا کردی
وہ ملے بھی تو اس تکلف سے	"	رسم جیسے کوئی ادا کردی
اب کہے جائیے جو کہنا ہو	"	لیجئے ہم نے ابتدا کردی
رنج و آلام جس قدر گذرے	"	سب ہماری ہی جان پر گزرے
آپ کو بھی پتہ چلے غم کا	"	آپ کے دل پہ بھی اگر گزرے

یاس تو خیر اک مصیبت تھی	حیرت	ہم تو امید سے بھی در گذرے
سچ تو یہ ہے کہ بس نہیں چلتا	"	ورنہ کیا آدمی نہ کر گزرے
یہ بھی کیا زندگی ہوئی حیرت	"	انگلیاں اُٹھ گئیں جدھر گزرے

ردیف خ

۴ شعر سید معین الدین شاہ خاموش حیدرآبادی ۱۴۲

۱۴۶۹-افزون

شکلِ انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا	خاموش	حق سے ناحق میں جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مطلع دل پہ میرے چھایا تھا زنگارِ خودی	"	چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بھلا ہُوا سو ہوا یا بُرا ہوا سو ہوا	"	طرف سے یار کے جو کچھ ہُوا ہوا سو ہُوا
اچھے رہیں نزدیک بُرے جائیں کدھر کو	"	گل ہیں تو تمھارے ہیں وگر خار تمھارے

۱۰-شعر سید محمد صدیق محبوب اللہ خُلق حیدرآبادی ۱۴۳

۱۴۷۹-افزون

عرضِ مطلب کو زبان اُٹھ نہیں سکتی اپنی	خلق	حُسن کے رعب سے دم بند ہے گویائی کا
کھیلنا ہے جان پر ان کمسنوں کے عشق میں	"	پھر گئیں یاں پتلیاں اُن کا تماشا ہو گیا
نگاہِ یار سے پہچان لیتا ہوں جو مطلب ہے	"	پہنچی ہے خبر مجھ کو نظر کے تار پر کیا کیا؟
سر یار کے زانو پہ ہے اور رخ پہ نظر آج	"	اے خُلق جو اک دن تجھے مرنا ہے تو مر آج
صاف دل بن کے محبت میں کیا رام اسے	"	شعبدہ دیکھئے آئینہ سے پھوڑے پتھر
موت میں پائی ہے کچھ ہم نے حلاوت ایسی	"	قبر کے چاٹتے رہتے ہیں مکوڑے پتھر

لہ اسیر ۳۱-ثاقب ۸۰ سہ آتش ۲۰- آباد ۲۳-سیف ۱۴۸ - ٹہ امیر ۳۴-شائق ۱۵۴-داغ ۱۱۳-

ایک[1] دم اور سینکڑوں غم کیا کریں	علوق	لے کے ایسی زندگی ہم کیا کریں
دو قدم پر منزلِ مقصود ہے	″	پاؤں ہی اُٹھتے نہیں ہم کیا کریں
کیوں خفا مجھ سے تو اے ماہِ لقا رہتا ہے	″	کیا گہن چاند کو ہر وقت لگا رہتا ہے؟
یاں اُترتی ہے ہمیشہ ہی خدا کی رحمت	″	یہ وہ دریا ہے جو ہر وقت چڑھا رہتا ہے

میر مستحسن خلیق ۱۴۴

۲ شعر

۱۴۸۱ - افزون

اشک جو چشمِ خونفشاں سے گرا	خلیق	تھا ستارہ کہ آسماں سے گرا
رشکِ آئینہ ہے اوس رشکِ قمر کا پہلو	″	صاف اِدھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

میر دوست علی خاں خلیل (اودھ) ۱۴۵

۱۶ شعر

۱۴۹۷ - افزون

عاشق ہوں بتو تم مجھے جو چاہو سزا دو	خلیل	اللہ کا بندہ ہوں گنہگار تمہارا
یار نے آکے دمِ نزع کہا	″	"کیا ارادہ ہے کدھر جائے گا"
سُن کے حالِ شبِ فرقت بولے	″	"کہئے کچھ اور بھی فرمائیگا"
بات رہ جائے مریضِ غم کی	″	دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیگا
قاتل نے بعدِ قتل مِرے مُسکرا دیا	″	کیا خوب خوں بہا کے مجھے خوں بہا دیا
ہر کڑی کرتی ہے غل محرومیٔ تقدیر کا	″	اشکِ ترکس نے چرایا دیدۂ زنجیر کا
اس کو بھی تعلیم شاید ہے تمہاری شرم کی	″	کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا
اثر[2] پیدا کیا ہے پیرہن نے جسمِ بیجاں کا	″	نہیں دیتا لہو تک زخم تو چاکِ گریباں کا
کدورت سے تعلق کیا انہیں جو پاک طینت ہیں	″	نہیں ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیاباں کا
جبیں[3] پہ غصہ سے پڑ گئی چین بھر آئیں آنکھیں بھویں چڑھا کر	″	دہن کا بوسہ جو ان سے مانگا بگڑ گئے صاف منہ بنا کر

لے فصل ۱۸۹ - ۲ے آباد ۲۳ - داغ ۱۱۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۲ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - میر ۲۱۸ - رضا ۲۳
تراب ۷۶ - ۳ے توفیق ۷۷ - حبیب ۹۷ - گویا ۲۰۴ - وطن ۲۴۷ - داغ ۱۱۳ - اقبال ۹۴

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
حسینوں میں حسن، ضو قمر میں، گلوں میں بو، سنگ میں ہے آتش	خلیل	کیا ہے عالم کو تو نے حیراں، ہر اک میں جلوہ دکھا دکھا کر
دلِ حزیں نالہ کش ہو کیونکر کہ محو ہے چشمِ سرمگیں کا	"	ہمارا ناقوس اے برہمن ہوا ہے خاموش عمر کھا کر
قریب ہے اب جو مرگ اے دل رہے نہ داغ الفتِ بتاں کا	"	سنا ہے سوتے ہیں لوگ اکثر چراغ جلتا ہوا بجھا کر
نہ کر تصور بتوں کا دل میں محل تو یہ ہے کچھ حیا کر	"	خلیل کعبہ میں بت پرستی، خدا خدا کر خدا خدا کر
خالی ہیں سبو، شیشے ہیں تہی، لبریز شراب سے جام نہیں	"	چلتے ہیں یہاں سے بادہ کشو اس بزم میں اپنا کام نہیں
ہوں بندۂ عشقِ حسنِ بتاں کچھ دیر و حرم سے کام نہیں	"	مذہب ہی جدا ہے محبت کا یاں کفر نہیں اسلام نہیں

۲ شعر ۱۴۹۹-۱ افزون — حافظ سیّد محمد عمر قادری (رح) واعظ مکہ مسجد (حیدرآبادی) خلیق ۱۴۶[1]

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
آسماں پر بھی وہ فرشتوں کو نہیں سیر نصیب	خلیق	دیکھتے ہیں جو یہاں حضرتِ انساں دل میں
کیا کل کی خبر جو تجھے کرنا ہے وہ کر آج	"	وقت آج ہے، مالِ آج ہے، زور آج ہے، زر آج
کعبۂ دل کی زیارت کو خلیق آئیں ملک	"	کبھی بھولے سے جو آ جائے وہ مہماں دل میں

عرشوں

۹ شعر ۱۵۰۸-۱ افزون — قائد ملت نواب بہادر یار جنگ خلق حیدرآبادی ۱۴۷[1]

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز	خلق	اے کہ ترا وجود تھا وجہِ وجودِ کائنات
ترے عمل سے کھل گئیں، تیرے بیاں سے حل ہوئیں	"	منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات
اے کہ تری زبان سے ربِ قدیر گلفشاں	"	نطق خدا سے لم یزل تھی تری ایک ایک بات
مجھ سے بیاں ہو کس طرح رفعتِ شانِ احمدی	"	تنگ مرے تصورات، پست مرے تخیلات
تیری بے نیازی کا پرتو ہے مولا	"	کہ سب کچھ لٹا کر بھی شرما رہا ہوں
یا تو سرتاجِ دو جہاں کر دے	"	یا ہوس ہی نہ رکھ مرے دل میں
یہ تیرِ ستم کس کی جھٹکی سے چھٹا یارب	"	یاں جو نظر آتا ہے بسمل نظر آتا ہے
حسرت ہی رہی دل کو طوفان سے الجھنے کی	"	دو چار ہی غوطوں میں ساحل نظر آتا ہے

[1] سیفی ۱۴۷ [2] ظفر علی خان ۱۶۹ [3] فانی ۱۹۰ - جگر ۹۰ -

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
دنیائے سیاست کے کامل بھی اُدھورے ہیں	غلیق	ناقص بھی مدینہ کا کامل نظر آتا ہے

۲ شعر — حافظ خلیل حسن خلیل (مانک پوری) ۱۴۸
۱۵۱۰ - افزون

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
دِل نہ وابستہ ہو کیوں زلفِ گرہ گیر کے ساتھ	خلیل	اُنس ہو جاتا ہے دیوانے کو زنجیر کے ساتھ
دِل آج بہت دیر سے پہلو میں نہیں ہے	"	اُلجھا تو تمہارے کہیں گیسو میں نہیں ہے!

۴ شعر — منشی فدا علی رضؔ خنجر لکھنوی ۱۴۹
۱۵۱۴ - افزون

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
ستم پذیر ہوں بیداد آشنا ہوں میں	خنجر	جفائے دوست کے صدقے میں جی رہا ہوں میں
رواں دواں ہے سُوئے نیستی مری ہستی	"	اجل کی گود میں مدت سے پل رہا ہوں میں
بنا دیا ہے مرے احساس نے مجھے بندہ	"	خودی کی حد سے گذر جاؤں تو خدا ہوں میں
نہ آنسوؤں میں کمی ہے نہ دل کی سوزش میں	"	برس رہی ہے گھٹا اور جل رہا ہوں میں

۱ شعر — میر یاور علی خنجر حیدرآبادی ۱۵۰
۱۵۱۵ - افزون

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
[سلہ] رہنا ہے مجھکو سرحدِ کون و مکاں سے دُور	خنجر	گھر چاہیئے زمیں سے الگ آسماں سے دُور

۲ شعر — خانم ۱۵۱
۱۵۱۷ - افزون

سلہ ثانی ۱۹۰ - بہزاد ۷۳ - جوہر بہ تبدیل قافیہ ۹۱

کیا بُرے ہیں یہ جلے دل کے جلانے والے	خاتم	اور یہ آگ ہیں آگ آئے لگانے والے
کہتے سنتے ہیں کسی کے نہ تم آنا خاتم	"	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے

آفتاب احمد خلیق [۱۵۲]

۱ شعر
۱۵۱۸ - افزون

ایک تو شبّر کے غم میں دوسرا شبّیر کے	خلیق	مہر و مہ دو داغ ہیں سینہ میں چرخِ پیر کے

ردیف د

خواجہ میر درد [۱۵۳]

۴۰ شعر
۱۵۵۸ - افزون

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا	درد	تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا	"	برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	"	بس ہجوم یاس ہے جی گھبرا گیا
اوس نے قصداً بھی مرے نالے کو	"	نہ سُنا ہوگا گر سنا ہوگا
چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ	"	اے توسنِ بہار ہے تجھے تازیانہ تھا
اکسیر پر ہوس اتنا نہ ناز کرنا	"	بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا
وائے ناکامی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا	"	خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
ہمیں تو باغ تجھ بن خانۂ ماتم نظر آیا	"	ادھر گل پھاڑتے تھے جیب روتی تھی ادھر شبنم
آہ مشتاق ترے مفت موے جاتے ہیں	"	اک نظر بھولے سے بھی ہووے تو جی جاتے ہیں
اُن نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں	"	پاتا نہیں ہوں جب سے میں اپنی خبر کہیں
ترے سوا نہیں کوئی دو نو جہان میں	"	موجود ہم جو ہیں بھی تو اپنے گمان میں

[۱] احسان ۳۰۔ صبا ۱۵۹ - لاحد ۲۵۳ (داغ و ظہیر لاحد ۱۶۲ و ۱۱۹ اور ۲۵۴ بہ تبدیل قافیہ)
[۲] نغمان ۱۸۷۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو	درد	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول	″	منہ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں
مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں	″	کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں
اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو	″	یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو
آرام سے کبھی بھی نہ اکبار سو گئے	″	ایسے ہمارے طالع بیدار سو گئے
اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	″	لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
تپش کو دل کی میں سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دیں گے	″	ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی
ہمارے جامۂ تن میں نہیں کچھ اور نفس باقی	″	گریباں میں ہے مثلِ صبح اک تارِ نفس باقی
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	″	میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
وحدت میں تری حرف دوئی کا نہ آ سکے	″	آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی	″	ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونی پائی
ہاتھ اٹھائے فلک گو ہمارے کینے سے	″	کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے
مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے	″	کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے
مآلِ کار سمجھایا قبور نے ہم کو	″	یہ نقد مال لگا ہاتھ اس دفینے سے
بسا ہے کون ترے دل میں گلبدن اے[1] درد	″	کہ بو گلاب کی آئی ترے پسینے سے
روندے[2] ہے نقشِ پا کی طرح خلق یاں مجھے	″	اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
میرا تو جی وہیں رہتا ہے نت جہاں تو ہے	″	اگرچہ میں یہ نہیں جانتا کہاں تو ہے
تعین گر مٹے دل سے تو کفر آثار ہو جائے	″	اگر عقدے کھلیں تسبیح کے زنار ہو جائے
کس کی یہ موجِ حسن ہوئی جلوہ گر کہ یوں	″	دریا میں جو حباب تھے آنکھیں چھپا چکے
سو مرتبہ یہ ٹھہر چکی اب سے نہ ملئے	″	یوں بھی تو نہیں بنتی ہے کیا کیجئے اس سے
کہتے نہ تھے ہم درد میاں چھوڑ یہ باتیں	″	پائی نہ سزا اور وفا کیجئے اس سے؟
آنسوؤں میں کچھ جگر کے ٹکڑے ہیں بھی بعض بعض	″	پر نہیں معلوم لختِ دل کدھر بہ کر گئے

۱؎ سودا ۱۳۹ بہ تبدیل قافیہ - ۲؎ آشفتہ ۶۲ - بیتاب ۴۷ - عزیز ۱۸۰ - ۳؎ نار ۱۳۶

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	درد	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے
دوستو دیکھا تماشا یاں کا بس!	"	تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے
شمع کے مانند ہم اس بزم میں	"	چشم نم آئے تھے دامن تر چلے
ڈھونڈے ہے تجھے تمام عالم	"	ہر چند کہ تو کہاں نہیں ہے
جوں شمع نہ رازِ دل کہوں گا	"	ایسی بھی مری زباں نہیں ہے
آتا پیغام درد کا کہتا	"	گر صبا کوئے یار میں گذرے
"کونسی رات آن ملئے گا	"	دن بہت انتظار میں گذرے"

کریم اللہ خاں درد [154]

۱ شعر — ۱۵۵۹-۱ افزون

تحمل آتشِ غم میں دلِ بیتاب کیا جانے	درد	ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

محمد فقیہ دردمند [155]

۱ شعر — ۱۵۶۰-افزون

قفس تک بھی نہ پہونچے اور پڑے دور آشیانے سے	دردمند	عجب ساعت میں بچھڑے تھے چمن کے آستانے سے

میر سلامت علی دبیر [156]

۱۳ شعر — ۱۵۷۳-افزون

دفن کرنا مجھ کو کوئے یار میں	دبیر	قبرِ بلبل کی بنے گلزار میں
سر میرا لٹکا کے قاتل نے کہا	"	پھل لگا ہے آج نخلِ دار میں
گرمیٔ خوں کی میرے تاثیر دیکھ	"	پڑ گئے چھالے تیری تلوار میں
قبر میں روزن مری رکھنا ضرور	"	مر گیا ہوں انتظارِ یار میں

[156] آتیر ۳۷ - فروغ ۱۹۱

میرا مرنا ان کے گھر شادی ہوئی	دبیرؔ	خون کے چھاپے لگے دیوار میں
ہے عکسِ گیسو رخِ اکبر کہاں کہاں	"	سنبل کہاں کہاں ہے گُلِ تر کہاں کہاں
گلزار میں، جبال میں، ختن میں، تتار میں	"	پھیلی ہے نکہتِ گُلِ حیدرؑ کہاں کہاں
رواں کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا	"	عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا میری گردن کو
دلا ان تنگ چشموں سے نہ چشمِ رحم تو رکھیو	"	کسی کے حال پر روتا نہ دیکھا چشمِ سوزن کو
طے ہر قدم پر ایک مہینہ کی راہ تھی	"	رویت ہلالِ نعل کی اس پر گواہ تھی
تا کمالِ چاردہ معصوم روشن سب پہ ہو	"	چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی
شمر نے چاہا کہ حضرتؑ سے جدا عباسؓ ہوں	"	یہ نہ سمجھا چاند سے چھوٹے گی کیونکر چاندنی
مال و زر کا کیا بھروسہ، چاہیئے فکرِ مآل	"	فی المثل ہے چار دن کی اے تونگر چاندنی

منکو بیگ درخشاںؔ ۱۵۷

۱ شعر
۱۵۷۴ - افزون

تھی درائے ناقۂ لیلےٰ کی ہر دم یہ صدا	درخشاںؔ	آہ مجنوں پاشکستہ رہ گیا منزل سے دور

دیوانہؔ ۱۵۸

۱ شعر
۱۵۷۵ - افزون

جتنا جی چاہے ستالے ستم ایجاد مجھے		شکلِ تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے

بلبلِ ہندوستان جہاں اُستاد ناظم یار جنگ

داغؔ ۱۵۹

فصیح الملک نواب مرزا خان دہلوی

۲۰۰ شعر
۱۷۷۵ - افزون

ےٓ غالب ۱۸۳ - ےٓ لاجد ۲۵۴ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
[1] اللہ رے مرتبہ میرے عجز و نیاز کا	داغ	گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا
کی ترک مے تو مائلِ پندار ہو گیا	″	میں توبہ کر کے اور گنہگار ہو گیا
[2] روزہ رکھیں، نماز پڑھیں، حج ادا کریں	″	اللہ یہ ثواب بھی ہے کس عذاب کا
خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا	″	جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت، کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں	″	اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے میں جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ	″	ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
ہوش و حواس و تاب و توان داغ جا چکے	″	اب ہم بھی جانیوالے ہیں سامان تو گیا
[3] پامالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین	″	رکھ دیا ظالم نے میرا نام لکھ کر زیر پا
لئے تو چلتے ہیں حضرت دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن	″	ہمارے پہلو میں بیٹھ کے تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا
[4] تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں	″	میرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا
دمِ آخر میری بالیں پہ مجمع ہے حسینوں کا	″	پھر آنا اے اجل اس وقت پردا ہو نہیں سکتا
بلا سے اضطراب و درد ہی بن کر ٹھہر رہنا	″	کسی صورت سے تم رہنا میرے دل میں مگر رہنا
[5] کیونکر اس کی نگہِ ناز سے جینا ہوگا	″	زہر دے اوس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا
چین دیتے نہیں وہ داغ کسی طرح مجھے	″	میں جو مرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جینا ہوگا
[6] ہم نے اس کے سامنے اول تو خنجر رکھدیا	″	پھر کلیجہ رکھدیا، دل رکھدیا، سر رکھدیا
منصفی ہو تو غضب، نا منصفی ہو تو ستم	″	اوس نے میرا فیصلہ موقوف مجھ پر رکھدیا
زندگی میں پاس سے دم بھر نہ ہوتے تھے جدا	″	قبر میں تنہا مجھے یاروں نے کیونکر رکھدیا
[7] عجب اپنا حال ہوتا، جو وصال یار ہوتا	″	کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا
جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا	″	تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا؟
یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی	″	نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا
ترے وعدے پہ ستمگر ابھی اور صبر کرتے	″	اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں پس مرگ اس لئے	″	جانے کوئی کہ طالبِ دیدار مر گیا

[1] عزیز ۱۷۶ ۔ [2] آتش ۲۰ ۔ آباد ۲۳ ۔ امانت ۲۵ ۔ ناسخ ۲۲۹ ۔ ذوق ۱۲۲ ۔ سودا ۱۳۴ ۔ شائق ۱۵۴ ۔ قلق ۱۹۳ ۔ قانع ۱۹۹ ۔ کیفی ۲۰۱ ۔ منیر ۲۱۸ ۔ شمشیر ۱۵۵ ۔ [3] نصیر ۲۳۳ (آتش ۲۰ و ناسخ ۲۲۸ ۔ بہ تبدیل قافیہ) [4] چکبست ۹۳ ۔ ظہیر ۱۶۸ (سیماب ۱۴۳ بہ تبدیل قافیہ ۔ [5] علوی ۱۷۱ [6] جلال ۸۳ [7] امیر ۲۳ ۔ اسمعیل ۵۸ ۔ غالب ۱۷۹ ۔

کونسا طائرِ گم گشتہ اسے یاد آیا	داغ	دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا
دل میں جس قدر ہے درد اُس کو کیا یقیں آئے	"	داغ ہے نمود اپنا، زخم بے نشاں اپنا
سُن سُن کے ترے عشق میں اغیار کے طعنے	"	میرا ہی کلیجہ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
بن آئی ہے جو چاہے کہیں حضرتِ واعظ	"	اندیشۂ عقبیٰ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شبِ وصل	"	وہ تذکرہ چھیڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ خوب سمجھ لیجئے غمّاز وہی ہے	"	جو آپ سے کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
دنیا مجھے کہتی ہے بُرا حاضر و غائب	"	سمجھو تو سبب کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تم کو ہی شایاں ہے کہ تم دیتے ہو دشنام	"	مجھ کو ہی زیبا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہمیں زمانے میں بدنام تری خُو نے کیا	"	دلِ فریفتہ، جو کچھ کیا سو تو نے کیا
پر نہ باندھے پاؤں باندھا بلبلِ ناشاد کا	"	کھیل کے دن ہیں لڑکپن ہے ابھی صیاد کا
نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ اُن کا	"	مزاج اچھا تو ہے "یادش بخیر" اُس آفتِ جاں کا
سرِ محفل مجھی سے تجھ کو ظالم پردہ کرنا تھا	"	پھر اس پہ یہ قیامت غیر کے دامن سے منہ ڈھانکا
ترے شہبازِ نظر کو جو اِدھر چھوڑ دیا	"	ہم نے بھی طائرِ دل باندھ کر پر چھوڑ دیا
دیکھنا حشر میں جب تم پہ مچل جاؤں گا	"	میں بھی کیا وعدہ تمہارا ہوں کہ ٹل جاؤں گا
دل لگاتا نہ کبھی دارِ فنا میں ہرگز	"	کیا خبر تھی مجھے آج آؤں گا کل جاؤں گا
کیا کیا ملائے خاک میں انسان چاند سے	"	سچ پوچھئے اگر تو زمیں آسماں ہے اب
بزمِ دشمن میں نہ کھلنا گُل تری صورت	"	جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت
نہیں معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی	"	اوس پہ صورت بھی مرے رشکِ قمر کی صورت
اون کے جانے کا وہ صدمہ وہ مری تنہائی	"	اور روتی ہوئی وہ شمعِ سحر کی صورت
وہ جاتے ہیں آتی ہے قیامت کی سحر آج	"	روتا ہے گلے مل کے دعاؤں سے اثر آج
وعدے پہ میرے ان کے قیامت کی ہے تکرار	"	اور بات ہے اتنی کہ اودھر کل ہے ادھر آج
تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجھ کو ظالم	"	رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

۵۱ امانت ۴۴ - صبا ۱۵۹ - قلق ۱۹۳ - جلال ۸۳ - ۵۲ غالب ۱۷۹ - توفیق ۷۷ - مومن ۲۱۴ - ۵۳ ذوق ۱۲۲ - مومن ۲۱۴ - ۵۴ آباد ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - خلیل ۱۰۵ - نیر ۲۱۸ - ۵۵ رضا ۱۳۳ - تراب ۷۶ - ۵۶ امیر ۴۴ - سودا ۱۳۷ - ذوق ۱۲۲ - آل ۲۲۳ - (اثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ) ۵۷ مومن ۲۱۴ - ۵۷ اسیر ۳۴ - حالی ۹۵ - ۵۸ امیر ۴۴ - شائق ۱۵۴ - خلق ۱۰۴ - ۵۹ اقبال ۴۹ - توفیق ۷۷ - خلیل ۱۰۵ - حبیب ۹۷ - وطن ۲۴۷ - گویا ۲۰۴ -

سر[1] بھی جائے تو نہ جائیگا یہ سودا ہو کر — داغ — مجھکو لپٹا ہے جنوں جھاڑ کا کانٹا ہوکر

کیا تماشا[2] ہے کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا — 〃 — گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا لے کر

اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں دل کی چوری — 〃 — کیوں گنہگار ہوں میں نام کسی کا لے کر

دوستی[3] کا ہو زمانہ میں بھروسہ کس پر — 〃 — تو مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دوں لیکن — 〃 — یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

یوں تو معشوق گل و شمع بھی کھلاتے ہیں — 〃 — دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر

فتنہ پرداز، دغاباز، فسوں گر، عیار — 〃 — ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر؟

تیرے[4] دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھ کر — 〃 — بندہ پرور منصفی کرنا، خدا کو دیکھکر

دل لگانا تھا زمانہ کی ہوا کو دیکھ کر — 〃 — آشنا کو دیکھکر، ناآشنا کو دیکھکر

ابتو دیکھا تم نے اپنے دادخواہوں کا ہجوم — 〃 — ابتو آنکھیں کھل گئیں روزِ جزا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد؟ ہماری چھیڑ کی عادت نہیں — 〃 — گدگدی ہوتی ہے دل میں پارسا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اُس کے ہاتھوں میں جو داغ — 〃 — خون آنکھوں میں اُتر آیا حنا کو دیکھکر

غیر بھی میری طرح کرتے ہیں آہیں کیونکر — 〃 — میں بھی دیکھوں تو پلٹتی ہیں نگاہیں کیونکر

نہ دلاسا، نہ تسلی، نہ تشفی، نہ وفا، — 〃 — دوستی اوس بت بدخو سے نبھائیں کیونکر

زیرِ دیوار کبھی جھانک کے تم دیکھ تو لو — 〃 — ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو — 〃 — وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا ان کو — 〃 — پار ہوتی ہیں کلیجے کے نگاہیں کیونکر

تنگ ہے دل وسعتِ دامانِ محشر دیکھکر — 〃 — اے جنوں؟ ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر

رکھئے اب بہرِ عیادت نہ قدم گن گن کر — 〃 — لے رہا ہے یہ مریض آپ کا دم گن گن کر

تھا ہمیں ہجر میں اک ایک مہینہ برسوں — 〃 — دن گذارے ہیں تیرے سر کی قسم گن گن کر

بزمِ اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر — 〃 — مہرباں آپکی خفت میرے سر آنکھوں پر

وہی[5] دوست ہیں وہی آشنا وہی آسماں ہے زمیں وہی — 〃 — عجب اتفاقِ زمانہ ہے کہ بشر نہیں ہے بشر سے خوش

[1] بحر ۶۷ - حفیظ ۱۰۰ - رند ۱۲۷ (تسلیم ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ) [2] مصحفی ۲۱۲ بہ تبدیل قافیہ [3] راسخ ۱۴۲
[4] حسن ۹۸ - مزاج ۲۲۴ بہ تبدیل قافیہ - [5] منیر ۲۱۹ -

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
بتانِ ہوش اُجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں	داغ	کہ جس کی جان جاتی ہے اُسی کے دل میں رہتے ہیں
ہزاروں حسرتیں وہ ہیں کہ روکے سے نہیں رکتیں	״	بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دل میں رہتے ہیں
یہاں تک تھک گئے ہیں چلتے چلتے تیرے بھولے	״	کہ اب چُھپ چُھپ کے ناوک سینۂ بسمل میں رہتے ہیں
"خدا رکھے" محبت نے کئے آباد دونو گھر	״	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کے	״	خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتے ہیں
ہمیں دشوار جینا عار تم کو قتل کرنے سے	״	بڑی مشکل میں رکھتے ہو بڑی مشکل میں رہتے ہیں
کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا	״	تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
مجال کس کی ہے اے ستمگر سنائے جو تجھکو چار باتیں	״	بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ ہے ہزار باتیں
الٰہی[1] کیوں نہیں اُٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے	״	ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں
یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہیں ہے اے دلِ ناداں	״	ابھی پھر رُوٹھ جائیں گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہیں
فسوں ہے یا دعا ہے یہ معما کھل نہیں سکتا	״	وہ کچھ پڑھتے ہوئے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہیں
بہت رُویا ہوں میں جب سے یہ میں نے خواب دیکھا ہے	״	کہ آپ آنسو بہائے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں
بے[2] ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت	״	میرے توبہ میں نہیں آپ کے پیمان میں نہیں
دیکھئے راہ میں ٹھوکر سے نہ کُھل جائے گرہ	״	ایک فتنہ ہے یہ دل گوشۂ داماں میں نہیں
رنگِ گل، نغمۂ بلبل، اثرِ بادِ بہار	״	جب ہم قید ہوئے کوئی گلستاں میں نہیں
تم[3] مجھے ہاتھ اٹھا کر اس ادا سے کوسو	״	دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ دعا کرتے ہیں
دل[4] ہی تو ہے نہ آئے کیوں دم ہی تو ہے نہ جائے کیوں	״	ہم کو خدا جو صبر دے تجھ سا حسین بنائے کیوں؟
نہ پوچھو داغ ہم سے انتظارِ یار کی صورت	״	یہ آنکھیں جانتی ہیں خوب جو نقشے گذرتے ہیں
سب لوگ جدھر تم ہو اُدھر دیکھ رہے ہیں	״	ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
اس طرح بیٹھے ہیں سر کاٹ کے میرا سرِ بزم	״	مجھ پہ گویا کہ وہ احسان کئے بیٹھے ہیں
اوس توبہ پہ ہے ناز تجھے زاہد اس قدر	״	جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ میں
رازِ[5] الفت چھپ سکا ہم سے نہ اس کے روبرو	״	صاف دل کی حسرتیں منہ پر نمایاں ہو گئیں

[1] امیر ۳۵۔ شایق ۱۵۵۔ شاد ۱۵۱۔ [2] امیر ۳۵۔ حالی ۹۵۔ عابد ۱۷۳۔ مومن بہ تبدیل قافیہ ۲۱۶۔
[3] میر ۲۰۹۔ ظہیر ۱۶۸۔ [4] امجد ۵۶۔ ترکی ۷۷۔ غالب ۱۸۱۔ ناظم ۲۴۲۔ [5] غالب ۱۸۲۔ کیفی ۲۰۲۔

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
کہیں کر لے نہ ٹھکانا دشمن	داغ	دوست نادان ہے دانا دشمن
ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہیں	″	لے چلے جاتے ہیں ناچار چلے جاتے ہیں
منتظر دیر سے ہیں جلوہ دکھا دے ظالم	″	ورنہ یہ طالبِ دیدار چلے جاتے ہیں
عیب[۱] بے عیب ہے جب حد سے گذر جاتا ہے	″	اب بجز بے ہنری مجھ میں ہنر کچھ بھی نہیں
دیکھکر[۲] تصویرِ یوسف کہدیا "کچھ بھی نہیں"	″	آپ ہی سب کچھ ہیں گویا دوسرا کچھ بھی نہیں
سن کے حالِ دل بیرا رکھتے ہیں وہ کانوں پہ ہاتھ	″	ہائے اس انداز سے گویا سنا کچھ بھی نہیں
جلوے[۳] میری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں	″	مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں؟
کبھی[۴] فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	″	جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں؟
وہ کاش وصل کے انکار ہی پہ قائم ہوں	″	مگر انھیں تو کسی بات پر قیام نہیں
سنائے جاتے ہیں در پردہ گالیاں مجھ کو	″	جو میں کہوں تو کہیں "آپ سے کلام نہیں"
فغاں میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں نالے میں	″	سناؤں دردِ دل طاقت اگر ہو سننے والے میں
خبر سن کر میرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے	″	"خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"
ملے مجھ سے تو فرمایا "تمہیں کو داغ کہتے ہیں	″	تمہیں رہتے ہو ہالے میں تمہیں ہو ماہِ کامل میں"؟
کھویا[۵] گیا ہوں دیکھیے پتہ نامہ بر کو میں	″	اپنی خبر کو جاؤں الٰہی کدھر کو میں
اپنا طریقِ عشق جدا ہے جہان سے	″	چلتا ہوں چھوڑ چھوڑ کے ہر رہ گذر کو میں
فلک دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں	″	جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں
گلے شکوے کہاں تک ہوں گے آدھی رات تو گذری	″	پریشاں تم بھی ہوتے ہو پریشاں ہم بھی ہوتے ہیں
کلیجہ پیستا ہے دل مسلتا ہے کوئی میرا	″	کہاں سے آگئی ظالم تری رفتار پہلو میں
کسی کا مجھ کو نہ محتاج رکھ زمانے میں	″	کمی ہے کونسی یارب تیرے خزانے میں
تہِ[۶] شمشیرِ قاتل اس ادا سے جان دی میں نے	″	لبِ دشمن سے بھی نکلی صدائے آفریں بسمل
خدا کی شانِ کریمی کا پوچھنا کیا ہے	″	غضب تو یہ ہے گنہگار ہم تمہارے ہیں
چوٹ[۷] کھانا دلِ حزیں نہ کہیں	″	در در رہ جائے گا کہیں نہ کہیں

۱ تشنہ ۷۸ - قدر ۱۹۷ - امیر ۳۵ - (فضل ۱۸۹ بہ تبدیل قافیہ) ۲ قدر و تشنہ وامیر ۱۹۷-۷۸-۳۵ بہ تبدیل بحر و قافیہ فضل ۱۸۹ - ۳ ضامن ۱۶۲ بہ تبدیل قافیہ) ۴ ناسخ ۲۳۰ - ۵ فانی ۱۹۰ - ۶ غالب ۱۸۲ - ۷ جلیل ۸۵ -
۸ نواب ۲۲۹ (قدر و قلق و اسیر ۱۹۸-۱۹۵-۳۲ بہ تبدیل قافیہ) ۹ امیر ۳۵ - شائق ۱۵۵ - سحر ۱۴۷ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دل کے سوا نہ کعبہ میں ہے وہ نہ دیر میں[1]	داغ	گر ہے تو بس یہیں ہے نہیں تو کہیں نہیں
وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں[2]	〃	پاس بیٹھے ہیں مگر دُور نظر آتے ہیں
سازِ یہ کینہ ساز کیا جانیں	〃	ناز والے نیاز کیا جانیں
کب کسی در کی جبہ سائی کی	〃	شیخ صاحب نماز کیا جانیں
جو گذرتے ہیں داغ پر صدمے	〃	آپ بندہ نواز کیا جانیں
آدم سے بڑھ کے رتبۂ کرّو بیاں نہیں[3]	〃	مجبور اس سے ہے کہ زمیں آسماں نہیں
دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں	〃	وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں
میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ[4]	〃	ہر ایک پوچھتا تھا کہ "حضرت اِدھر کہاں؟"
وہ طریقِ مہر و رہِ وفا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو[5]	〃	تمہیں روز یاد دلا دوں گا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہمیں کسی کی شرم و لحاظ کیا، یہ خدا کے واسطے کیا کہا	〃	تمہیں آئینہ سے بھی تھی حیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی کا شکوہ کوئی خجل، وہ کسی کا داغ کسی کا دل	〃	وہ کسی کا کوئی تھا آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
انگڑائی لینے میں جو دوپٹہ سرک گیا	〃	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو
یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میری لوحِ تربت پر[6]	〃	"جو ہو فرقت کی بیتابی تو یوں خوابِ گراں کیوں ہو"
خدا شاہد، خدا شاہد ہے کیوں کہتے ہو عدو ان کو	〃	خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیاں کیوں ہو
عرصۂ حشر میں اللہ کرے گُم مجھ کو[7]	〃	اور پھر ڈھونڈھتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو
ہنستے ہنستے کبھی رُوتا ہوں تصور میں ترے	〃	روتے روتے کبھی آتا ہے تبسم مجھ کو
دیکھنا پیرِ مغاں حضرتِ زاہد تو نہیں	〃	کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پسِ خُم مجھ کو
گھر سے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا[8]	〃	دُور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو
نہیں ہوتی بندہ سے طاعت زیادہ[9]	〃	بس اب "خانہ آباد دولت زیادہ"
مریضِ محبت کی اچھی دوا کی	〃	اوسے کل سے ہے آج غفلت زیادہ
الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے	〃	محبت تو کم ہے عداوت زیادہ
عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دن کو	〃	نہیں ہوتی منظور رخصت زیادہ

[1] آتش ۴۲۔ اکبر ۴۴۔ جرأت ۸۱۔ کیفی ۲۰۲۔ میر ۲۰۹۔ نظیر ۲۳۹۔ [2] جلیل ۸۶۔ [3] آتش ۲۱۔ اصغر ۵۱۔ آزرد ۳۰۹
غالب ۱۸۳۔ قلق ۱۹۵۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔ [4] حالی ۹۵۔ محروم ۲۲۔ ناسخ ۲۳۰۔ [5] مومن ۲۱۶۔ وفا ۲۴۴۔
[6] غالب ۱۸۳۔ [7] احد ۲۵۳۔ [8] امیر ۳۶۔ بیتاب ۴۷۔ جلال ۸۳۔ قلق ۱۹۵۔ [9] جلیل ۸۶۔ جرأت ۸۱۔ امیر ۳۶۔

میری بندگی سے میرے جرم افزوں	داغ	تیرے قہر سے تری رحمت زیادہ
تاک[۱] کر دل کو یہ فرماتے ہیں مال اچھا ہے	״	یہ خدا کی قسم اندازِ سوال اچھا ہے
آپکی جس میں ہو مرضی وہ مصیبت اچھی	״	آپکی جس میں خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے
لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے	״	رنج بھی اتنے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے
کعبہ و دیر میں پتھرا گئیں دونوں آنکھیں	״	ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہے
سادگی، بانکپن، اغماض، شرارت، شوخی	״	تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے
انہی قدموں نے تمہارے انہی قدموں کی قسم	״	خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے
داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچہ سے	״	اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے
ہوا[۲] جو اون کی خموشی سے کچھ ملال مجھے	״	جواب دینے لگی طاقتِ سوال مجھے
اسیرِ حلقۂ کاکل نہ میں ہوا لے داغ	״	میرے خدا نے بچایا ہے بال بال مجھے
بات بھی کرنی نہ آتی تھی تمہیں	״	یہ ہمارے سامنے کی بات ہے
جب[۳] پاؤں تھکے تو جستجو کی	״	جب دل نہ رہا تو آرزو کی
جب تم نہ ملے تو دردِ دل نے	״	اُٹھ اُٹھ کے اجل کی جستجو کی
مطلب کی کہی نہ ایک ظالم	״	کیا بات ہے تیری گفتگو کی
ہم بادہ کشوں کی خاک سے بھی	״	آئے گی صدا "سبو سبو" کی
صبر[۴] آنا تو محبت میں بہت مشکل ہے	״	چین بھی تو نہیں اس کو یہ وہ کافر دل ہے
کہنے دیتی نہیں کچھ منہ سے محبت تری	״	لب پہ رہ جاتی ہے آ آکے شکایت تیری
اب ترا اے دلِ بیتاب خدا حافظ ہے	״	کر چکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری
یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم	״	بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کے صورت تیری
عدم آباد کو جاتے ہیں بشر خالی ہاتھ	״	مجھ کو ہے نازکہ لیجاؤنگا حسرت تیری
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے بتاں کی ہے	״	مجھ کو خبر نہیں میری مٹی کہاں کی ہے
تڑپنا[۵]، لوٹنا، اُڑنا جو بیتابانہ آتا ہے	״	یہ مرغِ نامہ بر ہے یا کوئی پروانہ آتا ہے

۱ اثر ۳۷ - غالب ۱۸۳ - جلیل ۸۷ - ۲ ذوق ۱۲۵ - ۳ اسیر ۳۳ - امیر ۳۷ - ۴ امانت ۲۶ -
۵ جلیل ۸۸ - عزیز ۱۷۵ -

[1] رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں	داغ	ادہر جاتا ہے دیکھیں یا ادہر پروانہ آتا ہے
تہیدستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے	"	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے	"	دل بے مدعا دیا تو نے
جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی	"	اوس سے مجھکو سوا دیا تو نے
مجھ گنہگار کو جو بخش دیا	"	پھر جہنم کو کیا دیا تو نے
ترے کوچہ میں وہ کن شوخیوں سے جابجا ٹھیرے	"	بڑھے، بڑھکر تھمے، دم بھر چلے، چلکر ذرا ٹھیرے
[2] پوچھتا جا میری مرقد پہ گذرنے والے	"	کیا گذرتی ہے ترے حال پہ مرنے والے
خوش نوائی نے رکھا ہم کو اسیر صیاد	"	وہی اچھے رہے صدقے میں اترنے والے
قتل ہوں گے ترے ہاتھوں سے خوشی اسکی ہے	"	آج اترائے ہوئے پھرتے ہیں مرنے والے
کیا بات ہے خیر ہو الہی	"	رکتی ہے زبان نامہ بر کی
پھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے	"	اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے؟
سنانے کے قابل جو تھی بات ان کو	"	وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا	"	نکل جائے دم ہچکیاں آتے آتے
کلیجہ میرے منہ کو آئے گا اک دن	"	یونہی لب پہ آہ و فغاں آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں	"	اونھیں آئیں گی شوخیاں آتے آتے
میرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے	"	چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی	"	بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	"	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
بیچتا ہوں جو خریدے میرے ارمان کوئی	"	مفت دیتا ہوں اگر مان لے احساں کوئی
ہاتھ نکلے دونوں اپنے کام کے	"	دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
[3] داغ کے سب حرف لکھتے ہیں جدا	"	ٹکڑے کر ڈالے ہمارے نام کے
[4] ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے	"	میری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

[1] جلیل ۸۸ عزیز ۱۷۵ - [2] لاحد ۲۵۴ - ظہیر ۱۶۸ (خانم و صبا و احسان و لاحد ۱۰۸ و ۱۵۹ و ۳۰ و ۲۵۳ بہ تبدیل قافیہ) [3] جلیل ۸۸ - ظہیر ۱۶۸ -

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے	داغ	تم ہمارے سامنے ہوں ہم تمہارے سامنے
داد کس کی دوں جو ہوں دونوں برابر سامنے	″	وہ جب آتے ہیں تو آتا ہے مقدر سامنے
[1] بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں اپنی	″	کیا کہوں میں کہ میرا دھیان کہاں جاتا ہے
آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں	″	یہ نہ کہیئے کہ مدعا کہیئے
[2] دل میں عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے	″	ان حسینوں کی غضب نوک پلک ہوتی ہے
اس بہانے سے بہائے سرِ محفل آنسو	″	کہدیا اون سے کہ آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش رُبا	″	وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے
سہمے جاتے ہیں ڈرے جاتے ہیں وہ عاشق سے	″	کمسنی ہے ابھی اس سن میں جھجک ہوتی ہے
جس نے سونگھی ہے وہ خوشبو کوئی اوس سے پوچھے	″	باسی ہاروں کے جو پھولوں میں مہک ہوتی ہے
سادہ دل ہیں جو انہیں آئینہ رُو کہتے ہیں	″	آئینہ میں کہیں بجلی کی چمک ہوتی ہے؟
اس نزاکت پہ سنے کیا وہ کسی کی فریاد	″	غنچہ چٹکا تو کہا سر میں دھمک ہوتی ہے
[3] روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے	″	مے اُڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے
بعدِ مردن بھی تعلق ہے یہ میخانے سے	″	میرے حصہ کی چھلک جاتی ہے پیمانے سے
[4] یہ خاموشی تری اے دلربا کچھ اور کہتی ہے	″	ادا کچھ اور کہتی ہے حیا کچھ اور کہتی ہے
سُنوں کس کس کی میں یارب یقین کس کس کا ہو مجھکو	″	کہ قاصد کا بیان کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے
بعد میرے کیوں نوید وصل یار آنے کو تھی	″	وہ چمن ہی مٹ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی
نہ سمجھا عمر گذری اوس بتِ خودسر کو سمجھاتے	″	پگل کر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے
شبِ فرقت تڑپنا داغ کا دیکھا نہیں جاتا	″	گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے
[5] مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	″	زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
شکایت حکایت ہی میں رات گذری	″	رہے تذکرے درمیاں کیسے کیسے
اطاعت میں اغیار خامی کریں گے	″	ہمیں بندہ پرور، غلامی کریں گے
اس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے	″	یہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

[1] راسخ ۱۳۲ ۔ (فغان ۱۸۸ بہ تبدیل قافیہ) [2] شایق ۱۵۵ ۔ جلال ۸۴ ۔ [3] وزیر ۲۴۶ ۔ اکبر ۴۷ ۔
[4] آزاد ۵۵ ۔ [5] امیر ۳۶ ۔ آتش ۲۲ (رند ۱۳۰ بہ تبدیل قافیہ)

وہ آئے خندہ پیشانی کہیں سے[1]	داغ	تبسم ہے عیاں چینِ جبیں سے
بڑا مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ[2]	"	وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

۲ شعر

دہقانی ۱۶۰

۱۷۷۷-افزون

چھلک رہا ہے تبسم سے اک حسین گمان[3]	دہقانی	شکستِ توبہ کے انداز پائے جاتے ہیں
خدا کا گھر جسے کہتے ہیں وہ ہے میرا دل	"	کہ جس میں سینکڑوں عالم سمائے جاتے ہیں

۳-شعر

دلؔ شاہجہاں پوری ۱۶۱

۱۷۸۰-افزون

پامالِ دل کے ذرے عالم پہ چھا رہے ہیں	دلؔ	سب سے الگ یہ اپنی دنیا بسا رہے ہیں
سجدوں سے مدعا ہے کب آستاں پرستی	"	ناصح مقدر اپنا ہم آزما رہے ہیں
گو لطفِ سیرِ گلشن اک خواب ہو چکا ہے	"	میری نظر میں اب تک وہ مسکرا رہے ہیں

۱-شعر

نواب بشیر جنگ دلؔ حیدرآبادی ۱۶۲

۱۷۸۱-افزون

زندگی ہائے ایسے بیکس کی	دل	جس کا کوئی نہ ہو زمانے میں

ملک الشعراء خاقانیٔ ہند

ذوقؔ ۱۶۳

شیخ محمد ابراہیم دہلوی

۱۰۰ شعر

۱۸۸۱-افزون

[1] میر-۲۱- عزیز ۱۷۴- امیر ۳۷- جلال ۸۳ [2] اکبر ۷۰- ۵۳ بہزاد ۲۳- ۷۶- جگر ۸۹-

جنت[1] ہے زندگی میں زمانہ شباب کا	ذوق	پیری ہے پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا
یوں لائے واں سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈ ھکر	″	دیکھا جہاں پڑا کوئی تنکا اُٹھا لیا
زاہد، شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	″	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا
میرے طالع میں ہے کیا کام اے گردوں ستارے کا	″	چمک جانا ہے کافی آتشِ غم کے شرارے کا
لکھئے اوسے خط میں کہ "ستم اُٹھ نہیں سکتا"	″	پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اُٹھ نہیں سکتا
آتا ہوں تری تیغ کا شرمندۂ احساں	″	سر میرا ترے سر کی قسم اُٹھ نہیں سکتا
کیوں[2] کہہ کے مُکرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا	″	کہہ جو تجھے کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ذوق کے مرنے کی سُن کر پہلے وہ کچھ رُک گئے	″	پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر "اچھا ہوا"
مذکور[3] تری بزم میں کس کا نہیں آتا	″	پر ذکر ہمارا "نہیں آتا نہیں آتا"
قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	″	ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا
گر[4] پڑا آگ میں پروانہ دمِ گرمیٔ شوق	″	سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ "جل جاؤں گا"
کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	″	جو خود ہی مر رہا ہو اوس کو گر مارا تو کیا مارا!
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں	″	اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا!
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	″	آرام میں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا
نام[5] منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا	″	پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا
سُرمۂ چشمِ عزیزاں نہ بنا میں اے چرخ	″	کیا بنا خاک، "غبارِ دلِ احباب بنا"
تو اگر آپ کو دیکھے تو میری آنکھ سے دیکھ	″	اپنا آئینہ میرا دیدۂ پُر آب بنا
آہ کے ساتھ جو نکلا شررِ آتشِ دل	″	چرخ پر جا کے وہ خورشیدِ جہاں تاب بنا
نام یوں پستی میں بالاتر ہمارا ہو گیا	″	جس طرح پانی کنوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا
ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو برا	″	تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا
اے جواں بخت "مبارک تجھے سر پہ سہرا"	″	آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا
تا بنے اور بنی میں رہے اخلاص بہم	″	گوندھئے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا

[1] آباد ۲۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - آتش ۲۰ - سودا ۱۳۷ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ - شمشیر ۱۵۵ - قانع ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - فہیم ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - [2] داغ ۱۱۲ - مومن ۲۱۴ - [3] امیر ۳۴ - سودا ۱۳۷ - داغ ۱۱۳ - مائل ۲۲۳ (اثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ)
[4] اسیر ۳۱ بہ تبدیل بحر - [5] اکبر ۱۳ - غالب ۱۸۰ - جلیل ۸۵ -

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جامِ شراب	ذوق	لب پہ توبہ ترے دل میں ہوسِ جامِ شراب
کل[1] لے گئے تھے تم جسے بیمارِ ہجراں چھوڑ کر	〃	چل بسا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑ کر
طفلِ اشک ایسا گرا دامانِ مژگاں چھوڑ کر	،	پھر نہ اُٹھا کوچۂ چاکِ گریباں چھوڑ کر
بلبل ہوں صحنِ باغ سے دُور اور شکستہ پر	〃	پروانہ ہوں چراغ سے دُور اور شکستہ پر
صفحۂ دہر پہ یک دل نہ ہوا ایک سے ایک	〃	دل کے دو حرف ہیں سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
پابند[2] جوں دُخاں ہیں پریشانیوں میں ہم	〃	یارب ہیں کس کی زلف کے زندانیوں میں ہم
ہوتی نہ یادِ زلف تو خطِ شکستہ میں	〃	لکھتے "الف" خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم
زنجیر میں بھی نالۂ زنجیر کی طرح	〃	جوشِ جنوں سے رہتے ہیں جولانیوں میں ہم
پاکوبیوں کو مژدہ ہو زنداں کو ہو نوید	〃	پھر ہیں جنوں کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم
دکھلائیں روزِ حشر کو بین السطور سے	〃	اپنے سیاہ نامہ کی طولانیوں میں ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا	〃	جوں خطِ سرنوشت ہیں پیشانیوں میں ہم
خط[3] پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں	〃	کیا جانے لکھ دیا اُسے کیا اضطراب میں
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	〃	واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں
گذرتی عمر ہے یوں دَورِ آسمانی میں	〃	کہ جیسے جائے کوئی کشتیٔ دُخانی میں
رکاؤ خوب نہیں طبع کی روانی میں	〃	کہ بُو فساد کی آتی ہے بند پانی میں
احسان ناخدا کا اُٹھائے میری بلا	〃	کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں
چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفا کاری میں	〃	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
ہم[4] اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	〃	وہ پہلے بزم میں دیکھیں کدھر کو دیکھتے ہیں؟
وہ روز ہم کو گذرتا ہے جیسے عید کا دن	〃	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر	〃	ہنرور اپنے ہی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں
وقتِ[5] پیری شباب کی باتیں	〃	ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں
دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو	〃	جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو

[1] آتش ۲۱ - شہیدی ۱۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - نصیر ۲۳۴ - نسیم ۲۳۶ - [2] جگر و ظہیر و مومن و حسرت ۸۹ - ۱۶۸ و ۲۱۵ و ۹۹ بہ تبدیل قافیہ
[3] اسیر ۳۲ - آباد ۲۴ - بحر ۶۸ - راسخ ۱۳۲ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ -
[4] غالب ۱۸۲ - [5] شاد ۱۵۱ بہ تبدیل قافیہ -

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	ذوق	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو	"	زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نمازِ اہلِ حیات	"	جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
عبث تم اپنی رکاوٹ سے منہ بناتے ہو	"	وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو	"	غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل	"	عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
اب زباں پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام	"	اگلے مکتوبوں میں کچھ رسمِ کتابت ہو تو ہو
کہے ایک جب سن لے انسان دو	"	کہ حق نے زبان ایک دی کان دو
لیتے ہیں ثمر، شاخِ ثمرور کو جھکا کر	"	جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ
نگہہ وہ ترک کہ جس کے نہیں جفا کی پناہ	"	اور اس کی آنکھ وہ کافر کہ بُت خدا کی پناہ
ترے کوچہ کو وہ بیمارِ غم دار الشفا سمجھے	"	اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے، جفا کو ہم وفا سمجھے	"	اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت کو خدا سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھو مجھ سے میرے دل کے زخموں کا	"	حسابِ دوستاں در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کل جہاں سے کہ اُٹھا لائے تھے احباب مجھے	"	لے چلا آج وہیں پھر دلِ بیتاب مجھے
رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے	"	مژدہ خارِ دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے
سر بوقتِ ذبح میرا اون کے زیرِ پائے ہے	"	یہ نصیب، "اللہ اکبر" لوٹنے کی جائے ہے
کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے	"	انسان وہ کیا نہ جو دلِ دلبر میں گھر کرے
الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے	"	کہ آج کوچے میں اس کے شورِ بایِّ ذنبٍ قُتِلَت ہے
بے محبت نہیں اے ذوق شکایت کے مزے	"	بے شکایت نہیں اے ذوق محبت کے مزے
تیغ تراوچھی پڑی اچھی گر پڑے ہم آپ سے	"	دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
واں ہلے ابرو یہاں گردن پہ پھیری ہم نے تیغ	"	بات کا ایما بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
اک صدمہ دردِ سر سے میری جان پر تو ہے	"	لیکن بلا سے، یار کے زانو پہ سر تو ہے

سلہ اسیر ۳۲ - ضامن ۱۶۳

کیا[1] غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے	ذوق	اُنکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے
حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدرِ وسعت	″	تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق	″	اوس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے؟
پاک رکھ اپنا دہن ذکرِ خدائے پاک سے	″	کم نہیں ہرگز زباں منہ میں ترے مسواک سے
مزے[2] جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے	″	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چُن چُن کے ہمکو توڑیں گے	″	تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بُو کرتے
نہیں[3] ثبات بلندیِ عز و شاں کے لئے	″	کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسماں کے لئے
نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کہ یہ شئے	″	عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لئے
وہ مول لیتے ہیں جس دم کوئی نئی تلوار	″	لگاتے پہلے مجھی پر ہیں امتحاں کے لئے
دشنام[4] ہو کہ وہ ترش ابرو ہزار دے	″	یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے
اے شمع تری عمرِ طبیعی ہے ایک رات	″	ہنس کر گذار یا اسے رو کر گزار دے
پشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی	″	جب قصدِ خوں کو آئے تو پہلے پکار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے	″	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے
سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے	″	کون پھرتا ہے یہ مُردار لئے پھرتی ہے
بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے	″	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے
دردِ دل سے لوٹتا ہوں کسکو میرا درد ہے	″	ہوں میں لفظِ درد جس پہلو سے اُلٹو درد ہے
الفت کا مزا جب کوئی مرجائے تو جانے	″	یہ دردِ سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جانے
گر درد[5] ہے کھونا دلِ مضطر سے کسی کے	″	پانی دو پلا گھول کے سر پہ سے کسی کے
یاس[6] کے آنے کا مقرر تھا صدا وہ دن کرے	″	جو تو مانگیگا وہی دونگا خدا وہ دن کرے
مثالِ[7] بدر جو حاصل ہوا کمال مجھے	″	گھٹا گھٹا کے فلک نے کیا ہلال مجھے
نگہ[8] کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی	″	چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
لحد کو چاہیئے یوں پیر پشت خم دیکھے	″	سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

۱ جلیل ۸۷ - ۲ اختر ۹۵ - ۳ اثیر ۳ - ظہیر ۱۶۹ - غالب ۱۸۳ - مومن ۲۱۷ - فاضل ۲۵۲ - ۴ عیش ۱۷۰ -
۵ نصیر ۲۲۵ - ۶ داغ ۱۱۸ -

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے	ذوق	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
یوں پھریں آشفتہ حال اہلِ کمال افسوس ہے	"	اے کمال افسوس ہے تجھ پر کمال افسوس ہے
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	"	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے	"	پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے
ہو عمرِ خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ	"	ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے
کھل کے گل تو کچھ بہارِ جانفزا دکھلا گئے	"	حسرت اون غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
ہم اور غیر اک جا دو تو ہم نہ ہوں گے	"	ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے	"	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی	"	جب یہ عاصی عرقِ شرم میں تر جائیں گے
تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق	"	ہے برا وہ ہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	"	کیوں برا کہنے سے اس کے تو برا جانتا ہے
کہتے ہیں ذوق آج جہاں سے گذر گیا	"	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

ردیف ا

نواب سید محمد خاں رند[۱۶۴]

۱۰۰ شعر

افزوں ۱-۱۹۸

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	رند	سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا
دیدِ لیلےٰ کے لئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور	"	میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا
اختیاری نہیں ہر بار بنے ایسی شکل	"	کھچ گیا صانعِ ایجاد سے نقشہ تیرا
تری رسوائی کے خونِ شہدا در پے ہیں	"	دامنِ یار، خدا ڈھاک لے پردا تیرا
آج مرجانے پہ راضی ہوں ترے سر کی قسم	"	ہو یقین مجھ کو اگر گور پہ آنا تیرا

۵ سودا ۱۳۹ - جلیل ۸۶ بہ تبدیل قافیہ) ۵ ظہیر ۱۶۸ - رونق ۱۳۵ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - فاضل ۱۹۲ - شوق ۱۵۵ کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ)

فلک کا جور و ستم اب نہیں سہا جاتا	رند	زمین کاش پھٹی جاتی میں سما جاتا
محیطِ دہر میں استادہ صورتِ کشتی	〃	دکھائی دیتا ہوں سب کو یہ ہوں چلا جاتا
کوئی یہ بڑھ کے میرے ساتھ والوں سے کہدے	〃	یہ ناتوان ہے پسِ قافلہ رہا جاتا
قریب آ گئے کیا اے جنوں بہار کے دن	〃	جو خود بخود ہے گریباں مرا پھٹا جاتا
ہماری آپکی بس آج سے ہنسی موقوف	〃	ذرا سی بات پہ غصہ ہے تم کو آ جاتا
وہ کروٹوں کا بدلنا تھا تاب و طاقت تک	〃	تیرے مریض سے اب تو نہیں ہلا جاتا
[۱] اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے سدا	〃	تو نے چراغِ گور بجھایا تو کیا ہوا
طریقِ عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا	〃	معینؔ و یاورؔ و ناصرؔ رہا خدا دل کا
دمِ اخیر ہے بیچارہ جاں بلب ہے آج	〃	معاف کیجئے!! اب تو کہا سنا دل کا
سکت [۲] کہاں جو کرے تیرا ناتواں فریاد	〃	اُسے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
گئیں جو حسرتِ دیدار لے کے دنیا سے	〃	کریں گی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	〃	پھرا تلاش میں میرے کہاں کہاں صیاد
دکھایا کنجِ قفس مجھ کو آب و دانے نے	〃	وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد
اداس دیکھ کے مجھ کو چمن دکھاتا ہے	〃	کئی برس میں ہوا ہے مزاجداں صیاد
[۳] ساقی نہیں شیشہ میں مے ہوشربا بند	〃	مینا میں کیا خضر نے یہ آبِ بقا بند
نکلے نہ کبھی دودِ جگر بے مددِ آہ	〃	بھرتا ہے دھنواں گھر میں جو ہوتی ہے ہوا بند
موقوف ہوئے نالۂ دل گور میں اے رند	〃	منزل پہ پہونچکر ہوئی آوازِ درا بند
[۴] چھوٹیں گے قبروں سے فوارے لہو کے قاتل	〃	جوش میں آئیگا خونِ شہدا میرے بعد
یاد رکھیئے گا مجھی تک ہیں یہ سارے نخرے	〃	بھول جاؤ گے یہ سب ناز و ادا میرے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے	〃	کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
[۵] پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر	〃	رہ گیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا عشق کا اعلیٰ ہو کر	〃	پھر وہی قطرہ کا قطرہ رہا دریا ہو کر

[۱] وزیر ۲۴۵ - [۲] مومن ۲۱۵ بہ تبدیل قافیہ - [۳] شایق ۱۵۴ - علوی ۱۷۱ - غالب ۱۸۰ - فاضل ۲۵۲ گویا ۲۰۴ - میر ۲۰۸ - معین ۲۲۵ - [۴] بحر ۶۷ - حفیظ ۱۰۰ - داغ ۱۱۴ (نسیم ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ)

خاکساری نے یہ ترکیب سمجھائی ہے مجھے	رند	چوم لے اوس کے قدم نقشِ کفِ پا ہو کر
[1] رات گزری مجھے پھرتے ہوے اندر باہر	//	کبھی دالاں میں بچھایا کبھی بستر باہر
یاد میں روئے کتابی کے ہُوا ہوں تشریح	//	ہیں رگیں جسم کی مثلِ خطِ مسطر باہر
قتل ہو کر بھی رہا خانۂ زنجیر سے اُنس	//	دھڑ تڑپ کر گیا زنداں میں رہا سر باہر
میں وہ مجرم ہوں جہنّم میں اگر جاؤں گا	//	اہلِ دوزخ بھی کہیں گے مجھے "باہر باہر"
[2] آپ کو سو بار سانچے میں اگر ڈھلوائے شمع	//	پر گدازی جسم کی تیرے کہاں سے لائے شمع
اور میں رازِ دنیا زِ عشق سے واقف نہیں	//	یہ تو دیکھا ہے سر پروانہ تھا اور پائے شمع
[3] ہے ایک پاؤں پہ استادہ سرو کیا باعث	//	رواں ہے کس لئے آبِ رواں نہیں معلوم
نہ کر مذمّتِ رندانِ خموش اے واعظ	//	وہ کس کے حال پہ ہے مہرباں نہیں معلوم
ہمیشہ رہتا ہے برگشتہ راستبازوں سے	//	خلاف ان سے ہے کیوں آسماں نہیں معلوم
مثالِ گردِ پسِ قافلہ ہوں سرگرداں	//	گیا کدھر کو میرا کارواں نہیں معلوم
حیف او عیسیٰ نفس تجھ کو خبر ملتی نہیں	//	نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہیں
غیر ممکن ہے کہ بے صندل لگائے دُور ہو	//	دردِ سر کی بھی دوا اے دردِ سر ملتی نہیں
دیکھئے جس بے ہنر کو آج مالامال ہے	//	کون کہتا ہے کہ دولت بے ہنر ملتی نہیں
نہ دکھا رشکِ مسیحا اوسے ہر بار آنکھیں	//	پھیر دیگا کوئی دم میں ترا بیمار آنکھیں
مالکِ نوبت و نشاں تھے جو کل	//	آج نوبت یہ ہے نشان نہیں
[4] ہے پھیرنا حلق پہ خنجر تجھے کیا یاد نہیں	//	کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلاد نہیں
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	//	مرغِ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں
مل رہے گا تجھے اک روز محبت کا صلہ	//	ہو نہ مایوس مشقت تیری برباد نہیں
[5] نہ ستا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں	//	اے شہِ حسن غریبوں کی دُعا لیتے ہیں
[6] بہار آئی کہاں اب رندِ دیوانہ گلستاں میں	//	لپیٹے منہ پڑا ہوگا کسی جانب بیاباں میں
دمِ تزئیں جو افشاں اوس نے چھڑکا اپنی زلفوں پر	//	نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستاں میں

[1] نسیم ۲۳۶ - ناسخ ۲۲۹ - [2] (شاداں ۱۵۰ - امیر ۳۵ - یقین ۲۵۰ - سودا ۱۳۸) بہ تبدیل قافیہ)
[3] آتش ۲۱ - جلیل ۸۵ - (شاد ۱۵۳ بہ تبدیل قافیہ) [4] اکبر ۵۷ - تاج ۷۹ - ظہیر ۱۹۸ - حالی ۱۷۶ - [5] بحر ۶۸
میر ۲۱۹ - [6] ناسخ ۲۳۰ - آباد ۲۴

دہانِ یار میں دیکھی زباں تو یہ خیال آیا	رند	کسی نے چھوڑ دی ہے لال مچھلی حوضِ کوثر میں
۱؎ متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں	”	جو ثوابت ہیں وہ اب چرخ کے سیارے ہیں
سُرمہ ہوتا ہے نگاہِ یار پہ بار اندنوں	”	ناتواں سے ناتواں ہے چشمِ بیمار اندنوں
۲؎ مشق کر مشق کہ تا لُطفِ سخن پیدا ہو	”	خود بخود شعر میں بیساختہ پن پیدا ہو
نیچی کر لیتے ہیں شرما کر دمِ گفتار آنکھ	”	بات بھی کرتے نہیں مجھ سے وہ کر کے چار آنکھ
آپ آ سکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی	”	بس یہی کہئے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا سبب آپ کے تشریف نہ لانے کا ہُوا	”	راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی
سانس دیکھی تنِ بسمل میں جو آتے جاتے	”	اور چرکا دیا جلاد نے جاتے جاتے
۳؎ سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے	”	"باغباں" جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے
۴؎ جہاں کے عیش و غمِ روزگار دیکھ چکے	”	جو دیکھنا تھا سو پروردگار؟ دیکھ چکے
جنوں نے خوب دکھائی بہارِ جیب و کنار	”	ہَوا میں اُڑتے ہوئے تار تار دیکھ چکے
نہ پہونچا ایک بھی ذرّہ تمہارے دامن تک	”	اُڑا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے
کلاہِ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابرو	”	قسم علیؓ کی کھچی ذوالفقار دیکھ چکے
۵؎ کان کھولے ہوئے گل گوش برآواز ہے آج	”	دردِ دل جو تجھے کہنا ہو سُنا لے بلبل
دام میں پھنس کے نکلنا ترا ناممکن ہے	”	تا بمقدور پر و بال ہلا لے بلبل
خداوندِ ارض و سما ایک ہے	”	قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے
برابر ہے اپنا وجود و عدم	”	ہماری بقا اور فنا ایک ہے
جنہیں کفر و الحاد کہتا ہے شیخ	”	فقط پھیر ہے راستہ ایک ہے
وعدے پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے	”	کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے
ہم آفتابِ بام ہیں یا ہیں چراغِ صبح	”	کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
رو کر کہا جو میں نے کہ مرتا ہوں میری جاں	”	ہنس کر دیا جواب کہ "پھر کیوں نہ مر گئے"
پھولے پھلے نہ آ کے گلستانِ دہر میں	”	ہم وہ شجر ہیں باغ سے جو بے ثمر گئے

۱؎ عاشق ۱۷۱ بتبدیل بحر۔ ۲؎ ناسخ ۲۳۱ بتبدیل قافیہ۔ ۳؎ امیر ۳۶۔ اکبر ۴۶۔ حالی ۹۶۔ جلال ۴۸۔ شاد ۱۵۱
۴؎ تلق ۱۹۵۔ ۵؎ امیر ۳۵۔ تلق ۱۹۴۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے	رند	گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے
بیڑیاں ہوگئیں منّت کی مرے حق میں جنوں	″	ہر برس پاؤں میں زنجیر پڑا کرتی ہے
ہجر کی رات کسی طور نہیں ٹلنے کی	″	توپ تا صبح قیامت بھی نہیں چلنے کی
ستم کیا کیا شب فرقت میں تو نے مجھ پہ توڑا ہے	″	سزا ہے تری اُو دل تجھ پہ جو کچھ ہو سو تھوڑا ہے
اُڑا یوں دھجیاں کر کے نہ تو میرے گریباں کو	″	جنوں کن دقتوں سے میں نے اک اک تار جوڑا ہے
لطف سے باغ جہاں میں صورت شبنم رہے	″	ایک ہی شب گو رہے لیکن گلوں میں ہم رہے
وہ میرے دم توڑنے کی سیر اگر دیکھا کریں	″	حشر تک زندہ رہوں پر نزع کا عالم رہے
کیا[1] ملا عرض مدعا کر کے	″	بات بھی کھوئی التجا کر کے
یوں نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام	″	لوگ کہتے ہیں بُرا تم کو انھیں چالوں سے
خدا[2] جانے لہو کس بے گنہ کا اس میں شامل ہے	″	ترے ہاتھوں کی مہندی سرخ ہے خون کبوتر سے
لباس شال و زربفت اہل دولت کو مبارک ہو	″	غریبوں کی بھی کٹ جائیگی سردی ایک چادر سے
قافلے[3] یاروں کے ہر روز چلے جاتے ہیں	″	بستی ان لوگوں کی آخر کہیں بستی ہوگی
یاد رکھ دیکھ کے دنیا کے نشیب اور فراز	″	اب بلندی ہے جہاں پھر وہیں پستی ہوگی
مجھ بلانوش کو تلچھٹ بھی ہے کافی ساقی	″	بھر دے چلو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی
جام جم چاہیئے رندوں کو نہ شاہی ساقی	″	سلطنت ہے ترے کوچہ کی گدائی ساقی
جام بھر بھر کے مئے ہوش ربا دے ساقی	″	آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی
مست کیا جانیں کدھر دیر ہے کعبہ ہے کہاں	″	عمر ساری تیری بھٹی میں گذاری ساقی
کوئی آفت تیرے میخانہ پہ آسکتی ہے؟	″	سب دعا گو ہیں یہ جتنے ہیں شرابی ساقی
ہیں یہ سارے جیتے جی کے واسطے	″	کون مرتا ہے کسی کے واسطے
بے کسی میرے لئے پیدا ہوئی	″	میں بنا ہوں بیکسی کے واسطے
ذرا[4] دیکھ عبرت سے سوتے ہیں غافل	″	مزاروں میں پہنے کفن کیسے کیسے
خدا نے بنائے ترے گیسوؤں میں	″	خم و پیچ و زلف و شکن کیسے کیسے

۱؎ نسیم ۲۳۷ - ۲؎ حیدر ۱۰۲ - جلیل ۸۷ - صفی ۱۶۱ - ۳؎ شاد ۱۵۱ - (جلیل ۸۷ بہ تبدیل بحر - ۴؎ ۱۲۸ تک ، رواں و داغ ۲۲ - ۳۶ - ۱۲۰ بہ تبدیل قافیہ)

رکھے نظر اوس کی عطا پر تو خطا سے پہلے	رند	خوف کو دخل نہ دے دلمیں رَجا سے پہلے
یوں نہ ٹھکراتے تھے تم گورِ غریباں کو کبھی	//	بچکے چلتے تھے مزارِ شہدا سے پہلے
اس طرح پھیل کے سوتے تھے شبِ وصل میں کب	//	ٹھڑے تھوڑے ہوئے جاتے تھے حیا سے پہلے
تھی نہ پامالیٔ عشاق تمہیں مدِ نظر	//	راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے
دیکھکر زار و زبون چھوڑ نہ مجھکو سگِ یار	//	لطف ان ہڈیوں کا پوچھ ہما سے پہلے
شباب باعثِ فسق و فجور ہوتا ہے	//	گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے
وہ بادہ نوش ہوں کہتے ہیں جسکو دریا نوش	//	جو خم چڑھاؤں تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے

۴ - شعر
۱۹۸۵ - افزون

میر علی اوسط رشک[۱۶۵]

کھول کر زلف کہا "اژدرِ موسیٰؑ کیا ہے"	رشک	ہاتھ چمکا کے وہ بولے "یدِ بیضا کیا ہے"
اٹھ گئے ہم سفرِ ہمنفساں سے پہلے	//	چمن اپنا ہوا پامالِ خزاں سے پہلے
آدمی وہ ہے جو انجام نہ بھولے اپنا	//	گور کی فکر ہو تعمیرِ مکاں سے پہلے
ذرا سے رنج میں ہم کو حلال کرتے ہو	//	اسی سے کہتے ہیں غصّہ حرام ہوتا ہے

۲ شعر
۱۹۸۷ - افزون

روش صدیقی[۱۶۶]

ہر چند جامِ مرگ بھی ہے راحت آفریں	روش	اے دردِ زندگی ترا درمان کچھ اور ہے
بیتابیٔ خرد ہے نہ بیتابیٔ جنون	//	اے دوست رازِ چاکِ گریبان کچھ اور ہے

۲ - شعر
۱۹۸۹ - افزون

سید آلِ رضا رضا (لکھنوی)[۱۶۷]

[۱۶۵] شجیع ۱۵۶ - ظفر ۱۶۷ - اعظم ۵۷ - اسد ۶۰ - [۱۶۶] حبیب ۹۸ - شجیع ۱۵۶ - ظفر ۱۶۷ - حالی ۹۶ - حفیظ ۱۰۱
رند ۱۳۱ - ظہیر ۱۶۹ اسمکیش ۲۲۴ (بہ تبدیل قافیہ)

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دل اگر کہنے میں ہوتا تو یہ دکھ کیوں سہتا	رضا	ہے بغل ہی میں میرے دشمن جانی افسوس
بس اب تو تم نے محبت کا لے لیا بدلہ	"	معاف کرنا جو تکلیف انتقام ہوئی

۱۳ - شعر — محمد عبد الرحمن راسخ (دہلوی) ۱۶۸
۲۰۰۲ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
مرنے والوں کا الٰہی کہیں پردہ ڈھک جائے	راسخ	دھجیاں ہو کے پڑے لاش پہ دامن ان کا
کچھ تم بھی بولتے ہو چلا کوڑیوں کے مول	"	نیلام کر رہا ہوں دل نا امید کا
بل[1] کی لینے لگیں زلفیں ترے رخساروں کی	"	سانپ کے منہ میں کبھی ہوں کبھی انگاروں پہ
چشم و ابرو کے شہیدوں کی دلا دیجئے نیاز	"	تیر کے ٹکڑوں پہ ٹوٹی ہوئی تلواروں پر
دم[2] نہیں جان نہیں حال نہیں تاب نہیں	"	درد پہلو سے اٹھے لیکے سہارا کس پر
کئے شباب میں جتنے گناہ عفو ہوئے	"	سنا ہے میں نے جوانی ہے خواب میں داخل
پرتو[3] فگن ہے عارض ساقی شراب میں	"	دو آفتاب ڈوبے ہیں اک آفتاب میں
گذری سیاہ کاری میں یارب تمام عمر	"	آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں
مجھ سے گناہگار کو دوزخ میں ڈال کر	"	دوزخ کو ڈال رکھا ہے ناحق عذاب میں
قیامت[4] کی ہے برپا آئینہ میں عکس کاکل نے	"	بلائیں لیتے جاتے ہیں پریشاں ہوتے جاتے ہیں
کس[5] کا وعدہ ہے میری جان کہاں جاتا ہے	"	تیرے صدقے تیرے قربان کہاں جاتا ہے
کوچۂ زلف سے روکا ہے یہ کہکر دل کو	"	بیٹھ کمبخت کہا مان کہاں جاتا ہے
خم کے خم پی کے بھی ہم نے تو نہ دیکھا زاہد	"	کس طرح جاتا ہے ایمان کہاں جاتا ہے

۱ - شعر — شیخ غلام علی راسخ (عظیم آبادی) ۱۶۹
۲۰۰۳ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
ہوئے ہیں ہم ضعیف اب دیدنی رونا ہمارا ہے	راسخ	پلک پر اپنی آنسو صبح پیری کا ستارہ ہے

[1] انیس ۲۷ - [2] داغ ۱۱۴ - [3] بحر ۶۸ - اسیر ۳۲ - آباد ۲۴ - شیفتہ ۱۴۹ - ذوق ۱۲۳ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ - [4] اکبر ۴۳ - بیخود ۴۷ - [5] داغ ۱۲۰ - (فغان ۱۸۸ بہ تبدیل قافیہ) -

رضوان [۱۷۰]

۴ - شعر
۲۰۰۶ - افزون

اتر آئیں نگاہیں جو بڑھیں سوئے محمدؐ	رضوان	دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روئے محمدؐ
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا	״	دیکھا جو کبھی آئینۂ روئے محمدؐ
خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی	״	پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے محمدؐ

سید بندہ رضا رضاؔ (بلگرامی) [۱۷۱]

۲ شعر
۲۰۰۸ - افزون

ہوئی ایذا میں راحت یہ ہے احسان دشمن جاں کا	رضاؔ	لب زخم جگر پر لی جو چٹکی لگ گیا [۱] ٹانکا
زلیخا نے تو رسوائی میں کچھ باقی نہ رکھا تھا	״	خدا پردہ نہ رکھ لیتا اگر یوسفؑ کے داماں کا

سید ریاض احمد ریاضؔ خیرآبادی [۱۷۲]

۱۲ - شعر
۲۰۲۰ - افزون

نہ آیا ہمیں عشق کرنا نہ آیا	ریاضؔ	مرے عمر بھر اور مرنا نہ آیا
ہیں پرانا ہوں ترا چاہنے والا اے دوست	״	وہ بھی جلوے میری آنکھوں میں ہیں جب طور نہ تھا
روگ تھا، آزار تھا، اچھا ہوا جاتا رہا	״	ایسے دل کا رنج کیا، جاتا رہا جاتا رہا
شرم ہے صبح شب وصل اور بھی دونی مگر	״	شام کو جو تھا وہ انداز حیا جاتا رہا
ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا	״	تم ہنس پڑے یہ وقت بھلا کیا ہنسی کا تھا
کھٹکتے ہیں نگاہ باغباں میں	״	جو ہیں دو چار تنکے آشیاں میں
کیا قیامت ہے میری قبر پہ وہ آتے ہیں	״	اپنے سایہ کو جو چلتے ہوئے ٹھکراتے ہیں
ڈر ہے کہ اس نے خون کسی کا کیا نہ ہو	״	اتنا بھی شوخ ہاتھ کا رنگ حنا نہ ہو
وہ بھی یہ چاہتے ہیں ٹھہر جائے دل ذرا	״	ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ناوک خطا نہ ہو

[۱] آباد ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - خلیل ۱۰۵ - قلق ۱۹۳ - منیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - تراب ۷۱ - داغ ۱۱۳
[۲] آباد ۲۳ - امیر ۳۴ - جلال ۸۳ - [۳] صفی ۱۶۱ - ضامن ۱۶۲ - وزیر ۲۴۶ - میر ۲۰۹ -

ہٹا دے آئینہ اُو بے ضرورت دیکھنے والے	ریاض	تجھے کیا حق ہے ہم ہیں اسکی صورت دیکھنے والے
کوئی گناہ نہ کرتے شراب ہی پیتے	″	یہ کیا کیا کہ گنہ تو کئے شراب نہ پی
رُخِ پُر نُور میں جگہ تھی کہاں	″	رکھنے والے کو دیکھئے تِل کے

۱- شعر رحمت اللہ خاں رحمت ۱۷۳
۲۰۲۱- افزون

[1] عکسِ ابر و مے رنگیں میں نہیں ہے ساقی	رحمت	مچھلیاں تیر رہی ہیں ترے پیمانے میں

۲- شعر امیر خاں رنگ ۱۷۴
۲۰۲۳- افزون

[2] وہ آئیں یا نہ آئیں موت کا آنا تو برحق ہے	رنگ	بہر صورت تجھے صحت دلِ بیمار ہوتی ہے
یہ ایوان و محل سب جیتے جی کے ہیں یقیں مانو	″	پسِ مُردن وہی دو گز زمیں درکار ہوتی ہے

۷ شعر غلام مصطفیٰ رسا ۱۷۵
۲۰۳۰- افزون

شعلہ دلِ پُر داغ کا آہوں سے ہوا تیز	رسا	یہ شمع جُلا کرتی ہے دامانِ ہوا میں
[3] وحشتِ صیاد و خوفِ باغباں رکھتے نہیں	″	ہم وہ بلبل ہیں چمن میں آشیاں رکھتے نہیں
جن کے دل گویا ہیں ان کے لب پہ ہی مہرِ سکوت	″	کہتے ہیں سب کچھ مگر منہ میں زباں رکھتے نہیں
وصل ہر چند ستمگر تجھے منظور نہیں	″	گر خدا چاہے تو وہ دن بھی کوئی دور نہیں
اس کو پی جائے یہ ہر ایک کا مقدور نہیں	″	بادۂ عشق ہے یہ بادۂ انگور نہیں
[4] سب خوبیاں ہیں قدر شناسی پہ منحصر	″	اچھا وہی ہے آپ بس اچھا کہیں جسے
[5] کیا چڑھاؤ گے میری تربت پہ پھول	″	خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

[1] شہیدی ۱۵۰- ماجد حسن ۲۲۳- ناسخ ۲۳۱۔ [2] ناظم ۲۴۲- [3] انیس ۲۷ بہ تبدیل قافیہ۔
[4] جوش ۹۲- اختر ۵۲- اصغر ۵۳- ساحر ۱۲۹- غالب ۱۸۶- [5] اکبر ۴۵- جلیل ۸۶-

۲- شعر — رونق [۱۷۶]
۲۰۳۲- افزون

عفو ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری[۱]	رونق	داورِ حشر کو دُونگا میں حوالا تیرا
بے خبر جلد میری ناز سے سونے والے	”	ہو گیا فرش زمیں چاہنے والا تیرا

۱- شعر — محمد عبد الرزاق راشد بی سی ایس حیدرآبادی [۱۷۷]
۲۰۳۳- افزون

ازل سے اوس کی مشقِ طاقتِ تیر آزمائی کو	راشد	بہ تعمیر سُویدا بھی ضرورت اک نشانہ کی

۱- شعر — سعادت یار خان رنگین (دہلوی) [۱۷۸]
۲۰۳۴- افزون

کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رات دن مجھکو	رنگین	اُسے بھی ایک دن تم جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

۵- شعر — نواب عباس یار جنگ رشید (حیدرآبادی) [۱۷۹]
۲۰۳۹- افزون

آپ کرتے ہیں وفا مجھ سے جفاؤں کے عوض	رشید	اس نئے انداز سے مجھکو نہ رُسوا کیجئے
بہار آئے[۲] وہ عبرت فزا سماں نہ رہے	”	وہ مُسکرائیں تو دَورِ خزاں، خزاں نہ رہے
ہوا امتیازِ بہار و خزاں اُسے کیونکر	”	وہ بدنصیب، جسے پاسِ آشیاں نہ رہے
بلند اتنا تو معیارِ زندگی ہو جائے	”	عدو بھی ہم سے کبھی دل میں بدگماں نہ رہے
جوشِ وحشت نے کہا بڑھ کے یہ دیوانوں سے	”	”فصلِ گل آ گئی“ ہشیار گریبانوں سے“

۳ شعر — حکیم ست گرو پرشاد رہبر (حیدرآبادی) [۱۸۰]
۲۰۴۲- افزون

زلف[۳] میں سے رُخِ زیبا نظر آتا ہے مجھے	رہبر	ابر سے چاند نکلتا نظر آتا ہے مجھے
کبھی شوخیٔ نگہ، اور کبھی تمکینِ حیا	”	ان کی آنکھوں میں تماشا نظر آتا ہے مجھے
خواب میں دستِ حنائی کی جھلک دیکھی ہے	”	خونِ ارمان کا ہوتا نظر آتا ہے مجھے

[۱] رند ۱۲۶- شوق ۱۵۵- ظہیر ۱۶۸- عاشق ۱۷۱- فاضل ۱۹۲- (کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ) وطن ۲۴۷-
[۲] اخر ۵۳- اسد ۵۶- آباد ۶۲- سعید ۱۴۴- سرور ۱۴۸- علی ۱۷۸- عابد ۱۷۸- مونس ۲۳۹- حیدر ۱۰۲- حامد ۱۷۸-
[۳] حیدر ۱۰۲- عالی ۱۷۶- علی ۱۷۸- عاجز ۱۷۸- مونس ۲۲۹- آباد ۶۲- اثر ۵۳- مزاج ۲۲۷- عاجز ۱۷۸- سعد ۱۴۵-

ردیف ز

مظہر علی زآر [181]

۲ - شعر
۲۰۴۴ - افزون

چھوٹ جاؤں غم سے ہردم کے جو نکلے دم کہیں	زآر	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں
لیجاؤگے تم اُس کی گلی سے یہاں مجھے	″	آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے

زآر [182]

۱ شعر
۲۰۴۵ - افزون

ہم تو پڑھ لیتے ہیں منہ تیری طرف کرکے نماز	″	نہیں معلوم کہ کعبہ بھی ادھر ہے کہ نہیں

سیّد غلام محمد زعم (حیدرآبادی) [183]

۲ شعر
۲۰۴۷ - افزون

اِس دل کے عوض اور کوئی دل مجھے دیدے	زعم	بندوں پہ الٰہی تیرے احسان بہت ہیں
قیس نے نالہ اگر منہ سے نکالا ہی نہیں	″	اتنی پہ بھر ہے چلن لیلےٰ کس لئے محمل میں ہے

سیّد علی احمد زیرک (قنوجی) [184]

۷ شعر
۲۰۵۴ - افزون

درِ حضرت پہ جبہ سائی ہے	زیرک	خوب تقدیر کی بن آئی ہے
دُور ملکِ عرب قضا نزدیک	″	نارسائی سی نارسائی ہے
گریۂ ہجرِ شاہ کے صدقے	″	فردِ عصیاں دُھلی دُھلائی ہے
وہ انوکھا گناہگار ہوں میں	″	میرے لینے کو رحمت آئی ہے
دلِ ہلا دیتا ہے افتادِ محبت کا خیال	″	یاد آجاتی ہیں اگلی ٹھوکریں کھائی ہوئی

۱ نظیر ۲۳۸ - ۲ درد ۱۰۹ - ۳ اوباش ۲۹ (سودا ۱۲۸ بہ تبدیل قافیہ) ۴ امیر ۱۳۱ بہ تبدیل قافیہ)

اور کیا ہوتا حسینوں کی محبت کا مآل	نیرنگ	دل کا دل کھو بیٹھے رسوائی کی رسوائی ہوئی
لاش بلبل کی دھری ہے دفن کو گلزار میں	"	چادر موج شمیم گل سے کفنائی ہوئی

ردیف س

مرزا محمد رفیع سودا ۱۸۵ھ

۵۵ شعر
۲۱۰۹ - افزون

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کے اپنا جو نکالا	سودا	سو حضرت دل "سلمہ اللہ تعالیٰ"
ٹوٹے[1] تری نگہ سے اگر دل حباب کا	"	پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا
موج آتش ہے سیل آنکھوں میں	"	شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا	"	نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا
اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن	"	جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ	"	دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا؟
دکھاؤں گا تجھے زاہد اس آفت دیں کو	"	خلل دماغ میں ترے ہے پارسائی کا
قطرۂ[2] اشک ہوں پیارے میرے نظارے سے	"	کیوں خفا ہوتے پل مارتے ڈھل جاؤنگا
لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں	"	رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤں گا
جو گذری مجھ پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا	"	بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
اب تلک اشک کا طوفاں نہ ہوا تھا سو ہوا	"	تجھ سے اے دیدۂ گریاں نہ ہوا تھا سو ہوا
دامن[3] صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	"	پہونچے کب اوس کو ہاتھ ہمارے غبار کا
نہیں ہلال فلک پر مہ محرم کا	"	چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا
زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا	"	جاری رہتا ہے میری چشم سے ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب	"	چشم زخم اوس سے زمانہ میں رہے دور سدا

[1] آتش ۳۰ - آباد ۲۳ - امانت ۳۵ - داغ ۱۱۲ - ذوق ۱۲۲ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۹ - منیر ۲۱۸ - کیفی ۲۰۱ - شمشیر ۱۵۵ - ناسخ ۲۲۹ -
[2] امیر ۳۴ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۳ - مائل ۲۲۳ - (اختر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ)
[3] امیر ۳۴ - جلیل ۸۵ - شکرا ۱۰۱ - ضامن ۱۶۳ - قلق ۱۹۲ - مصحفی ۲۱۱ - نصیر ۲۳۳ - وفا ۲۴۷ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
ہے انھیں شوق کسو دل کے لہو پینے کا	سودا	دیکھتا ہوں تری آنکھوں کو میں مخمور سدا
ہوا[۱] ہے داغ میرا دل انار کے مانند	”	جھڑے ہے آنکھ سے آنسو شرار کے مانند
ہر ایک پاٹ ہے دامن کا تختہ گلزار[۲]	”	رواں ہے چشم سے خوں آبشار کے مانند
صدا نہ دل سے ہوئی دیکھکر یہ سرنگوں چشم	”	تری نگاہ سے ٹوٹا خمار کے مانند
ہوئی ہے عمر کہ ہم لگ رہے ہیں دامن سے	”	جھٹک نہ دیجیو پیارے غبار کے مانند
اشک[۳] کے قطرہ سے نیساں کا اثر رکھتی ہے شمع	”	سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہے شمع
کون ہے میرا بجز پروانہ مرغ نامہ بر	”	شرح سے مکتوب کے میرے خبر رکھتی ہے شمع
غیر[۴] کے پاس یہ اپنا ہی گمان ہے کہ نہیں	”	جلوہ گر ورنہ میرا یار کہاں ہے کہ نہیں
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں	”	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
ہم سا تجھے تو ایک نہیں تجھ سے ہیں کئی	”	جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانے میں
کسی کی مرگ پر اے دل نہ کیجیو چشم تر ہرگز	”	بہت سا روئے ان کو جو اس جینے پہ مرتے ہیں
خانۂ دل کہ ہو خوں ہونے کا آئین جسمیں	”	ہے وہ اک بیت کہ سو معنی ہیں رنگیں جسمیں
وہ خط اوس روئے کتابی پہ بہم پہونچا ہے	”	سینکڑوں مشق ستم کے ہیں مضامین جسمیں
جی[۵] تک تو دیجے لے لوں جو ہو کارگر کہیں	”	اے آہ کیا کروں نہیں رکھتا اثر کہیں
عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو میں جانوں	”	بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
نہ اندیشے کرو پیارے کہ شب ہے وصل کی تھوڑی	”	تم اپنی زلف کو کھولو سحر ہووے تو میں جانوں
کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا	”	ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
خوبوں میں دلدہی کی روش کم بہت ہے یاں	”	خواہان جاں جو چاہو تو عالم بہت ہے یاں
چشم ہوس اٹھائے تماشے سے جوں حباب	”	نادیدنی کی دید، بس اک دم بہت ہے یاں
اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	”	قسمت میں جو لکھا ہے الہی شتاب ہو
جس[۶] روز کسی اور پہ بیداد کروگے	”	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
ہر ایک شئے میں سمجھ تو ظہور کس کا ہے	”	شرر میں روشنی شعلہ میں نور کس کا ہے

۱ قدر و ولی ۱۹۷ و ۲۴۴ بہ تبدیل قافیہ - ۲ رند و امیر و یقین و شاد ۱۲۵ - ۳۵ - ۲۵۰ - ۱۵۰ بہ تبدیل قافیہ۔
۳ اوباش و زار ۲۹ و ۱۳۶ بہ تبدیل قافیہ - ۴ کیفی ۲۰۲ - ۵ حسرت ۹۷ - ۶ تیر ۲۱۰ -

عشرت[1] سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے	سودا	ترے قدم کو چھوڑ سکے، یہ نہ ہو سکے
میری آنکھوں میں تو رہتا ہے مجھکو کیوں رلاتا ہے	"	سمجھکر دیکھ تو اپنا بھی کوئی گھر ڈوباتا ہے؟
عیاں ہے شوق ملنے کا میرے نامہ کے کاغذ سے	"	کہ جب کھولے ہے تو اس کو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے
بدلہ[2] ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے	"	اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
گر ہو شراب، و خلوت و معشوقِ خوبرو،	"	زاہد، تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
افعی کو یہ طاقت ہے کہ اوس سے بسر آئے؟	"	وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آئے
گویا دلِ عاشق بھی ہے اک فیل سیہ مست	"	رکتا نہیں روکے سے کسو کے جدھر آئے
سب سے کہے دیتا ہوں یہ کہدیں کہ پھر آنا	"	بالیں پہ میری شورِ قیامت اگر آئے
اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی چلے گئے	"	پھر پھر گل آچکے، پہ صنم تم بھلے گئے
رستم سے بھلا کہ تو، سر تیغ تلے دھرے	"	"پیارے" یہ ہمیں سے ہو "ہر کارے و ہر مردے"
جب[3] اس چمن سے چھوڑ کے ہم آشیاں چلے	"	اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا "کہاں چلے"
غافل؟ ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر	"	کر خوف ایسی آہ سے جو بے کماں چلے
جرم کے عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے	"	بے گنہ رہنے سے تقصیر بہت اچھی ہے
لیکے کعبہ سے کیا سیر میں میخانہ تک	"	خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہے
سودا کی جو بالیں پہ گیا شورِ قیامت	"	خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	"	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
یہ چمن یونہی رہیگا اور ہزاروں جانور	"	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	"	سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

سوز ۱۸۶

۹ شعر

۲۱۱۸ - افزوں

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا	سوز	بجائے مدِ بسم اللہ مدِ آہ میں لکھتا

۱ درد ۱۰۹ بہ تبدیل قافیہ۔ ۲ سدرشن ۱۴۶۔ فانی ۱۹۱ معین الدین ۲۲۱۔ ۳ مصحفی ۲۱۳۔ ۴ جلیل ۸۶۔ (ذوق ۱۲۹ بہ تبدیل قافیہ)۔

عاشق ہوا اسیر ہوا مبتلا ہوا	سوز	کیا جانئے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا
نہ لگے دردِ جدائی کو قیامت کا رنج	″	روزِ محشر کو نہ میری شبِ ہجراں سے ملا
کم نہیں ہوتا غبارِ خاطرِ جاناں ہنوز	″	خاک سے میری جھٹکتا ہے کھڑا داماں ہنوز
یوں کھب رہا ہے گل کے کلیجہ میں خار حیف	″	جیتی ہے عندلیب تو ابتک ہزار حیف
اوئے تو بس نہیں چلتا ہے رقیبوں کا ولے	″	سوز کے نام کو لکھ لکھ کے مٹا دیتے ہیں
امیدِ وصل جز طمعِ خام کچھ نہیں	″	ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں
کہوں اک بات میں تجھ سے اگر جی کی اماں پاؤں	″	مجھے قربان ہونے دے ترے قربان ہو جاؤں
مثلِ نے ہر استخواں میں سوز کی آواز ہے	″	کچھ نہیں معلوم یا رب سوز ہے یا ساز ہے

۴ شعر — سراج الدین دکنی سراج [۱۸۷]

۲۱۲۲ - افزون

اگرچہ بار ہے میرے سلام ہونے کا	سراج	کہاں ہے تاب مجھے ہمکلام ہونے کا
شربتِ زندگی اُسے ہے تلخ	″	جس نے پایا مزا جدائی کا
ڈوری نہیں ہے سرخ تری چشمِ مست میں	″	شاید چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا
وہ ظالم مجھکو جلتا دیکھکر اتنا نہیں کہتا	″	کہ کیا ثابت قدم ہے کیوں نہ ہو آخر سراج اپنا

۵ - شعر — رجب علی سرور [۱۸۸]

۲۱۲۷ - افزون

سراسر دل دُکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو [۱]	سرور	پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانے کا
لازم ہے سوزِ عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو [۲]	″	جل بجھئے اس طرح سے کہ پیدا دھواں نہ ہو
گلُ خندہ زن ہے چہچہے کرتی ہے عندلیب	″	پھولی ہوئی چمن میں کہیں زعفراں نہ ہو
دورنگی زمانہ کی مشہور ہے	″	کہیں سایہ ہے اور کہیں نور ہے

[۱] قدر ۱۹۷ (مومن ۲۱۵ بہ تبدیلِ قافیہ) - [۲] مومن ۲۱۶ -

بِلّٰہِ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	سودا	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

۲ شعر

میر محمد سجاد سجاد ۱۸۹

۲۱۲۹ - افزون

یعقوبؑ کے جب عشق پڑا سر پہ ٹوٹ کر	سجاد	آنکھوں نے اوسکی رو دیا آخر کو پھوٹ کر
ماہرو بن یہ شمع محفل میں	؍؍	جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

۳ - شعر

سالک ۱۹۰

۲۱۳۲ - افزوں

احباب عیادت کو میری آئے ہوئے ہیں	سالک	پر حال کچھ ایسا ہے کہ گھبرائے ہوئے ہیں
انکار ہم آغوشئ اغیار بجا ہے	؍؍	گل میرے ہی بستر کے تو کمھلائے ہوئے ہیں؟
تنگدستی اگر نہ ہو سالک	؍؍	تندرستی ہزار نعمت ہے

۲ - شعر

سعدی ۱۹۱

۲۱۳۴ - افزون

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	سعدی	رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ
نبھے کیونکر ہمارا اوس پری پیکر سے یارانہ	؍؍	وہ بے پروا میں سودائی وہ سنگیں دل میں دیوانہ

۲ - شعر

سکندر ۱۹۲

۲۱۳۶ - افزون

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارہ مارا	سکندر	جس کے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
ہم نے پھینکی تھی کلی اوس کے طرف لالہ کی	؍؍	اوس نے شوخی سے ہمیں پھول ہزارا مارا

۱۵ امیر ۳۶ - جلیلی ۸۸ ۔ ۱۵ جلال ۸۳ -

۲- شعر
۱۳۸-۲۱-افزون

پروفیسر وحید الدین سلیم [۱۹۳]

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ دوم
چشمۂ آب ہو تم سوتے ہو کیوں زیرِ زمین	سلیم	سنگِ خارا کے شگافوں سے اُبلنا سیکھو
آنچ سے رنج و مصیبت کی نہ کچھ خوف کرو	رر	موم کی طرح سے ہر سانچہ میں ڈھلنا سیکھو

۲۰ شعر
۱۵۸-۲۱-۱ افزون

منشی درگا سہائے سرور جہاں آبادی [۱۹۴]

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ دوم
کسی مستِ خواب کا ہے عبث انتظار سوجا	سرور	کہ گذر گئی شب آدھی دلِ بیقرار سوجا
یہ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا کے سرد جھونکے	رر	تجھے دے رہے ہیں لوری مرے غمگسار سوجا
یہ تری صدائے نالہ مجھے متّہم نہ کر دے	رر	مرے پردہ دار سوجا مرے راز دار سوجا
نہ تڑپ زمین پہ ظالم تجھے گود میں اٹھالوں	رر	تجھے سینہ سے لگالوں تجھے کرلوں پیار سوجا
سکوتِ شام میں ہے جلوۂ بہارِ شفق	رر	کنول کے پھول ہیں یا زینتِ کنارِ شفق
کہاں وہ ذوقِ تماشا کہاں وہ ابرِ بہار	رر	لہو کی بوند ہے اک دل میں یادگارِ شفق
شباب ہٹ، کہ میں طفلی کی نیند سوجاؤں	رر	"نسیم" دے مجھے لوری لبِ کنارِ شفق
رُلا نہ خوں مرے بچپن کو کھیل لینے دے	رر	ابھی سے شامِ جوانی نہ کر فشارِ شفق
وہ آنکھ ہوں کہ ہوں خونابہ ریزِ رنگِ نشاط	رر	وہ زخم ہوں مرے پہلو میں ہے مزارِ شفق
میں بزمِ دہر میں ہوں وہ حیرت طرازِ عشق	رر	ٹکڑے دل و جگر کے ہیں آئینہ سازِ عشق
رسوا چمن میں شاہدِ گل ہو نہ عندلیب	رر	اے تنگ حوصلہ نہ کر افشائے رازِ عشق
ہر آئینہ میں عکس ہے اس کے جمال کا	رر	اہلِ نظر ہے شرط مگر امتیازِ عشق
سنتا ہوں بامِ یار کا پایہ بلند ہے	رر	گردوں پہ پھینکتا ہوں کمندِ درازِ عشق
میں بھی تپش فروش ہوں پروانہ بزم میں	رر	لیکن ہے ضبط مانعِ افشائے رازِ عشق
لگا رہا ہے حنا کون ترے ہاتھوں میں		رُلا رہی ہے مجھے خونِ آرزو تیری

مصرع	شاعر	مصرع
کبھی ہے قصد حرم کا کبھی ہے عزم کنشت	سُرُور	کشاں کشاں لئے پھرتی ہے جستجو تیری
مَسَل سمجھ کے دلِ درد مند کو میرے	"	کہ اس میں رہتی ہے "بیدرد" آرزو تیری
شباب جوش پر آیا پری جمالوں کا	"	پڑی نگاہ میں تمکیں حیا کے دن آئے
بتوں نے ہاتھوں میں مہندی لگائی ساون کی	"	شہید چونک اٹھے خونبہا کے دن آئے
"نسیم" چوم کے کہتی ہے منہ شگوفوں کا	"	مئے نشاطِ تبسم فزا کے دن آئے

۳ شعر — سائل دہلوی[۱۹۵]

۲۱۶۱ - افزون

مصرع	شاعر	مصرع
زیادہ خوفِ رسوائی نہیں ہے سوزِ پنہاں میں	سائل	دھواں ہوتا ہے لیکن کم چراغِ زیرِ داماں میں
ہمیشہ پی کے مے جام و صراحی توڑ دیتا ہوں	"	نہ میرا دل ترستا ہے نہ فرق آتا ہے ایماں میں
یہاں تک تو نبھایا میں نے ترکِ مے پرستی کو	"	کہ پینے کو اٹھالی اور لی انگڑائیاں رکھدی

۵ شعر — عاشق حسین رحؒ سیماب اکبرآبادی[۱۹۶]

۲۱۶۶ - افزون

مصرع	شاعر	مصرع
نمودِ گل سے خاکِ گل تک اک دنیا بدلتی ہے[له]	سیماب	شمارِ انقلاباتِ گلستاں ہو نہیں سکتا
مذاقِ ضبط و قیدِ جبر سے مجبور ہوں اتنا	"	کہ باوصفِ پریشانی پریشاں ہو نہیں سکتا
ہے غارتِ چمن میں یقیناً کسی کا ہاتھ[له]	"	شاخوں پہ انگلیوں کے نشاں دیکھتا ہوں میں
سعیِ آزادی بھی آزادی کی اک توہین ہے	"	مجھ کو فطرت کی طرح آزاد ہونا چاہیئے
ہم تو آزادی میں اس دستور کے پابند ہیں	"	حلقۂ زنجیر بھی آزاد ہونا چاہیئے

۱۲ - شعر — میر لیاقت علی رحؒ سیف (حیدرآبادی)[۱۹۷]

۲۱۷۸ - افزون

له داغ ۱۱۲ و ظہیر ۱۶۸ و چکبست ۹۳ بہ تبدیل قافیہ۔ له امن ۵۴ ۔ جگر ۹۵ و ۹۰ ۔ حفیظ ۱۰۱ ۔ ساز ۲۵ ۔ احمد جلد ۲ نمبر ۱
شہید ۱۵۷ بہ تبدیل قافیہ ۔

آنکھوں کو ان کی دورو نے دل کا پتہ دیا — سیفؔ
چوروں سے مل کے بھیدی نے سب گھر لٹا دیا

جاگے نہ تابہ حشر کبھی خفتگانِ خاک — ؍؍
کس کا فسانہ کہہ کے اجل نے سلا دیا

پھرتے ہیں اے دل تو پھرنے دے تلاشِ زر میں پاؤں — ؍؍
راہ پر آجائیں گے خود ایک دو ٹھوکر میں پاؤں

گر یوں ہی پھیلائے وحشت نے دلِ مضطر میں پاؤں — ؍؍
رہ چکے آرام سے بس ٹک چکے اب گھر میں پاؤں؟

ٹھان کر نکلا ہوں جی میں اب نہ رکھوں گھر میں پاؤں — ؍؍
ٹوٹ کر رہ جائیں یارب کوچۂ دلبر میں پاؤں

آرزوئیں کہتی ہیں مجھ کو کفن میں دیکھکر — ؍؍
سوئے اب چین سے پھیلا کے اس چادر میں پاؤں

اے ہوس کبتک تلاشِ دولتِ دنیا تجھے — ؍؍
پھرتے پھرتے تھک گئے کمبخت دنیا بھر میں پاؤں

ہوں غلامِ ساقیٔ کوثر [2] پیوں گا خم کے خم — ؍؍
سیفؔ کیا لغزش کریں گے ایک دو ساغر میں پاؤں

دل شگفتہ نہ ہوا بعدِ فنا بھی اپنا — ؍؍
پھول تربت پہ ہیں دامانِ کفن خالی ہے

بتکدوں میں جو ترے حسن کے جلوے دیکھیں — ؍؍
انگلیاں بت بھی اٹھائیں کہ خدا برحق ہے

بال کیا اوس نے سرِ راہ گذر کھول دئیے — ؍؍
طائرِ ظلم کے صیاد نے پر کھول دے

ہاتھ رکھا نہیں سینہ پہ تسلی کے لئے — ؍؍
اور ظالم نے مرے زخمِ جگر کھول دئے

۱۱ شعر — نواب تراب یار جنگ سعیدؔ رض (حیدرآبادی) ۱۹۸
۲۱۸۹ - (افزون

[1] دیکھا گیا نہ آپ سے "یہ اور بات ہے" — سعیدؔ
بسمل کا حال دید کے قابل ضرور تھا

[2] خدا کا شکر ہے آنسو ٹپک پڑتے ہیں آنکھوں سے — ؍؍
مصیبت ٹوٹتے جب دیکھتا ہوں اپنے دشمن پر

ہم حوصلہ دل کو اپنے خود آپ ہی رسوا کرتے ہیں — ؍؍
مرنے کا قرینہ یاد نہیں جینے کی تمنا کرتے ہیں

یاس کی نظریں بھی بستی کی طرف مائل نہ تھیں — ؍؍
جل رہا تھا آشیاں ہم آسماں دیکھا کئے

گلشن سے ہم گئے بھی تو کس آن بان سے — ؍؍
اک آشیان تھا وہ بھی جلا کر چلے گئے

[4] اپنی قسمت کا گلہ یا ان کا شکوہ کیجئے — ؍؍
ہو گئے دردِ آشنا، نا آشنا، کیا کیجئے؟

[5] آپ نے کیں چار آنکھیں عاشقِ ناشاد سے — ؍؍
مل گئیں موجیں تبسم کی لبِ فریاد سے

[1] غالب ۱۸۳ بہ تبدیل بحر۔ [2] صفی ۱۲۱ بہ تبدیل قافیہ۔ امیر ۳۴۔ [3] کیفی ۲۰۲۔ غالب ۱۸۱۔ [4] اثر ۵۳۔ اسد ۵۶۔ آباد ۶۲۔ رشید ۱۳۵۔ سرور ۱۴۸۔ حیدر ۱۰۲۔ علی ۱۲۸۔ عابد ۱۷۸۔ مونس ۲۲۶۔ [5] بیتاب ۷۵۔ اقبال ۱۲۷۔

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
کنایوں اور اشاروں میں تم سے کہتا ہوں	سعید	جو صاف صاف کہوں لطفِ داستان نہ رہے
کسی طرح سے بھی گلشن کی خیر ہو یا رب	"	رہے رہے نہ رہے "اپنا آشیاں" نہ رہے
تم میں اور مجھ میں جو ہے فرق تمہیں بتلا دوں	"	"ہے تمنا کوئی" "اور کوئی تمنائی ہے"
کھینچ دیتی ہے مکمل تری تصویرِ شباب	"	اب تو معراج پہ ظالم تری انگڑائی ہے

ساز ١٩٩

١ شعر
٢١٩٠ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دل بجھ رہا ہے، حال دگر ہے، حواس گم	ساز	تکمیلِ انتظار کئے جا رہا ہوں میں

ساغر نظامی ٢٠٠

٣ شعر
٢١٩٣ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
اشاروں اشاروں میں کیا کہہ گئے وہ	ساغر	نگاہوں نگاہوں میں کیا ہو گئے ہم
تباہی بھی ہے اک نشانِ ہدایت	"	لٹے اس قدر رہنما ہو گئے ہم
نظرِ کرم کی فراوانیوں پہ پڑتی ہے	"	پھر اپنے دامنِ خالی کو دیکھتا ہوں میں

ساحر بریلوی ٢٠١

٣ شعر
٢١٩٦ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
نہ اب وہ درد کی شدت نہ اب جاجتِ درماں کی	ساحر	ہوئی مدت کہ بستی لٹ گئی امید و ارماں کی
جنوں جس کو یہ نعمت بخش دے اس کا مقدر ہے	"	یہ آزادی کا عالم اور یہ خاموشی بیاباں کی
خدا جانے یہ فصلِ گل میں کیا تاثیر ہوتی ہے	"	بدل جاتی ہے صورت ان دنوں میرے گریباں کی

ساحر دہلوی ٢٠٢

٣ شعر
٢١٩٩ - افزوں

سلسلہ اختر ٥٣ - آباد ٦٣ - حیدر ١٠٢ - رشید ١٣٥ - عالی ١٤٦ - علی ١٤٨ - عاجز ١٧٨ - مزاج ٢٢٣ - سعید ١٤٥
مونس ٢٢٦ - سلسلہ ٢ سردار ١٤٦ - جگر ٩٠ - قدر ٢٠٠ - تاج ٧٩ - ١١ ... وحفیظ وساحر وشمس - ٨٩ - ١٠ - ٤٣ -

آ حلقۂ رندان میں مست مئے لا ہو جا	ساحر	ہستی سے گذر اے دل اور دم میں فنا ہو جا
پردہ در کوئی نہ تھا اور نہ در پردہ کوئی	؍؍	غیرتِ عشق نہ تھی عالم تنہائی تھا
[۵۴] کوئی حرم سے دیر سے منسوب ہے کوئی	؍؍	اک رہ گیا ہوں میں کہ تمہارا کہیں جسے

۱ شعر — ۲۲۰۰ - افزون

سدرشن

۲۰۳

[۵۱] تاروں کا گو شمار میں آنا محال ہے	سدرشن	لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے؟

۳ شعر — ۲۲۰۳ - افزون

سید شاہ یحییٰ عالم سردار حیدرآبادی

۲۰۴

[۵۳] وہ مسکرا رہے ہیں میرا حال دیکھکر	سردار	سچ تو یہ ہے اسی سے جئے جا رہا ہوں میں
کیونکر نہ مسکرائیں میرے زخم ہائے دل	؍؍	تارِ نظر سے ان کو سئے جا رہا ہوں میں
سردار کیا بتاؤں گذرتی ہے کس طرح	؍؍	ہاں نام پر کسی کے جئے جا رہا ہوں میں

۷ شعر — ۲۲۱۰ - افزون

آغا سید صادق سروش لکھنوی

۲۰۵

نظر ملا کے کسی سے اک آہ کر نہ سکا	سروش	گناہگار بھی ٹھیرا گناہ کر نہ سکا
گناہ کتنے ہی کرتا رہا بشکلِ ثواب	؍؍	کسی ثواب کو لیکن گناہ کر نہ سکا
حقیقت میں جس کا کنارا نہیں ہے	؍؍	وہ آنسو کا قطرہ ہے دریا نہیں ہے
[۵۲] رحمت کا سمندر کیا اُبلے اور ابرِ کرم کیا ناز کرے	؍؍	جب چشم ندامت سے گر کر اک اشک کا قطرہ ناز کرے
اِک بار اگر سر جھک جائے تقدیر بدل ہی کر اُٹھے	؍؍	ایسا تو بنا لے نقشِ جبیں جس نقش پہ سجدہ ناز کرے
اور کچھ اور کماں ہوئے لگا تیر مجھے	؍؍	دیکھنا ہے تری ہمت فلکِ پیر مجھے
دامنِ عفو میں پرسش کا مزہ بھی نہ ملا	؍؍	کھینچ کر لائی کہاں جرأتِ تقصیر مجھے

۵۱ جوش ۹۴ - اختر ۵۲ - اصغر ۵۳ - رسا ۱۳۴ - غالب ۱۸۶ - ۵۲ سودا ۱۳۹ - معین الدین ۲۲۱ - فانی ۱۹۱
۵۳ - دور ۲۰۰ - ساز ۱۴۵ - جگر ۹۰ - تاج ۷۹ - امین و حفیظ و سیماب و شہید ۵۹ - ۱۰۱ - ۴۳ - ۱۵۷ (بہ تبدیل قافیہ)
۵۴ آزاد ۱۷۵ -

۱ شعر ۲۲۱۱- افزون	سحر ۲۰۶
آہ[1] کرنا دلِ حزیں نہ کہیں	آگ لگ جائیگی کہیں نہ کہیں

۳- شعر ۲۲۱۴- افزون محمد عظمت اللہ خاں سرمد حیدرآبادی ۲۰۷

	سرمد	
بُرا ہو بدنصیبی کا ملا کیا ہم کو گلشن میں	سرمد	چنے تھے پھول وہ بھی ہو گئے سب خار دامن میں
خواب میں جلوہ کسی کا دیکھتے ہی جاگ اُٹھا	ر	کھو گئی یوں دولتِ بیدار ہاتھ آئی ہوئی
مٹ چکا میں تجھ پہ لیکن یہ بتادے تو مجھے	ر	میری رسوائی ہوئی یا تری رسوائی ہوئی؟

۸ شعر ۲۲۲۴- افزون سید حسین سیفی حیدرآبادی ۲۰۸

	سیفی	
چاہنے والے بھی غربت میں جدا ہو جائیں گے	سیفی	رات کو جبتک کہ روشن شمع تھی پروانہ تھا
اُمید[2] ہی اُمید پہ ہر شخص ہے زندہ	ر	دنیا میں کسی کو بھی نہیں کل کی خبر آج
طور[3] پر موقوف کیا ہے قابلیت چاہیئے	ر	شاہدِ مقصود کا جلوہ کہاں ہوتا نہیں؟
بڑھائیں[4] گے جو شان و شوکت زیادہ	ر	وہ آخر اُٹھائیں گے خفت زیادہ
جو سنتے نہیں ہیں بڑوں کی نصیحت	ر	وہ سہتے ہیں آخر مصیبت زیادہ
اب[5] وہ کترا کے چلے جاتے ہیں اللہ اللہ	ر	دیکھتے تھے جو عنایت کی نظر سے پہلے
حقارت سے غریبوں کو تونگر کیوں نہ دیکھیں گے	ر	بلندی سی ہر اک شئے جب نظر آتی ہے چھوٹی سی
مذاق حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہیں	ر	ہنسی ہنسی میں ہنسی چار میں نہ ہو جائے

۵ شعر ۲۲۲۷- افزون میر عابد علی سعید حیدرآبادی ۲۰۹

[1] آسیر ۲۵- داغ ۱۱۶- شایق ۱۵۵- [2] خلیق ۱۰۱- [3] اکبر ۴۳- [4] حالی ۹۶- داغ ۱۱۷- [5] حالی ۹۶- ظہیر ۱۶۹- حبیب ۹۸- قدیر ۳۰۰- بیکش ۲۲۴- حفیظ ۱۰۱-

آئیں[١] کیوں ہچکیاں نہیں معلوم	سعید	کون ہے مہرباں نہیں معلوم
خود بخود جھک گئی جبینِ نیاز	"	کس کا ہے آستاں نہیں معلوم
یاد اتنا ہے برق چمکی تھی	"	کیا ہوا آشیاں نہیں معلوم
سرِ محفل دلِ تنہا پہ ہنسی آتی ہے	"	مجھ کو اس غنچۂ صحرا پہ ہنسی آتی ہے
ہاں ترا وعدۂ فردا تھا کبھی وجہِ حیات	"	اب اوسی وعدۂ فردا پہ ہنسی آتی ہے

٥ شعر

سید محی الدین بی اے بی ٹی سیف حیدرآبادی ٢١٠

٢٢٣٢ - افزون

عیش میں جس نے عمر گذاری لذتِ غم وہ کیا جانے	سیف	کشتی جب تک غرق نہ ہو اندازۂ طوفاں کیا ہوگا
جامۂ[٢] تن سے نکل جاؤں مگر ڈرتا ہوں	"	چاک ہو جائے نہ پردہ کہیں رسوائی کا
کیا بھول ہی میں جذبِ محبت ہے الٰہی	"	ہر شاخ پہ کیوں شورِ عنادل نہیں ہوتا؟
ہر شخص کی آبرو جو سمجھے	"	دنیا میں اسی کی آبرو ہے
یہ سمجھ کر وہ بخشش دیتا ہے	"	آدمی سے قصور ہوتا ہے

١ شعر

سرور حیدرآبادی ٢١١

٢٢٣٣ - افزون

دید[٣] سے پہلے شعورِ دید پیدا کیجئے	سرور	وادیٔ ایمن ہے موسیٰ پا برہنہ کیجئے

ردیف ش

٢ شعر

شہرت ٢١٢

٢٢٣٥ - افزون

١ اختر ٦٣ - میر وانشاد ٢٠٨ - ١٨ - بہ تبدیل قافیہ - ٢ آباد ٢٣ - آتش ٣٠ - اسیر ٣١ - ثاقب ٨٠ خلق ١٠٤ - ٣ اثر ٥٣ - اسد ٥٩ - آباد ٦٢ - رشید ١٣٥ - علی ١٧٨ - یونس ٢٢٦ - عابد ١٧٤ - حیدر ١٠٢ سعید ١٤٤ -

کفر و دیں میں تھا نہ کچھ جھگڑا بجز بندِ نقاب	شہرت	اس کے کھلتے ہی یہ کارِ مشکل آساں ہو گیا
پہلے دعوائے خدائی اوس بت کافر کو تھا	؍؍	کچھ درستی پر جو آج آیا تو انساں ہو گیا

۶ شعر نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ[۲۱۳]

۲۲۴۱۔ افزون

آرام سے ہے کون جہانِ خراب میں	شیفتہ	گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں
سب اس میں محو اور یہ سب سے علٰحدہ	؍؍	آئینہ میں ہے آب نہ آئینہ آب میں
معنی کی فکر چاہیئے صورت سے کیا حصول	؍؍	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے سراب میں
رہ جائے کیوں نہ ہجر میں جان آکے لب تلک	؍؍	ہے آرزوئے بوسہ پیغام اب تلک
آ جائے کاش موت ہی تسکین نہ ہو نہ ہو	؍؍	ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک؟
شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ[۲]	؍؍	اک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی

۲۲ شعر کرامت علی خاں شہیدی[۲۱۴]

۲۲۶۳۔ افزون

اودھر[۳] اللہ سے واصل ادھر بندوں میں بھی شامل	شہیدی	خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدد کا
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے	؍؍	زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا
سنگ گر سینہ میں اوس کے عوض دل ہوتا	؍؍	کارِ عشاق نہ اس مرتبہ مشکل ہوتا
عام ہیں اوس کے تو الطاف شہیدی سب پر	؍؍	تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا؟
عار شاگردی سے ہو جس جاہلِ بے عقل کو	؍؍	تا قیامت وہ نہ پائیگا لقب استاد کا
میری[۴] مرقد پہ کہا کس نے قیامت ہی قریب	؍؍	یاد آکر تیری رفتار نے سونے نہ دیا
وصل شمع کی شب اُٹھ چلا وہ مجھکو حیران چھوڑ کر	؍؍	چاند سے چہرہ پہ زلف عنبر افشاں چھوڑ کر
دیدۂ عبرت سے گورستان کی جانب کر نگاہ[۵]	؍؍	خاک پر سوتے ہیں کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

[۱] اسیر ۳۲۔ آباد ۲۴۔ بحر ۱۸۔ ذوق ۱۲۳۔ راسخ ۱۳۲۔ غالب ۱۸۱۔ قلق ۱۹۴۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔
[۲] ضامن ۱۶۳۔ [۳] امیر ۳۳۔ قلق ۱۹۳۔ فاضل ۲۵۷۔ ناسخ ۲۲۸۔ [۴] آتش ۲۰۔ آباد ۲۳۔ تراب ۷۹۔
جیب ۹۸۔ شوکت ۱۵۷۔ گویا ۲۰۳۔ معین ۲۲۵۔ ناسخ ۲۲۹۔ [۵] آتش ۲۱۔ ذوق ۱۲۳۔ ناسخ ۱۲۹۔

اوس کی تصویر شب و روز رہی سینہ میں	شہیدی	عکس زائل نہ ہوا آکے اس آئینہ میں
ظلم[1] و جفا کا طور و طرز آنکھوں دکھا دیا کہ یوں	″	مہر و وفا کے باب میں منہ سے نہ کچھ کہا کہ یوں
بس[2] ابھی پڑھئے نگہ اوس کے پری خانے میں	″	اس قدر ہوش ابھی ہیں ترے دیوانے میں
میری[3] میت سے یہ نفرت ہے کہ ہر ایک سے آپ	″	پوچھتے ہیں "کہو کیا دیر ہے لیجانے میں"
آیا تھا عیادت کے لئے یار کئی دن	″	میں کیوں نہ رہا اور بھی بیمار کئی دن
خم[4] میں اکسیر بھرے پیر مغاں رکھتے ہیں	″	چاہتے ہیں جسے تا زیست جواں رکھتے ہیں
شور محشر کو سمجھتے ہیں فسانہ اپنا	″	بخت بیدار عجب خواب گراں رکھتے ہیں
اسی دو سطریں ہو ختم کتاب آداب	″	لب خاموش مرے طرفہ بیاں رکھتے ہیں
ایسی آساں جان لی جاتی نکی مہماتی خلیل[5]	″	باندھنا آنکھوں میں پٹی شرط قربانی نہ ہو
جی[6] چاہے گا جس کو اسے چاہا نہ کریں گے	″	ہم عشق و ہوس کو کبھی یکجا نہ کریں گے
کیوں دل سے نہ مٹ جائیگا اندیشۂ حرماں	″	جب ہم نے یہ ٹھانی کہ تمنا نہ کریں گے
یہ نئی چھیڑ نکالی ہے کہ ظالم صیاد	″	رکھتے ہیں مرغ گرفتار کے پر میں کانٹے
بولنا ہجر کی شب چھوڑ دیا کیوں یارب	″	پڑ گئے کیا دہن مرغ سحر میں کانٹے؟
ہائے وہ سرو خراماں تھا جہاں آٹھ پہر	″	نظر آتے ہیں اُگے اب اسی گھر میں کانٹے

۷ شعر — راجہ بہادر چندو لعل شاداں حیدرآبادی ۲۱۵

۷۰-۲۲۲-افزون-

لالچ ہے بری چیز خبردار ہو شاداں	شاداں	جان اپنی گنواتی ہے مگس میٹھے کی لالچ
نہ اس کی ہے ہوس بہتر نہ اوسکی ہے ہوس بہتر	″	جو اوس کی یاد میں گذرے وہی ہے اک نفس بہتر
کیا کسی[8] کے عارض روشن سے شرماتی ہے شمع	″	پردۂ فانوس سے باہر نہیں آتی ہے شمع
آپ سے کیا عزیز ہے ہمکو	″	دل تو دیتے ہیں اور جو لو تم؟
شکل[9] ہستی سراب کی سی ہے	″	بے ثباتی حباب کی سی ہے

۱ غالب ۱۸۱- ۲ ناسخ ۲۳۱- ماجد حسن ۲۲۳- رحمت ۱۳۴- ۳ ناسخ ۲۳۱- ۴ ضامن ۱۶۳- توفیق ۷۸- مومن ۲۱۷- ۵ امیر ۳۵- یقین ۲۵۰ (سودا و رند- ۱۳۸ و ۱۲۸- بہ تبدیل قافیہ) ۶ میر ۲۱۰-

جس وقت اشارہ وہ کیا جان گئے ہم	شادان	نشاء تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم
کہاں ہے چال صبا کی ترے چلن کی سی	″	نہیں ہے غنچہ میں تنگی ترے دہن کی سی

۱۱ شعر — سترہ یمین السلطنت شاد مہاراجہ بہادر کشن پرشاد (حیدرآبادی) ۲۱۶

۲۲۸۱-افزون

مجھے اس گلشن عالم میں ملا کب آرام	شاد	پھول اس باغ کا کب حق میں مرے خار نہ تھا
اب جواں ہو کے بھی ہے وصل سے تجھکو انکار	″	بھولی باتیں نہیں جاتیں تیری نادان ابتک
جان نثاروں میں ترے عمر گذاری شاہا	″	ہم وفادار رہے تابع فرمان ابتک
پیمبروں میں کوئی ایسا انتخاب نہیں	″	حضور احمد مختار کا جواب نہیں
ظاہر ہے ذرہ ذرہ میں وہ مثل آفتاب	″	واعظ! بتادے مجھ کو کہ کس جا خدا نہیں؟
قیامت یوں بپا کی ہے اُنھوں نے آج محفل میں	″	میرے پہلو سے اُٹھکر متصل دشمن کے بیٹھے ہیں
روز ہوتا ہے وعدۂ فردا	″	روز روز شمار کی باتیں
قافلے سینکڑوں یاں سے جو چلے جاتے ہیں	″	آخر اونکی کہیں بستی بھی تو بستی ہوگی
دیکھکر ابر ہوا اور گھٹا ساون کی	″	روح میخواروں کی مرقد میں ترستی ہوگی
یاد جس بت کی میرے دل سے بھلائی نہ گئی	″	بھول جانا ہی مرا کاش اُوسے یاد رہے
شریعت میں احمد ہے بندہ خدا کا	″	حقیقت میں واللہ اعلم وہ کیا ہے

۵ شعر — مسٹر دانیال سقراطیس شکر نیشنل گارڈ ۲۱۷

۲۲۸۶-افزون

مہندی شب وصال لگائی ہے یار نے	شکر	گل ہو گیا چراغ شب انتظار کا
تم بھی اسی طرح سے جگر میں ہو جانشیں	″	جیسے نہاں انار میں دانہ انار کا
پہنچا ہے بعد مرگ فلک پر میرا غبار	″	رتبہ بلند خاک میں ہے خاکسار کا

۱ جلیل ۸۶ - حفیظ ۱۰۳ ۲ امیر ۳۵ - داغ ۱۱۵ - شایق ۱۵۵ - ۳ ذوق ۱۳۳ (بہ تبدیل قافیہ) ۴ رند ۱۴۰ (جلیل ۸۷ بہ تبدیل بحر) ۵ امیر ۳۶ - اکبر ۴۶ - حالی ۹۶ - رند ۱۲۹ - جلال ۸۴ ۶ امیر ۳۴ - جلیل ۸۵ - سو ۱۲۱۷ -

زمین[۱] و آسماں کے درمیاں ہے	شکر	مُعلّق مُرغِ دل کا آشیاں ہے
اُٹھالوں کوہ، غم مثلِ پرِ کاہ	"	مگر سر دوش پہ بارِ گراں ہے

شمس العلماء شبلی محمد نعمانی ۲۱۸

۱۱ شعر — ۲۲۹۷ سرافزون

تیرِ قاتل کا یہ احساں رہ گیا	شبلی	جائے دل سینہ میں پیکاں رہ گیا
کی ذرا دستِ جُنوں نے کوتھی	"	چاک آکر تا گریباں رہ گیا
حسن چمکا یار کا اب آفتاب	"	اک چراغ زیرِ داماں رہ گیا
پوچھتے کیا ہو جو حالِ شبِ تنہائی تھا	"	رخصتِ صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا
اثر کے پیچھے دلِ حزیں نے سُراغ چھوڑا نہیں کہیں کا	"	گئے ہیں نالے جو سُوئے گردوں تو اشک نے رخ کیا زمیں کا
وہی لڑکپن کی شوخیاں ہیں وہ اگلی ہی سی شرارتیں ہیں	"	سیانے ہوں گے تو ہاں بھی ہوگی ابھی تو سن ہے نہیں نہیں کا
حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک	"	چراغِ کشتۂ محفل سے اُٹھیگا دُھواں کب تک
قبائے سلطنت کے گر فلک نے کردئے پُرزے	"	فضائے آسمانی میں اُڑینگی دھجیاں کب تک
حرم کی سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں	"	تو پھر سمجھو کہ مُرغانِ حرم کے آشیاں کب تک
ضعف میں بھی یہ میرے تیرِ فغاں میں زور ہے	"	روک لے اس کو، کہاں یہ آسماں میں زور ہے
اب بھی آجاتی ہے کالج سے خوشامد کی صدا	"	جاچکا قافلہ اب بانگِ جرس باقی ہے

سید محمد علی شاد عظیم آبادی ۲۱۹

۳۰ شعر — ۲۳۲۷ افزون

رہے دل بستگی غم سے بڑھے سوز و گداز اوس کا	شاد	گرہ کھل جائیگی دل کی تو کھل جائیگا راز اوس کا
حُدی مجنون کی تیرے بارِ خاطر ہو تو ہو لیلے	"	اُٹھاتے ہیں مزا صحرا نوردانِ حجاز اوس کا
نہ چھوڑے جستجوئے یار، خضرِ شوق سے کہدو	"	کسی دن خود لگا لے گی پتہ عمرِ دراز اوس کا

[۱] آتش ۴۲ - منظر ۶۹ - ناسخ ۲۳۳ - بندہ ۶۵ - عالی ۱۷۶ - [۲] بیدل ۷۰

کچھ کہے جاتا تھا غرق اپنے ہی افسانہ میں تھا	شاد	مرتے مرتے ہوش باقی تیرے دیوانہ میں تھا
دُرد دینا ہے جو ساقی تو تردد کیا ہے	″	جام پر دامنِ تر رکھ کے ذرا چھان لیا
اب بھی اک عمر پہ جینے کا نہ انداز آیا	″	زندگی چھوڑ دے پیچھا میرا میں باز آیا
مطمئن کیونکر نہ ہوں آسودگانِ کوئے دوست	″	آرزو دل میں ہے دل آنکھوں میں آنکھیں سوئے دوست
خط گلے پر پڑ چکا تھا خون دیتی تھیں رگیں	″	وائے حسرت کس جگہ آکر تھکا بازوئے دوست
تو بڑا عاقل ہے ناصح تو ہی سمجھا دے مجھے	″	کون شئے رہ رہ کے دل کو کھینچتی ہے سوئے دوست
کیسا وہ دل کہ جس میں ہو جاگزیں خلوص	″	وہ دوست کیا کہ جس کو نہ ہو اعتبارِ دوست
آنکھیں لگی ہیں در سے تڑپتی ہے تن میں روح	″	دلکش ہے وصلِ دوست سے بھی انتظارِ دوست
کیونکر مسافرانِ عدم کی چڑھیں نہ سانس	″	رہ رہ کے کھینچتی ہے ہوائے دیارِ دوست
اسیرِ جسم ہوں میعادِ قید لا معلوم	″	یہ کس گناہ کی پاداش ہے نہیں معلوم
سُنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سُنی	″	نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
اُن کے سونے کی ادائیں ہیں کچھ ایسی دلکش	″	یوں شبِ وصل وہ سوئے کہ جگا بھی نہ سکوں
رندوں کا بھی لحاظ ہے ساقی کا بھی خیال	″	پی لیتے ہیں اٹھا کے کبھی چھانتے نہیں
تماشہ یہ ہے کہ دکھ دینے کا بھی الزام ہے تجھ پر	″	مزا یہ ہے کہ ہر دکھ میں تجھی کو یاد کرتے ہیں
تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں	″	کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں
دلِ مضطر سے پوچھ اے رونقِ بزم	″	میں آپ آیا نہیں لایا گیا ہوں
لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے	″	بھری محفل سے اُٹھوایا گیا ہوں
نہ دوست اور نہ کسی کا کوئی عدو نکلے	″	اگر یہ نقش مٹا دیں تو تو ہی تو نکلے
ہر ایک ذرہ ہے شاہد میری شہادت کا	″	جہاں کی خاک کریدیں وہیں لہو نکلے
یہیں کی خاک میں اے بادہ کش ملا دے خاک	″	تجھے قسم ہے جو اب میکدہ سے تو نکلے
خم نہ دکھلا کہ یہ کمبخت طبیعت میری	″	ساقیا ٹوٹ کے آئے گی جدھر آئے گی
یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی	″	جو بڑھ کے خود اٹھا لے ہاتھ میں ساغر اوسی کا ہے

۱ آتش و جلیل و رند ۲۱۶ و ۸۵ - ۱۲۸ - بہ تبدیلِ قافیہ) ۲ غالب ۱۸۱۔ ۳ جلیل ۸۵۔ ۴ اوراقِ گل میں یہ شعر ارشاد کا بتلایا گیا ہے۔

چھوڑا یہ جسم روح پُرارماں نے شکر ہے — شاد — عرضی میرے لفافہ خط سے جُدا ہوئی

دل اُن کے اختیار میں عقل اُن کے ہاتھ میں — ” — ابتک نہ کچھ کھلا کہ میری کیا خطا ہوئی

دونوں سے صاف آتی ہے ہمدردیوں کی بُو — ” — پھولوں کا پیرہن کہ تمہاری قبا ہوئی

دنیا کی فکر موت کا ڈر، عاقبت کا دھیان — ” — دو دن کی زندگی میرے حق میں بلا ہوئی

پسِ[۱] معشوق مرنا عشق کو بدنام کرتا ہے — ” — خدا مجنوں کو بخشے مرگیا ہم کو بھی مرنا ہے

۳ شعر — سید محمد کاظم حسین شیفتہ کنتوری[۲۲۰]

۲۳۳۰-۱ افزون

روبرو[۲] یار کے دو حرف نکالے نہ گئے — شیفتہ — دل پہ قابو نہ رہا ہوش سنبھالے نہ گئے

زلف و کاکل کے تصور سے نہ فرصت پائی — ” — خانۂ دل سے کسی وقت یہ کالے نہ گئے

پوچھنا بات ہماری تو ہے ظالم سے محال — ” — یہ غنیمت ہے کہ محفل سے نکالے نہ گئے

۱۹ شعر — مفتی میر اعظم علی شایق حیدرآبادی[۲۲۱]

۲۳۴۹- افزون

لے[۳] چلے سوئے جہنم جو فرشتے مجھکو — شایق — رحمتِ حق نے صدا دی یہ گنہگار نہ تھا

میں نہ تھا لطف و کرم کے ترے لایق نہ سہی — ” — کیا ترے جور و ستم کے بھی سزاوار نہ تھا

گوشۂ[۴] اُٹھا جو دن کو کسی کے نقاب کا — ” — گُل ہو گیا فلک پہ چراغ آفتاب کا

گرچہ کھا کے گا گلوں سے ہے پرہیز کس لئے — ” — انگور کھا کے شیخ ہے دشمن شراب کا

دہلیزِ[۵] محمد یہ مدینہ میں ہے سر آج — ” — اللہ ؟ میری موت میں تو دیر نہ کر آج

تھا تصور میں ہمارے جو محمد کا رُخ — ” — خود بخود مرتے ہی کعبہ کی طرف پلٹا رخ

نزع[۶] میں کہتی تھی رُو رُو کے یہ لیلےٰ ہر دم — ” — کون سمجھائیگا مجنون کو خدا میرے بعد

وہ بھی آئے ہیں جنانے پہ کھلے سر روتے — ” — تو اثر میری محبت کا ہوا میرے بعد

[۱] اکبر ۷۴ (امیر ۳۹ بہ تبدیل قافیہ) [۲] جلیل ۸۸ - ثاقب ۸۰ - ظہیر ۱۶۸ - [۳] آصف ۳۸ - ظہیر ۱۶۸ - مظہر ۲۰۶
فغاں ۱۸۷ - [۴] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۲ - سودا ۱۳۷ - قلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۹
کیفی ۲۰۱ - شمشیر ۱۵۵ - میر ۲۱۸ - تراب ۱۷۶ - [۵] امیر ۳۴ - داغ ۱۱۴ - خلق ۱۰۴ - [۶] غالب ۱۸۰ - رند ۱۲۷ -
حسرت ۲۰۴ - علوی ۱۶۱ - نمبر ۲۰۹ - معین ۲۲۵ -

میں تو مرتا ہوں مگر یاد رکھو بات میری	شایق	کچھ نہ آئے گا محبت کا مزا میرے بعد
شعاع حسن چھن چھن کر ہمارے منہ پہ پڑتی ہے [۱]	؍؍	کچھ اس انداز سے ہم روبرو چلمن کے بیٹھے ہیں
سنتے ہیں قبر میں عذاب بھی ہے [۲]	؍؍	آسمان ہو تو زمیں نہ کہیں
نزع میں بھی ہے جستجو باقی	؍؍	پتلیاں پھر گئیں کہیں نہ کہیں
کسی کو دیکھ نہ اے دل کبھی حقارت سے	؍؍	انھیں غریبوں میں اہل کمال ہوتے ہیں
نصیب میں ہے انھیں کے تمہاری پابوسی	؍؍	جو مثل نقش قدم پائمال ہوتے ہیں
کچھ ہنسو بولو خدا کے واسطے	؍؍	ایسے بیٹھے ہو دہن گویا نہیں
اپنے دامن سے جو وہ پوچھتے ہیں اشک مرے [۳]	؍؍	دیکھنے والوں کو آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
پست کو لیتے ہیں آغوش میں عالی ہمت	؍؍	کون کہتا ہے زمیں زیر فلک ہوتی ہے
میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے [۴]	؍؍	کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے
کیا ذبح قاتل نے رک رک کے ایسا	؍؍	زباں تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

خان بہادر عبدالکریم خاں شمشیر حیدرآبادی

۵ شعر　۲۳۵۴ - افزون

رہتا ہے اپنے دور میں ساغر شراب کا [۵]	شمشیر	اٹھتا ہوں صبح دیکھ کے منہ آفتاب کا
سر کو جھکا کے چلتے ہیں پیران کوزہ پشت	؍؍	کھو کر زمانہ ڈھونڈ رہے ہیں شباب کا
بارش مجھے شراب کی آنے لگی نظر	؍؍	مستی میں میں نے نام جو الٹا شراب کا
یوں تو مجھ ایسے گنہگار کو کیا ملتا ہے	؍؍	غوث کے دیکھنے والوں کو خدا ملتا ہے
دل میں آنکھوں میں جگر میں ہے ترا جلوہ پاک	؍؍	طالب دید کو ہر گھر میں خدا ملتا ہے

شوق آغائی ۲۲۳

۲ شعر　۲۳۵۶ - افزون

کوئی کعبہ کوئی بتخانہ کوئی دیر و حرم	شوق	ٹھیک بتلایا کسی نے نہ ٹھکانا تیرا
لکھا ہوا ہے یہ اس مہ جبین کے پردہ پر	؍؍	نہیں ہے کوئی اب ایسا زمیں کے پردہ پر

۱ امیر ۲۵ - داغ ۱۱۵ - شاداب ۱۵۱ - ۲ امیر ۶۰ - داغ ۱۱۶ - سحر ۱۴۷ - ۳ داغ ۱۲۰ - جلال ۸۴
۴ آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - ذوق ۱۲۴ - شایق ۱۵۴ - سودا ۱۲۷ - قلق ۱۹۳ -
قانع ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - منیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - ۵ رند ۱۲۹ - رونق ۱۳۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ -

شہزادۂ نواب میر شجاعت علیخاں بہادر

معظم جاہ شجیع

شعر ۹
۲۳۶۵ - افزون

وہ دشمن ہیں مگر دل کی پریشانی نہیں جاتی	شجیع	محبت حد سے بڑھتی ہے تو پہچانی نہیں جاتی
مجھ کو وہ چین سے مرنے بھی نہ دیں گے شاید	"	آ گئے ہیں میری بالیں پہ قضا سے پہلے
دل کی قسمت میں غم تمہارا ہے	"	جس پہ اب زیست کا سہارا ہے
دیکھئے دل سے کیا جواب آئے	"	نام لے کر ترا پکارا ہے
کیا کہوں شام غم کا حال شجیع	"	وقت گزرا نہیں گذارا ہے
آئے گھر ان کی مہربانی سے	"	موت اچھی ہے زندگانی سے
سادگی دل کی قیامت ہو گئی	"	آنکھ ملتے ہی محبت ہو گئی
میری میت پر وہ رو کر یوں کہے	"	سونے والے اُٹھ قیامت ہو گئی
پہلے اوسکی یاد تھی دل میں شجیع	"	رفتہ رفتہ دل کی فطرت ہو گئی

۶ شعر — ۲۳۷۱ - افزون

نواب شہید یار جنگ شہید حیدرآبادی ۲۲۵

انسانیت کے راز کو سمجھا رہا ہوں میں[۱]	شہید	لو کانپتی ہے شمع کی تھرا رہا ہوں میں
دنیا کے نیک و بد اسی دنیا میں چھوڑ کر	״	آیا تھا جس جگہ سے وہیں جا رہا ہوں میں
رحمت تیری تلاش میں پھرتی ہے چار سو	״	تاریکیٔ گنہ میں چھپا جا رہا ہوں میں
اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے	״	رات آ رہی ہے ہجر کی گھبرا رہا ہوں میں
منزل کا کچھ پتہ ہے نہ کوئی دلیلِ راہ	״	یہ بھی خبر نہیں کہ کہاں جا رہا ہوں میں
پیری نے پر نکالے ہے منزل کے شوق میں	״	ہر سانس میں قریب ہوا جا رہا ہوں میں

۶ شعر — ۲۳۷۷ افزون

انشاء اللہ شوکت تھانوی ۲۲۶

زلف کے نیچے نہاں رخسارِ تاباں ہو گیا	شوکت	شب نمایاں ہو گئی خورشید پنہاں ہو گیا
زلف کا غم تھا جو عشقِ عارضِ گلفام تھا	״	صبح سے پہلے میرے دل کو خیالِ شام تھا
رات بھر دیدۂ خوں بار نے سونے نہ دیا[۲]	״	ہائے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
آج تم نے کر دیا اندھیر عالم میں بپا	״	روئے رخشاں چھپ پر زلفِ معنبر چھوڑ کر
نیک ثمرہ الفتِ قامت میں جب پائے کوئی	״	پہلے نخلِ دار پر خوش ہو کے چڑھ جائے کوئی
وحشتِ دل، دامنِ صحرا نہایت تنگ ہے	״	جائے مشکل ہے کہ کیونکر پاؤں پھیلائے کوئی

۱ شعر — ۲۳۷۸ - افزون

حسن علی شوق ۲۲۷

ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں	شوق	تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

۱؎ امین ۵۹ - (جگر و حفیظ و تاج و ساز و سردار و سیماب و قدر - ۸۹ - ۱۰۱ - ۷۹ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۳ - ۱۴۱ - ۲۰۰ بہ تبدیلیٔ قافیہ)۔ ۲؎ آتش ۳۰ - تراب ۷۶ - آباد ۲۳۳ - حبیب ۹۸ - شہیدی ۱۴۹ - گریا ۲۰۳ - معین ۲۴۵
۳ سحر ۸..

۱۰ شعر
۲۳۸۸ - افزون

شیخ احمد علی شاب اورنگ آبادی ۲۲۸

بار ہستی سے کیا اوس نے سبکدوش مجھے	شاب	تیغ رکھدی میری گردن پہ کہ احسان اپنا
خطا معاف جو کر دی ہے شرمساری پر	"	خطا معاف نہ کی بلکہ شرمسار کیا
تم میری زندگی کی تصویر اس کو سمجھو	"	جو شمع جل رہی ہو باد سحر سے بچ کر
واپس کوئی بھٹک کے نہ آیا کوئی یہاں	"	ثابت نہیں ہوی کبھی راہ عدم غلط
اک شکر کا مقام ہے اک صبر کی جگہ	"	اور کیا بتاؤں میں قفس و آشیاں کا فرق
دے اگر ترغیب خود بینی تو فوراً توڑ دو	"	آئینہ ہوگا اسی کا مستحق ہر آئینہ
چلتا ہے اور پاؤں کا چلتا نہیں پتہ	"	لکھتا ہے اور نظر نہیں آتے قلم کے ہاتھ
مستوں کو دیر ہی ہیں گھٹائیں نوید عید	"	اور شیخ ہیں کہ بھرتے توبہ لئے ہوئے
محروم نہیں عشق کی گرمی سے کوئی شئے	"	پتھر میں بھی اک قلب ہے اور اوس میں شرر بھی
جان جاتی ہے آرزو میں تری	"	پر تری آرزو نہیں جاتی

۱ - شعر
۲۳۸۹ - افزون

خواجہ حسن شریف شوق حیدر آبادی ۲۲۹

کچھ ایسا ہوں میں آشیانے میں اپنے	شوق	کہ جیسے میرا آشیانہ نہیں ہے

ردیف ص

۱۰ شعر
۲۳۹۹ - افزون

میر وزیر علی صبا لکھنوی ۲۳۰

ہ ہ اظہر ۶۲ - عابد ۱۷۸ -

اے صبا[1] جذب یہ جس دم دلِ ناشاد آیا	صبا	میرے آغوش میں اُڑ کر وہ پری زاد آیا
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	″	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا
مر گئے پر ہیں تکلیف احبّا منظور	″	شرم سے لاش گڑی جاتی ہے مدفن کیسا
بجھ چلا تھا شبِ فرقت میں چراغِ ہستی	″	کام آیا تیری تصویر کا روغن کیسا
دل ہی کچھ جانتا ہے عشق مزہ جیسا ہے	″	آپ کیا جانیں کلیجہ میں ہے روزن کیسا
نکہتِ[1] گل پھر کہاں بادِ بہاری پھر کہاں	″	باندھ لے اے باغباں اپنی ہوا دو چار دن
رہنے[2] والے تھے یہ نادان کہ جانے والے	″	خاک سمجھے نہ مکانوں کے بنانے والے
کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے	″	خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے
ہجر میں صور پھنکے حشر کا ساماں ہو جائے	″	کل جو ہونا ہے وہ آج اے دلِ ناداں ہو جائے
وصل منظور کرو خطِ غلامی لکھ دوں	″	عہد ہو جائے میرے آپ کے پیماں ہو جائے

۳ شعر — صاحب عالم ۲۳۱ھ

۲۴۰۲ - افزون

غم[3] وہ کیا ہے جو جانگداز نہ ہوا	صاحب عالم	درد وہ کیا جو لا دوا نہ ہوا
درد کیا جس میں کچھ نہ ہو تاثیر	″	بات کیا جس میں کچھ مزا نہ ہوا
شکوۂ یار، اور زبانِ رقیب؟	″	کھیل ٹھیرا کوئی گلہ نہ ہوا

۵ شعر — آغا محمد داؤد ابو العلائی صحو حیدرآبادی۔ ۲۳۲

۲۴۰۷ - افزون

مزے جو عشق میں دیکھے دکھاؤں میں تمہیں کیا کیا	صحو	زباں یاں گنگ ہے پیارے سناؤں میں تمہیں کیا کیا
رو سیہ ہوئے نگینہ نام روشن اور کا	″	یہ تو فرمائیں مجھے پیرِ مغاں انعام کیا
اے مسیحا تو کہاں جلد خبر لے اوسکی	″	تیرے بیمار کے کچھ خیر کے آثار نہیں

[1] امانت ۲۴ - داغ ۱۱۳ - قلق ۱۹۳ - جلال ۸۳ - [2] احسان ۳۰ - خانم ۱۰۸ - لاحد ۲۵۳ - (داغ ۱۱۹ وظہیر ۱۹۶ ولاحد ۲۵۴ بہ تبدیل قافیہ) [3] بیگم ۷۳ - [4] امجد ۵۵ - غالب ۱۸۰

تن لے تو بے جان پڑا رہتا ہے بستر پہ میرا	صحو	دم میرا رہتا ہے ہر آن تیرے کوچہ میں
اے میرے شاہِ نجف مجھکو بلایا تو نے	۔۔	ہو گئی مشکل میری آسان تیرے کوچہ میں

۱۶ شعر　سید علی نقی صفی لکھنوی　۲۳۳

۲۴۲۳ - افزون

غزل[۱] تم نے چھیڑی مجھے ساز دینا	صفی	ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا؟
طالبِ دید پہ آنچ آئے یہ منظور نہیں	۔۔	دل میں ہے ورنہ وہ بجلی جو سرِ طور نہیں
ذوق پابندِ وفا کیوں رہے محرومِ جفا	۔۔	عشق مجبور سہی حسن تو مجبور نہیں
دردِ[۲] آغازِ محبت کا یہ انجام نہیں	۔۔	زندگی کیا ہے اگر موت کا پیغام نہیں
کیجئے غور تو ہر لذتِ دنیا ہے فریب	۔۔	کون دانہ ہے یہاں پر جو تہِ دام نہیں
سنگِ درِ حبیب کے جذب کی کوئی حد نہیں	۔۔	پھر نہ اٹھا جو سر جھکا سجدہ گہِ نیاز میں
جہل ہے منتہائے علم عقل ہی اسکی معترف	۔۔	عبدِ ذلیل شک نہ کر قدرتِ کارساز میں
ایسے محل پہ دوستو رخنہ گری ہی خودکشی	۔۔	میں بھی اسی جہاز میں تم بھی اسی جہاز میں
بے ساختہ[۳] اک آہ جو منہ سے نکل گئی	۔۔	اللہ رے انقلاب کہ دنیا بدل گئی
جب ایک روز جان کا جانا ضرور ہے	۔۔	پھر فرق کیا وہ آج گئی خواہ کل گئی
ممنون ہوں جہان کے نشیب و فراز کا	۔۔	اکثر بگڑ کے خود میری حالت سنبھل گئی
کیا اک لحد کا خرچ سرِ شام اسی قدر؟	۔۔	کچھ پھول رکھدئے گئے اک شمع جل گئی
جس[۴] جگہ بیٹھ گئے نقش بٹھا کے اٹھے	۔۔	اٹھے جب بزم سے ہنگامہ اٹھا کے اٹھے
جانے کیا سوچ کے آنکھوں میں بھر آئے آنسو	۔۔	جب میری قبر پہ وہ شمع جلا کے اٹھے
غش سے کھلتی تھی میری آنکھ کہ پھر غش آیا	۔۔	جب سرہانے سے وہ آواز سنا کے اٹھے
اون کا پھر نام و نشاں کون مٹا سکتا ہے؟	۔۔	جو زمانے سے خود اپنے کو مٹا کے اٹھے

لہ ناسخ ۲۳۰ بہ تبدیلِ قافیہ - ۲ہ عزیز ۱۷۴ - امانت ۲۵ - ۳ہ حسرت ۹۹ - جلیل ۸۸ - ۴ہ مومن ۲۱۷

۱۳ شعر — محمد بہبود علی صفی اورنگ آبادی ۲۳۴ — ۲۴۳۶ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
[1] اپنا دلِ بیمار دوا کا نہ دُعا کا	صفی	احسان کسی کا نہیں احسان خدا کا
[2] دُنیا مثال دیتی ہے مجنوں کے عشق کی	"	دیوانہ اپنے کام میں کیا ہوشیار تھا
آفتیں ڈھائیں غضب برپا کیا	"	خیر تم نے جو کیا اچھا کیا
خدا کی قسم کھا کے وہ ہنس پڑے	"	خدا کی قسم ہے مزا آگیا
سمجھتا ہوں سب کچھ مگر دوستو	"	یہ دل ہے جدھر آگیا آگیا
مر کر بھی بارِ دوش ہوں احباب پر صفی	"	گویا میں ایک اب بھی ہوں بھاری ہزار پر
[3] ہم سے تو اس کے واسطے بھی بد دعا نہ ہو	"	دشمن بُرا ہی مگر اس کا بُرا نہ ہو
دل خانۂ خدا ہے تو پھر اس میں اے صفی	"	حسرت نہ ہو، امید نہ ہو، مدعا نہ ہو
[4] نہ اس کی دوستی کچھ ہے نہ اسکی دشمنی کچھ ہے	"	کبھی تولہ، کبھی ماشہ، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
بڑی تعریف سنتے تھے تماشا گاہِ عالم کی	"	یہاں تو کوئی چیز ایسی نہیں ہاں آدمی کچھ ہے
[5] ادا پید انظر سے، شان رُخ سے آن تیور سے	"	ترے قربان، آخر دل ہی کس کس کیلئے ترسے
ہمیں معشوق کو اپنا بنانا تک نہیں آتا	"	بنانے والے آئینہ بنا لیتے ہیں پتھر سے
جُھک کے ملنا بڑی کرامت ہے	"	جس سے دنیا مُرید ہوتی ہے

۴ شعر — حبیب الدین صغیر حیدر آبادی ۲۳۵ — ۲۴۴۰ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
تری شہرت تیرے شوقِ خود نمائی سے ہوئی	صغیر	تیرے لفظِ "کُن" میں تیرا ہی نہاں افسانہ تھا
تقدیر کا مٹے گا نہ ہرگز لکھا ہوا	"	رُکتا نہیں ہے تیر کماں سے چلا ہوا
[6] ہوتا ہے رازِ عشق بھی اے دل نہاں کہیں	"	رُوکے سے رُک سکا بھی ہے نادان دھواں کہیں؟
[7] قفس ہی میں میری آنکھیں کھلی ہیں	"	نہ دیکھی میں نے صورت آشیاں کی

[1] کیفی ۲۰۱ - [2] امیر - سعید ۴۳ - ۴۳ / ۱۴۴ بہ تبدیل قافیہ) [3] ریاض ۱۳۳ - ضامن ۱۶۲ - وزیر ۲۴۶ - میر ۲۹ [4] ضامن ۱۶۳ بہ تبدیل قافیہ - [5] جلیل ۸۷ - حیدر ۱۰۲ - رند ۱۳۰ - [6] ضامن ۱۶۳ [7] عالی ۱۲۶ -

۱ شعر
۲۴۴۱ - افزوں

سیّد مبارک صبرؔ حیدرآبادی ۲۳۶

نہ سمجھو خاک کا پتلا مجھے ذرا دیکھو	صبرؔ	کہ آفتاب حقیقت اسی غبار میں ہے

ردیف ض

۱ شعر
۲۴۴۲ - افزوں

میر غلام حسینؒ ضاحکؔ ۲۳۷

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو وگرنہ	ضاحکؔ	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

۳ شعر
۲۴۴۵ - افزوں

سیّد ضیاء ضیاءؔ ۲۳۸

جمع کرکے درد سارے تو نے پیدا دل کیا	ضیاءؔ	کہہ تو اے دستِ قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
رسوائیوں کی اپنے مجھے کچھ ہوس نہیں	"	ناصح پہ کیا کروں کہ مرا دل یہ بس نہیں
آہستہ پاؤں رکھیو لے بوئے گل چمن پر	"	سوتے ہیں اس زمین میں نازک دماغ کتنے

۲۰ شعر
۲۴۶۵ - افزوں

سیّد ضامن علیؒ صابری الچشتی ضامنؔ ۲۳۹

قتل کرکے بھی نہ ہووے دلِ قاتل ٹھنڈا	ضامنؔ	پاؤں سے لاش کو مل جب ہو یہ بسمل ٹھنڈا
اُٹھ گئے ہم شبِ مہتاب میں محفل سے تری	"	لے ہوا اب تو ترا دل مہِ کامل ٹھنڈا
ہاتھ پاؤں اوس کے ابھی کاٹ نہ قاتل صیاد	"	جب تلک صید ترا ہووے نہ کامل ٹھنڈا
اتنا تو جور و ظلم نہ کر مجھ فقیر پر	"	بندے خدا کے ہم بھی تو بندے خدا کے ہیں
جب تک خیالِ غیر سے سینہ صفا نہ ہو	"	اس بتکدہ میں نورِ جمالِ خدا نہ ہو

[1] (داغ - ۱۱۶ بہ تبدیل قافیہ) [2] صفی ۱۶۱ - وزیر ۲۴۶ - امیر ۲۰۹ - ریاض ۱۳۳ -

سرسبز ہو کہاں ثمر و شاخ برگ گل	ضامن	دانہ کی طرح خاک میں جب تک ملا نہ ہو
مائل[1] اوس کے حسن پر اپنی طبیعت ہو تو ہو	״	ہے کسی کو کام کیا ہم پر مصیبت ہو تو ہو
روئے جاناں کے مقابل بے حقیقت ہی قمر	״	سامنے اوسکے کسی کی کچھ حقیقت ہو تو ہو
پہلے تو کہا مجھے نکالو	״	پھر بولے غریب ہے بلا لو
سامنے[2] لب کے ترے لعلِ یمن پتھر کے	״	رُوبرو دانتوں کے ہیں دُرِّ عدن پتھر کے
دیکھ فرہاد نے کس شوق سے چیرا تھا پہاڑ	״	اوس نے کیا کیا نہ سہے رنج و محن پتھر کے
کیا سبب ہے جو نہیں آئی صدائے نالہ	״	آج کیا بن گئے مرغانِ چمن پتھر کے
میرا[3] دل لے کے ظالم نے دغا کی	״	جفا وہ کی کہ توبہ ہے خدا کی
مستی پہ رنگِ پان لبِ فتنہ زا کی ہے	״	گویا شفق کے نیچے سیاہی گھٹا کی ہے
عارض[4] سے کب ہے زلفِ معنبر لگی ہوئی	״	ناگن سی ہے یہ گُل کے برابر لگی ہوئی
ترسائے[5] ہے ہر دم ہمیں وہ کافر ترسا	״	جب اوسکو نہ چاہیں گے تو ترسا نہ کریں گے
دل چھین لیا، قتل کیا، گھر سے نکالا	״	کیا کیا نہ کیا اور وہ کیا کیا نہ کریں گے
جُوں طفل زمین پر جو گرا کرتے ہیں آنسو	״	ہر دم تمہیں لے اشک سنبھالا نہ کریں گے
صنم[6] دیکھا ترا جلوہ کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے	״	کہیں بندہ کہیں مولیٰ کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے
کہیں عاشق ہوا اپنا کہیں معشوق کہلایا	״	کہیں مجنوں کہیں لیلیٰ کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے

سیّد محمد ضامن کنتوری[240]

۲۸ شعر

۲۴۹۳۔ افزوں

کیا[7] پوچھتے ہو رنگ دلِ داغدار کا	ضامن	سرمایہ ہے کلی کی گرہ میں بہار کا
بھر دی ہے ایک آگ رگ و پے میں عشق نے	״	ہے خوں کے قطرہ قطرہ میں عالم بہار کا
دامن تو مژہ کی جنبشِ رخنہ گر حیات تھیں	״	دامنِ چاک چاک دل و سوزنِ رفو میں تھا
شانہ کو سر چڑھا لیا اس کا نہ آیا کچھ خیال	״	اک دلِ چاک چاک بھی گیسوئے مشکبو میں تھا

۱؎ ذوق ۱۲۲۔ اسیر ۳۲۔ ۲؎ عرش ۱۷۶۔ ۳؎ حبیب ۹۸ ۴؎ شیفتہ ۱۴۹۔ ۵؎ توفیق ۷۸۔
[illegible]

[1] تو ہی دیکھ کہنے سے ایک ہاں نہ گرہ سے کچھ ترکھل ترا	ضامن	میرے دل سے دھو گئی گردِ غم ترے سر سے بوجھ اُتر گیا
ہو ساتھ دینے والا کوئی تو شامِ غم کا	"	کوتاہیٔ مقدر، عمرِ دراز ہو جا
نگاہِ دیدۂ یعقوبؑ سے کوئی سیکھے	"	بحبارِ قافلہ انتظار ہو جانا
دیدار کی لذت کوئی یعقوبؑ سے پوچھے	"	آنکھیں گئیں اور ذوقِ تماشا نہیں جاتا
سہل تھا ترکِ ہوس سخت تھی گر راہِ طلب	"	اس دلِ خانہ برانداز سے وہ بھی نہ ہوا
[2] نہ دل میں تاب و تواں ہے نہ دل ہے پہلو میں	"	نثار اس ترے نازِ ادا کے "لوٹ لیا"
مُسلم اگر ضعیف ہے اپنے عمل سے ہے	"	کہیئے نہ یہ کہ ضعف میں اسلام آ گیا
ہمیں عیب جوئی سے فرصت جو ہوتی	"	تو کوئی نہ کوئی ہنر آ ہی جاتا
جز فریب آگہی رنگِ تماشا کچھ نہیں	"	اک ذرا جھپکی پلک نیرنگِ دنیا کچھ نہیں
[3] ہے رنگِ گل کی شوخیوں سے صاف آشکار	"	بلبل کا خون تھا رگِ ابرِ بہار میں
[4] گردش سے آسماں کے ملی ہے اماں کہیں؟	"	تھا یہ بھی ساتھ ساتھ گئے ہم جہاں کہیں
منزل کے سہل و سخت برابر ہیں سب اسے	"	رُکتا نہیں ہے توسنِ عمرِ رواں کہیں
[5] اس سقفِ بے ستون سے نہ سایہ کی رکھ امید	"	محض اک فریبِ رنگ ہے یہ آسماں نہیں
[6] کر دیا وحشت نے آخر فاش پردہ عشق کا	"	کچھ نہ بگڑا قیس کا لیلیٰ کی رُسوائی ہوئی
دعائیں اب مترددنہ ہوں اثر کے لئے	"	شبِ فراقِ طلب کی ہے عمر بھر کے لئے
بر آئے یا نہ آئے تمنا سے کام ہے	"	رُودادِ عمر اک ہوسِ ناتمام ہے
کانٹا ہے چشمِ عیش کا اندیشۂ فنا	"	یہ زیست ہے تو زیست کو اپنا سلام ہے
یہ نیچی نگاہیں تیری برما گئیں دل کو	"	سچ ہے کہ ادا ملتی ہے دامن میں حیا کے
تقدیرِ تمنا کو میری بھول نہ جائے	"	دنیا ہوں گرہ اس لئے دامن میں ہوا کے
مجھے اس سے چھٹنے کا رنج ہے مجھے اس سے ملنے کی عید ہے	"	جو بعید رہ کے قریب ہے جو قریب رہ کے بعید ہے
دل کیا نذرِ ہوسِ دولتِ دنیا کے لئے	"	آگ کعبہ کو لگا دی ہے کلیسا کے لئے
کام جس سے ہے اُسی سے ہے گلوں سے کیا کام	"	ہم چمن میں بھی گئے تو چمن آرا کے لئے

[1] باغ۔ [2] تبسم ۱۳۸ بہ تبدیل قافیہ۔ [3] حفیظ ۱۰۰۔ تپش ۱۲۷۔ [4] صفیر ۱۹۱۔ [5] آتش ۲۱۔
اصغر ۱۵۔ آزردہ ۳۷۔ داغ ۱۱۷۔ غالب ۱۳۴۔ قلق ۱۹۵۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔ [6] جوش ۹۲۔ حفیظ ۱۰۱۔

آج کانٹوں پہ جو ٹکڑے ہیں میرے دامن کے	ضامن	ہوں گے پیوند یہ کل دامنِ صحرا کے لئے
ہم تو مر جائیں مگر غیر کا احسان نہ لیں	؍؍	دیکھو بیمار کوئی اور مسیحا کے لئے

سیّد ہاشم حسین ضو رح لکھنوی ۲۴۱

۴ شعر — ۲۴۹۷ - افزون

کہانی عمر بھر کی کہہ تو ڈالی ایک ہچکی میں	ضو	اب اس سے بڑھ کے قصہ اور کتنا مختصر کرنا
غش نے موقع دیا تکمیلِ محبت کا انہیں	؍؍	سر مرے آغوش میں دامن کی ہوا دیتے ہیں
[1] زخمِ دل روتا ہے تو رویا کرے تقدیر کو	؍؍	وہ تو اب کھینچے لئے جاتے ہیں اپنے تیر کو
[2] قسم اس وقت تک کھاتے رہے یوسف کے دامن کی	؍؍	اڑائی تھیں نہ جبتک دھجیاں اپنے گریباں کی

ردیف ط

پروفیسر غلام طیّب طیّب ۲۴۲

۲ شعر — ۲۴۹۹ - افزون

خسروِ خاور سے یہ کچھ کم نہیں	طیب	میرے آنسو گریۂ شبنم نہیں
نازِ ہستی کی نشاط انگیزیاں	؍؍	بے مزہ ہے گر نوائے غم نہیں

ردیف ظ

سراج الدین ابو محمد ظفر بہادر شاہ ظفر ۲۴۳

۴۰ شعر — ۲۵۳۹ - افزون

[3] مقدور کس کو حمدِ خدائے جلیل کا	ظفر	اس جا پہ بے زباں ہے دہنِ قیل و قال کا
پانی میں اوس نے راہبری کی کلیم کی	؍؍	آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیل کا
یا مجھے افسرِ شاہانہ بنایا ہوتا	؍؍	یا میرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

[1] وزیر ۲۴۶ - [2] اصغر ۵۲ - آگاہ ۲۴ - برتر ۷۱ - ساحر ۱۴۵ - غالب ۱۸۵ - [3] اکبر ۴۰ -

اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تو نے	ظفرؔ	کیوں خردمند بنایا نہ بنایا ہوتا
شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے	"	ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
نشۂ عشق کا گر ذوق دیا تھا مجھکو	"	عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ	"	ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا
دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منہ پھیر لیا	"	آج مجھ سے میری تقدیر نے منہ پھیر لیا
پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلادیا	"	اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھادیا
یار تھا[1] گلزار تھا، باد صبا تھی میں نہ تھا	"	خانہ باغ یار میں خلق خدا تھی میں نہ تھا
آپ نے کیوں چشم عاشق کو نہ تلوؤں سے ملا	"	لایق پا بوس جاناں کیا حنا تھی میں نہ تھا؟
ناتوانی نے بچائی جان میری ہجر سے	"	کونے کونے ڈھونڈھتی پھرتی قضا تھی میں نہ تھا
میں سسکتا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس	"	کیا انھیں دونوں کے حصہ میں قضا تھی میں نہ تھا
ہمیں[2] عشق میں اس کا تو رنج ہیں کہ قرار و صبر ذرا نہ رہا	"	غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نہ رہا
نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر	"	پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
اسے چاہا میں نے کہ روک رکھوں مری جان بھی جائے تو جانے دوں	"	کئے لاکھ فریب کرور فسوں نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا
ظفرؔ آدمی اسکو نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا	"	جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
بیاں[3] کیجئے اگر احوال اپنی شام غربت کا	"	گریباں تا بدامن چاک ہو صبح قیامت کا
آنسوؤں[4] کا میری آنکھوں سے رواں ہوجانا	"	اور میرا راز نہاں سب پہ عیاں ہوجانا
کیا[5] ہوا مجھ سے کشیدہ ہے وہ گر آپ سے آپ	"	کشمش دل اسے کھینچے گی ادھر آپ سے آپ
بخت برگشتہ جو ہوجائیں گے میرے سیدھے	"	وہ چلے آئیں گے سیدھے میرے گھر آپ سے آپ
آتش شوق سے اڑتا ہے برنگ سیماب	"	لگ گئے ہیں دل بیتاب کو پر آپ سے آپ
دل سے ہے راہ اگر دل کو تو ہوجائیگی	"	بیخبر تجھ کو محبت کی خبر آپ سے آپ
دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھ ذرا	"	اس کی صورت تجھے آئیگی نظر آپ سے آپ
ہیں یہاں رنج کے آثار خوشی کے باعث	"	اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہیں ہنسی کے باعث

[1] قدر ۷، ۱۹ ۔ ظہیر ۱۶۷ ۔ [2] توح ۲۴۸ ۔ [3] حیدر ۱۰۲ ۔ عزیز ۱۷۷ ۔ قلق ۱۹۳ ۔ نصیر ۲۳۳ ۔ جان ۸۲ ۔ لاجد ۲۵۲
[4] (حفیظ ۱۰۰ ۔ غالب ۸۰ ا بہ تبدیل قافیہ) [5] ظہیر ۱۶۲ ۔ جلیل ۸۵ ۔ ناسخ ۲۱۹ بہ تبدیل قافیہ)

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دل دے کے اُن کو ایسی اذیت ہوی ہیں	ظفر	اب دل تمہیں نہ دیں گے نصیحت ہوی ہیں
وہاں[۵۱] کی مخلصی اے والے قسمت ہو تو کیونکر ہو	"	کہ ہیں آلودۂ عصیاں ہوں رحمت ہو تو کیونکر ہو
جہاں ہو نفس سا رہزن جہاں شیطاں سا ہو دشمن	"	وہاں طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو
اگر ہو دل میں محبت کا داغ اچھا ہو	"	خدا کا گھر جو نہ ہو بے چراغ اچھا ہو
ہیں زمین کی پیٹھ کا بوجھ ہوئیں فلک کے دل کا غبار ہوں	"	جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اُجڑ گیا وہ دیار ہوں
گردش جو دی تھی تو بنانا تھا جام مئے	"	انسان بنا کے کیوں میری مٹی پلید کی
شب کو ہم اس طرح اوس کے گرد کاشانہ رہے	"	جیسے سرگرداں سر فانوس پروانہ رہے
روئے روشن پر میرے کب زلف کا سایہ ہے	"	رات کی اُٹھی سیاہی دن رہا تھوڑا سا ہے
یہ[۵۲] توقع مجھ کو تم سے دل ربائی کی نہ تھی	"	آشنائی کی تھی میں نے کچھ برائی کی نہ تھی
لگ گیا تھا جن دنوں کنج قفس میں اپنا دل	"	ہم کو اے صیاد کچھ پروا رہائی کی نہ تھی
تھے مکدر تم ہی ورنہ میرے دل کا آئینہ	"	بے کدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی
جانتے تھے چین سے گذریں گی راتیں وصل کی	"	ہمنشیں ہم کو خبر روز جدائی کی نہ تھی
اس[۵۳] طرف بھی تمہیں لازم ہے نگاہے گاہے	"	دم بدم لحظہ بہ لحظہ نہیں گاہے گاہے
لے گئی دل کو ادا ناز و ادا سے پہلے	"	مار ڈالا مجھے ظالم نے قضا سے پہلے
روز کرتے ہیں وہ مرنے کا تقاضا مجھ پر	"	کیا گلا گھونٹ کے مرجاؤں قضا سے پہلے

۴۰ شعر — ۷۹ ۲۵۔ افزوں

راقم الدولہ **ظہیر** دہلوی سید ظہیر الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۴

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
جبیں اور شوق اس کے آستاں کا	ظہیر	ارادہ اور ارادہ بھی کہاں کا
مری واماندگی منزل رساں ہے	"	سراغ نقش پا ہوں کارواں کا
آبرو[۵۵] رکھ لی خدا نے حشر میں اچھا ہوا	"	داد خواہوں میں ترے خلق خدا تھی میں نہ تھا
رہ گیا پس پس کے سینہ میں دل پرخوں میرا	"	تری پامالی کے قابل کیا حنا تھی میں نہ تھا

۵۱ غالب بہ تبدیل بحر و قافیہ ۱۸۳۔ ۵۲ جلیل بہ تبدیل قافیہ ۸۷۔ ۵۳ جرات ۱۸ مصحفی ۱۵۶۔ اعظم ۵۷۔ رند ۱۳۱
اسد ۶۰۔ ۵۵ ظفر ۱۶۶۔ قدر ۱۹۷۔

خلاصہ مدعائے دل کا اپنے مجملاً یہ ہے[1] — ظہیر — تحمل کر نہیں سکتے تقاضا ہو نہیں سکتا
کسی کے ہو رہو تم یا کسی کو کر رکھو اپنا — بغیر اپنا کیے کوئی کسی کا ہو نہیں سکتا
[2] سیکھ لے تجھ سے کوئی ناز اٹھانا تیرا — روٹھنا غیر کا وہ اور منانا تیرا
زندہ باش اے شبِ ہجران ہو تیری دور بلا — مجھ سے پوچھے کوئی آنکھوں میں سمانا تیرا
[3] تم نے بڑھا چڑھا کے نظر سے گرا دیا — دنیا کا اک نظر میں تماشا دکھا دیا
[4] بولے سوالِ وصل پہ "دیکھا ہے خواب کیا" — ایسی فضول باتوں کا آخر جواب کیا؟
[5] فکر یہ تھا کہ وہ سمجھیں گے وفادار نہ تھا — ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہ تھا
تم عیادت کے بہانے سے گئے غیر کے گھر — میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ بیمار نہ تھا
[6] دل کو ہو جاتی ہے کچھ دل کی خبر آپ سے آپ — بول اٹھتی ہے محبت کی نظر آپ سے آپ
[7] برا ہو اس نگاہِ شوق کا اس نے غضب ڈھایا — میرے پہلو سے آخر اٹھ گئے وہ بدگماں ہو کر
[8] کیا اور خوبرو نہیں دنیا میں ہائے ہائے — ملتے بھی ہیں تو ملتے ہیں جا کر اسی سے ہم
ہم اور چاہ غیر کی؟ اللہ سے ڈرو — ملتے ہیں تم سے بھی تو تمہاری خوشی سے ہم
پیتا ہوں عمر بھر سے مگر تر گلو نہیں — ساقی یہ خونِ دل ہے مئے مشک بو نہیں
[9] غیر کا پاس بھلا آپ کو کیوں ہونے لگا — جی درست آپ مجھی سے تو حیا کرتے ہیں؟
دیکھو اچھا نہیں اخلاص بڑھانا اتنا — جو بہت دوڑ کے چلتے ہیں گرا کرتے ہیں
[10] وائے بر حال کہ کچھ قید کی میعاد نہیں — طاقتِ ضبط نہیں رخصتِ فریاد نہیں
حسرتیں دل میں مکیں ہیں نہ سہی عیش و سرور — گھر یہ ویراں بھی نہیں ہے اگر آباد نہیں
[11] وہ مجھ فقیر سے زر کا سوال کرتے ہیں — میرا لہو عرقِ انفعال کرتے ہیں
یہ بات سچ ہے کہ دنیا مقامِ عبرت ہے — کہ خواب دیکھتے ہیں جب خیال کرتے ہیں
[12] لگا دیتی ہے دھبہ صحبتِ ناجنس اچھوں کو — کہ ہو جاتا ہے گدلا آب جب ساحل سے ملتا ہے
[13] کشتۂ ناز کی تربت ہے یہی یاد رہے — ڈرتے ڈرتے مری مرقد پہ گذرنے والے
[14] بے خبر تھے تو محبت سے خبردار نہ تھے — ہوش میں آئے تو پھر ہوش سنبھالے نہ گئے

[1] داغ ۱۱۲ چکبست ۹۳ - سیماب ۱۴۳ بہ تبدیل قافیہ [2] رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - عاشق آ ۱۷۱ - وطن ۲۴۷
شوق ۱۵۵ - فاضل ۱۹۲ - کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ [3] توفیق ۷۷ - [4] میر ۲۰۷ [5] آصفہ ۳۸ - شایق ۱۵۴ -
مظہر ۲۰۴ - فغاں ۱۸۷ - اسیر نے لفظ "فکر" کو تذکیر و تانیث ہر دو طرح باندھا ہے مولف - [6] ظفر ۱۶۶
جلیل ۸۵ - (ناسخ ۲۱۹ بہ تبدیل قافیہ) [7] اکبر ۱۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - عرش ۱۷۶ - وزیر ۱۴۵ ۲ - فروغ ۱۹۱
(امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) [8] مومن ۲۱۵ - (حسرت و جگر و ذوق ۹۹ - ۸۹ - ۱۲۳ بہ تبدیل قافیہ)
[9] داغ ۱۱۵ - میر ۲۰۹ - [10] اکبر ۵۷ - تاج ۷۹ - رند ۱۲۸ - حالی ۱۷۶ - [11] قدر ۱۹۸ - [12] جلیل ۸۸ -
داغ ۱۲۰ - [13] داغ ۱۱۹ - (احسان و نظم و صباد ۱۵۴ - ۳۰ - ۱۰۸ - ۱۵۹ - ۲۵۳ بہ تبدیل قافیہ)
[14] جلیل ۸۸ - ثاقب ۸۰ - شیفتہ ۱۵۴ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
آنکھ[۱] تک بھی تو خجالت سے ملائی نہ گئی	ظہیر	پھر بھی کافر ترے دیدہ کی صفائی نہ گئی
صفت کی خلق میں احباب ہوا باندھتے ہیں	״	وہ تو کیا اون کی ہوا تک بھی تو آئی نہ گئی
یہی دھڑکا رہا اب صبح ہوئی جاتی ہے	״	وصل کی رات بھی تشویشِ جدائی نہ گئی
وہ بُرے بھی ہوئے دشمن سے تو ہم سے نہ ملے	״	نہ گئی ہائے مقدّر کی بُرائی نہ گئی
آگیا[۲] دھیان جدھر سے وہی پتھر کی لکیر	״	جم گئی دل میں جو کافر کے مٹائی نہ گئی
نوید[۳] قتل ہے کس ننگ خانماں کیلئے	״	بناؤ صبح سے ہوتے ہیں یہ کہاں کے لئے
یہی ہے گردش افلاک اک جہاں کے لئے	״	زمین سے کام زمانے نے آسماں کیلئے
یہ زندگی تو نہ ٹھیری بلائے جاں ٹھیری	״	ہزار رنج ہیں اک جان ناتواں کے لئے
ذرا[۴] ڈرتے رہو میری فغاں سے	״	ملادوں گا زمیں کو آسماں سے
تمہارے ساتھ ہیں دشمن شب و رُوز	״	یہ فتنے تم لگا لائے کہاں سے
موت[۵] آجائے شبِ وصل سحر سے پہلے	״	کاش اُٹھ جائیں ہمیں دردِ جگر سے پہلے
رحمتِ حق ہے جو پلّہ پہ تو کیا خوفِ جحیم	״	ہو مقابل تو مرے دیدۂ تر سے پہلے
قتل پر باندھ کے تم نے اسے بدنام کیا	״	ورنہ آگاہ نہ تھا کوئی کمر سے پہلے
تم[۶] خدا جانے کہ کیا ہم پہ قیامت ڈھاؤ	״	ایسی صورت یہ وفا ہو جو کبھی تھوڑی سی

ظفر علی خاںؒ لاہوری ۲۴۵

۴ شعر

۲۵۸۳ - افزون

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
خدا[۷] نے آج تک اوس قوم کی حالت نہیں بدلی	ظفر علیخاں	نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
اٹھے[۸] کہ ترا جمال ہے زینتِ محفلِ حیات	״	دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حُسن کی زکات
ترے سلام کے لئے گلشنِ قدس کے طیُور	״	گھوم رہے ہیں ڈال ڈال جھوم رہے ہیں پات پات
سر پہ اندھیری رات ہے گھر گئی ہے بھنور میں ناؤ	״	موجِ بلا ہے تاک میں دُور ہے ساحلِ نجات

۱ جلیل ۸۷۔ عزیز ۱۷۴۔ ۲ امیر ۳۷۔ ذوق ۱۲۵۔ فاضل ۲۵۲۔ غالب ۱۸۳ ۵ مومن ۲۱۷
۳ جلیل ۸۷۔ ۴ حبیب ۹۸۔ قدیر ۲۰۰۔ سیفی ۱۴۷۔ حالی ۹۶۔ بیکس ۲۲۴۔ حفیظ ۱۰۱۔ ۵ آتش ۱۲۲ و
آباد ۲۴ و اکبر ۲۵ و ناسخ ۲۳۲ جلد ۲ بتبدیل قافیہ) ۶ خلق ۱۰۶۔

ردیف ع

مرزا گھسیٹا عشق ۲۴۶

۱ شعر
۲۵۸۴ - افزوں -

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے سیئے ہے	عشق	یہ عاشق جاں باختہ کس دن کے لیئے ہے

بھکاری داس عزیز ۲۴۷

۱ - شعر
۲۵۸۵ - افزوں -

کرے[1] نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے	عزیز	عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے

حکیم آغا جان عیش دہلوی ۲۴۸

۱ شعر
۲۵۸۶ - افزوں

اے[2] شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لیئے	عیش	تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گذار دے

عاقل ۲۴۹

۳ شعر
۲۵۸۹ - افزوں

تیری الفت میں ہوئے جان کے خواہاں کتنے	عاقل	تشنۂ خوں ہیں میرے گبر و مسلماں کتنے
ایک امید بھی تجھ سے نہ بر آئی میری	"	رہ گئے دل میں میرے حسرت و ارماں کتنے
نہیں ملتا ترے ناقہ کا پتہ اے لیلےٰ	"	چھان مارے ترے مجنوں نے بیاباں کتنے

شاہ رکن الدین عشق ۲۵۰

۱ - شعر
۲۵۹۰ - افزوں

ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو	عشق	مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا ہار کیوں نہ ہوا

[1] بیتاب ۸۷ - آشفتہ ۶۲ - درد ۱۰۹ - [2] ذوق ۱۲۵ -

۲ شعر — ۲۵۹۲ - افزوں

مہدی علی خاں
عاشق
۲۵۱

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دونوں[۱] رخسار ماہ پارے ہیں	عاشق	ابرو اور خال چاند تارے ہیں
راتیں کاٹی ہیں تارے گن گن کر	”	تیکھے چن چن کے دن گذارے ہیں

۶ شعر — ۲۵۹۸ - افزوں

منشی امداد علیؒ
علوی
۲۵۲

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
کیا[۲] فرشتوں کو خبر تھی کہ یہ خاکی پتلا	علوی	جان پڑتے ہی طلسمات کا پتلا ہوگا
جب[۳] تلک مری خودی باقی رہی تجھ پہ تھا	”	رہ گیا پھر تو فقط نام خدا میرے بعد
وہ ہمیں تھے جو ہوا کرتے تھے پامالِ خرام	”	نہ جما خاک پہ نقشِ کفِ پا میرے بعد
اے صنم بندہ کے دم سے ہے خدائی تیری	”	تجھ کو بھی کوئی کہیگا نہ خدا میرے بعد
ابھی[۴] کھل جاؤں تو سب راز حقیقت کھل جائے	”	نامۂ حبِ حقیقی کا لفافہ میں ہوں
کیا ملک میری حقیقت کو سمجھتے علوی	”	جس کا استاد نہ سمجھا وہ معمّا میں ہوں

۳ شعر — ۲۶۰۱ - افزوں۔

کریم اللہ شاہ چشتی حیدرآبادی
عاشق
۲۵۳

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
خانۂ[۵] دل میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا	عاشق	یار پہلو میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
قصرِ[۶] تن میں مرے موجود ہے پایہ تیرا	”	گھر کی کرسی ہے مری عرشِ معلیٰ تیرا
تو جو آیا ہے یہاں شکل بدل کر میری	”	ایسا آتا ہے کیسے روپ بدلنا تیرا

[۱] رند ۱۲۹ بہ تبدیل بحر۔ [۲] داغ ۱۱۳ - رند ۱۲۷ - شائق ۱۵۴ - غالب ۱۸۰ - فاضل ۲۵۲ - گویا ۲۰۴ - میر ۲۰۸ - معین ۲۲۵ - [۳] میکش ۲۲۴ - [۴] وطن ۲۴۶ - [۵] رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵

ہز اگزالٹیڈ ہائینس جلالت الملک سلطان العلوم

۹ شعر　　۲۵۴

عثمانؓ

۲۶۱۰ - افزون

نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

ہوتی ہے عبرت گل و شبنم کا عالم دیکھکر　　کیا تماشا ہے کوئی گریاں ہو خنداں کوئی ہو

اپنے غمزوں کو سکھاتے ہیں وہ بہر قتل عام　　تیغ کوئی ہو سناں کوئی ہو پیکاں کوئی ہو

کیوں نہ کھل جائیں بہ رنگ گل میرے زخم جگر　　صورت باد بہاری جب خراماں کوئی ہو

ہے خزاں کے بعد آنا موسم گل کا ضرور　　کل وہی آباد ہوگا آج جو ویرانہ ہے

سوز دل کو سوختہ جانوں سے عثمانؓ پوچھئے　　شمع کیا جانے کہ جلتا کس لئے پروانہ ہے

کیا محفل ہستی کا نقشہ متغیر ہے　　ساقی ہے نہ مطرب ہے شیشہ ہے نہ ساغر ہے

نہاں نظر سے ہوا روئے یار مشکل ہے　　اب اپنے دل پہ ہمیں اختیار مشکل ہے

کسی کے غمزہ و انداز و ناز نے دل پر　　کئے وہ ظلم کہ جس کا شمار مشکل ہے

ہزار بار تمہیں آزما کے دیکھ لیا　　تمہارے وعدوں کا اب اعتبار مشکل ہے

۲ شعر — نواب صولت جنگ عابد حیدرآبادی ۲۵۵

۲۶۱۲ افزوں۔

ضبط سے کام لے عابد نہ کر اتنی جلدی	عابد	وہ کہیں گے کہ ذرا صبر بھی یہاں میں تھیں
شہنشاہِ رسلؐ ہیں اور آدمؑ میں ہے یہ نسبت	″	وہاں تھی ابتدا اوسکی یہاں ختم نبوت ہے

۵۰ شعر — نواب عزیز یار جنگ عزیز حیدرآبادی ۲۵۶

۲۶۶۲-افزوں

جفا دیکھنی تھی ستم دیکھنا تھا	عزیز	نصیبوں میں رنج والم دیکھنا تھا
وہ آتے نہ آتے شب وعدہ لیکن	″	مجھے دے کے سر کی قسم دیکھنا تھا
گئی گذری ہوئی باتوں سے حاصل؟	″	اب ان کا شکوہ کیا اون کا گلہ کیا
پیام شوق دے کر سوچتا ہوں	″	کہوں کچھ اور بھی اس کے سوا کیا
اپنی اپنی غرض میں ہیں مشغول	″	کوئی اپنا نظر نہیں آتا
میں اگر وں غش میں وہ کہیں ہنس کر	″	"کیا ہُوا کیا نظر نہیں آتا"
وہی ہے جام وہی مے، وہی سبو لیکن	″	بدل گئی ہیں زمانے کی نیتیں کیا کیا
ستم میں لطف، جفا میں ادا، نگاہیں ناز،	″	عتاب میں بھی ہیں پنہاں عنایتیں کیا کیا
غیر کا رشک، تیرا جور، فلک کے آزار	″	دل پہ نازل ہیں شب وروز بلائیں کیا کیا
میرے ان کے توصفائی ہی مگر ڈرتا ہوں	″	بیچ والے نہیں معلوم لگائیں کیا کیا
ایک طوفان ہے فرقت کی کہانی یارب	″	ہم سنائیں بھی کسی کو تو سُنائیں کیا کیا
کیا کہا کیا کہا ادھر دیکھو	″	اب کسی سے نہیں رہا مطلب؟
"چپ رہو" اوس نے کہدیا ہنسکر	″	نہ ہوا تھا ابھی ادا مطلب
کچھ عجب اون کی ہے سمجھ اُلٹی	″	وہ سمجھتے ہیں دوسرا مطلب
مُنہ نہ کھلوائے خدا کے لئے	″	جانتا ہوں میں آپکا مطلب

ا امیر ۳۵-حالی ۹۵- داغ ۱۱۵- مومن ۲۱۶ بہ تبدیل قافیہ) ۲ انشاء ۱۹- میر ۲۱۰- ۳ امجد ۵۵
۴ یگانہ ۲۵۱ بہ تبدیل قافیہ ۵ کیفی ۳۰۱-

قیدِ ہستی سے نکلنا کوئی آسان نہ تھا	عزیز	بند رہتے تیرے آزاد کہاں تک آخر
وہ تو آئے ہیں نہ آئیں گے شبِ وصل کبھی	"	انتظار اے دلِ ناشاد کہاں تک آخر
سرگذشت اپنی سناؤں تو سناؤں کیونکر	"	حرف اک ایک رہے یاد کہاں تک آخر
زندگی بھر کا ہے لے داورِ محشر قصہ	"	مختصر ہوگی یہ رُوداد کہاں تک آخر
ہجر میں چین کہاں اور تسلی کیسی	"	"ہائے تڑپے" دلِ ناشاد کہاں تک آخر
ہونٹوں پہ ان کے ہنسی ملتے ہیں آنکھیں بگھڑی	"	اُٹھے ہیں خوابِ ناز سے وقت سحر ہیں باغ باغ
نکلے ہیں اس طرح سے وہ پہلوئے شوق سے میرے	"	یوں تو ہیں کچھ خفا خفا دل ہیں مگر ہیں باغ باغ
[1] ان کو اس درجہ تنفر ہے دلِ عاشق سے	"	خط بھی لکھا تو کہیں دال نہیں لام نہیں
کچھ خطا، کچھ جرم، کچھ میرا قصور؟	"	اس طرح مجھ پر ستم، آخر یہ کیوں
تم سمجھ لو دیکھکر صورت میری	"	میں کروں اظہارِ غم، آخر یہ کیوں
[2] پختہ کاری کا پتہ دیتی ہے خامی اونکی	"	کان کے کچے ہیں مطلب کے مگر پکے ہیں
یہ تو فرمائیے قسموں کی ضرورت کیا تھی	"	آپ اقرار کے وعدوں کے اگر پکے ہیں
ہم لٹا دیں گے محبت میں متاعِ ہستی	"	ہم دکھا دیں گے ارادے کے اگر پکے ہیں
بزمِ دشمن میں دیکھکر تم کو	"	کیا گذرتی ہے کیا خبر تم کو
[3] معلق رہ گئیں دونوں نظر اونکی فغاں میری	"	نہ یہ اوس پار ہوتی ہے نہ وہ اس پار ہوتی ہے
سمجھ لیتے ہیں وہ کہنے سے پہلے آرزو دل کی	"	خموشی میری گویا باعثِ اظہار ہوتی ہے
[4] اب بھی گر پڑ کے یہ تا عرش پہونچ جاتے ہیں	"	ناتوانی میں بھی نالوں کی رسائی نہ گئی
وعدہ کے ساتھ ساتھ تبسم کا کیا محل	"	پہلو بچاؤ کا بھی تمہارے سخن میں ہے
جام خالی ہے بھرے بیٹھے ہیں پینے والے	"	آج میخانہ کا کچھ رنگ نیا ہے کیا ہے
ہاتھ کھولو نہ چھپاؤ اِدھر آؤ دیکھوں	"	خونِ دل ہے میرا یا رنگِ حنا ہے کیا ہے
اوس نے کچھ اس طرح پوچھا دردِ دل	"	مجھ کو کہنا ہی پڑا آرام ہے
[5] ہیں روتا ہوں پکڑ کر ان کا دامن	"	وہ آنسو پونچھتے ہیں آستیں سے

[1] امانت ۲۵ - صفی ۱۶۰ - [2] معین ۲۲۶ بہ تبدیلِ ردیف - [3] اختر ۵۲ - قیس ۱۹۹ -
[4] ظ ۱۹۹ - جلیل ۸۷ - [5] ضیا ۲۳/۸ - امیر ۳۷ - داغ ۱۲۱ - مہر ۲۱۰ -

شعر	شاعر	شعر
بعد فنا بھی اون کی کدورت نہیں گئی	عزیز	دامن بچاکے چلتے ہیں میرے غبار سے
آسماں ہے ترے قدموں سے میری گھر کی زمیں[1]	”	کہ وہاں چاند یہاں نقشِ قدم ہوتا ہے
کس طرح رازِ محبت میں چھپاؤں یارب	”	اشک رُکتے ہیں تو آنکھوں پہ وَرَم ہوتا ہے
نہ بھی غیر سے افسوس محبت نہ بھی	”	مجھ کو بھی رنج ترے سر کی قسم ہوتا ہے
بے سبب گالیاں ہُوا کیا ہے[2]	”	منہ سنبھالو بُرا بھلا کیا ہے
شکوۂ غیر پر جواب ملا	”	جھُوٹ کہنے سے فائدہ کیا ہے
لیجئے مفت ہی ہمارا دل	”	اس میں نقصان آپ کا کیا ہے
سُن کے گھبراؤگے بہت دیکھو	”	یہ نہ پوچھو کہ مدعا کیا ہے
نشہ میں چُور ہیں ساغر اُٹھا نہیں سکتے	”	وہ مجھ کو ہاتھ سے اپنے پلا نہیں سکتے
عزیز روٹھ گئے ہیں اگر وہ باتوں میں	”	تو کیا ہُوا، تم انہیں کیا منا نہیں سکتے؟
میں گرا قدموں پہ اُن کے اضطرابِ شوق میں[3]	”	اور وہ گھبرا کے دامن کی ہوا دینے لگے
زیارت گاہ ہے تربت ہماری دردمندوں کی[4]	”	سحر کو روز بلبل شام کو پروانہ آتا ہے
وہ آئے میہماں ہوکر تو اس انداز سے آئے	”	یہ سمجھے دیکھنے والے کوئی بیگانہ آتا ہے

۲ شعر — **عصمت** علیا حضرت ہز ہائینس رامپور رحمت زمانی بیگم ۲۵۷

۲۶۶۴۔ افزوں۔

شعر	شاعر	شعر
ایسے بیمار کی دوا کیا ہے[5]	عصمت	جو بتاتا نہیں ہُوا کیا ہے
درد پر دوسروں کے ہنس دینا	”	یہ بھی اچھا ہے تو بُرا کیا ہے

۲ شعر — **عُرفی** ۲۵۸

۶۶۶۶۔ افزوں۔

شعر	شاعر	شعر
بے مہر التماسِ تمنا پہ ہنس پڑا	عُرفی	کتنے خجل ہوئے نگہِ التجا کے بعد
تسکین کے بعد عمرِ خضر بھی تو دیجئے	”	کیونکر جئیں گے وعدۂ صبر آزما کے بعد

لہ (آتش ۲۳۔ وزیر ۲۴۶ قدر ۱۹۸ قلندر ۱۹۹ مومن ۲۱۷ گویا ۲۰۴ تاباں ۴۶ غالب ۱۸۳ جملہ بتبدیل قافیہ)

عزیز دہلوی ٢٥٩

۱ شعر
٢٦٦٧ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
جوں شمع شغل ترے سراپا نیاز کا	عزیز	جلنا جو سوز کا ہے تو رونا گداز کا

عرش ٢٦٠

۲ شعر
٢٦٦٩ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
اسیری کا زمانہ کس طرح گذرا ہے کیا کہیے	عرش	قفس کو راستہ جاتا تھا سوئے آشیاں ہوکر
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند		رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پھر کے

راجہ بہادر نرسنگراج عالی حیدرآبادی ٢٦١

۱۰ شعر
٢٦٧٩ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
سب گنہ بھول گیا اک اسی امید پہ میں	عالی	کوئی مایوس نہ اللہ کے گھر سے نکلا
وہ گھڑی کیسی مبارک تھی خدا پھر لائے	"	روٹھنا اون کا شب وصل منانا اپنا
بت خدا بن گئے معاذ اللہ!	"	نہیں اچھی غرور کی باتیں
کون کہتا ہے کہ تو خوگر بیداد نہیں	"	مجھ میں پہلی سی مگر طاقت فریاد نہیں
لطف گل کیا ہو گلستان کا مزہ کیا آئے	"	آج بلبل کو یہ شکوہ ہے کہ صیاد نہیں
ہائے کیا کیا نہ جوانی کے مزے تھے لیکن	"	یاد اتنا ہی رہا مجھ کو کہ کچھ یاد نہیں
زمیں پر رہ کے تم خود کو نہ بھولو	"	ابھی سر پہ تمہارے آسماں ہے
عنایت ہے یہ چشم خونفشاں کی	"	حقیقت کھولدی زخم نہاں کی
جہاں بھی ہم رہے منت کش جہاں نہ رہے	"	ہم ایسی شان سے کب زیر آسماں نہ رہے
اسی پہ ساکھ ہر اک بات کی ہے دنیا میں	"	نہیں ہے قیمت انسان اگر زباں نہ رہے

۱ داغ ۱۱۲ - ۲ اکبر ۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - وزیر ۲۴۵ - ظہیر ۱۶۸ - فروغ ۱۹۱ (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ)
۳ ضامن ۱۶۳ - ۴ اکبر ۵۶ - رشد ۱۲۸ - ظہیر ۱۶۸ - تاج ۷۹ ۵ آتش ۲۲ - بےنظیر ۶۹ - شکر ۱۵۴ - بندہ ۶۵ - ناسخ ۲۳۳
۶ صفیر ۱۶۱ - ۷ آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - مونس ۲۲۶ - ارشد ۵۳ - علی ۱۲۸ - اسد ۵۶ - مزاج ۲۲۴ -
۸ عاجز ۱۲۸ -

۱۰ اشعار
حافظ ابونعیم عیش حیدرآبادی ۲۶۲
۲۶۸۹ - افزوں

آج وہ جلوہ دہِ صبح بہاراں ہو گا	عیش	اب تو ہر پھول کے دامن میں گلستاں ہو گا
پہلے ہو جاؤں من و تو کی حدوں سے باہر	"	پھر ادا سجدۂ سنگِ درِ جاناں ہو گا
تاثیر دے خدا مرے دل کی پکار میں	"	کیا کیا تڑپ ہے درد کے سرمایہ دار میں
یہ کیا بہار، دامنِ گل چاک چاک کیوں؟	"	سمجھے کوئی خزاں کی سیاست "بہار" میں
یہ کس کو خبر ہے کہ کدھر دیکھ رہا ہوں	"	تیری ہی تجلی ہے جدھر دیکھ رہا ہوں
اب فرق نہیں عیش محبت میں ہوس میں	"	ہر عیب بانداز ہنر دیکھ رہا ہوں
ملیں نرگس کو آنکھیں، سرو کو قد پھول کو عارض	"	چمن والوں میں صدقہ بٹ گیا تری جوانی کا
ترے برباد ساماں کو قفس بھی آشیانہ ہے	"	غنیمت ہے کہ صورت ہو گئی ہے سر چھپانے کی
شکستِ ضبط توہین رہ و رسمِ محبت ہے	"	نہ کر عادت رہِ الفت میں تھک کر بیٹھ جانے کی
قفس بردوش اُٹھ جا چھوڑ امیدیں رہائی کی	"	نہ ڈر گلچیں سے، برہم کائنات گلستاں کر دے

۱ شعر
عبدالعزیز صدیقی عزیز حیدرآبادی ۲۶۳
۲۶۹۰ افزوں

ہمیشہ جھومتا رہتا ہے سبزہ اپنی تربت کا	عزیز	پس مُردن بھی ہے باقی اثر جوشِ محبت کا

۱ شعر
غلام شاہد عاقل حیدرآبادی ۲۶۴
۲۶۹۱ - افزوں

گر رہی تھیں بجلیاں اور جل رہا تھا آشیاں	عاقل	ہم لپٹ کر رو رہے تھے دامنِ صیاد سے

۵ شعر
علی احمد علی حیدرآبادی ۲۶۵
۲۶۹۶ - افزوں

۱ مومن ۲۱۴ - گویا ۲۰۴ - ۲ ضامن ۱۶۴ - حفیظ ۱۰۰ - ۳ بت ۱۰ - افسر ۶۳ - غالب ۱۸۴ - ۴ جان ۸۲ - حیدر ۱۰۲ - تغلق ۱۹۳ - قیصر ۲۴۳ - ظفر ۱۶۶ - لاحد ۲۵۳ - ۵ سعید ۱۴۴ - بیتاب ۷۵

ہے ورودِ فصلِ گُل دراصل تمہیدِ خزاں [1]	علی	زندگی کو موت کا عنوان سمجھا کیجئے
منزلِ مقصد کا ملنا جستجو کی موت ہے	؍؍	ہے یہی منزل کہ منزل سے کنارا کیجئے
فسانہ حسن و محبت کا مختصر یہ ہے [2]	؍؍	اِدھر بہار نہ آئے اُدھر خزاں نہ رہے
موج و گرداب کی زد پر رہی کشتی اپنی [3]	؍؍	ہم نے پیدا کئے ساحل انہیں طوفانوں سے
میری ہستی کا ہے اک یہ بھی مقام اے ساقی	؍؍	اب نہ شیشوں سے تعلق ہے نہ پیمانوں سے

۳ شعر — ۲۶۹۹-افزوں

نواب غلام صدیق عابد حیدرآبادی

۲۶۶

نالہ و فریاد سے گو آپ نے روکا ہمیں [4]	عابد	صبر جب حد سے گذر جائے تو پھر کیا کیجئے
آپ کو آرائش گیسو سے جب فرصت ملے	؍؍	کچھ میری تقدیر کے بھی بل نکالا کیجئے
جسے سُن سکو تم جسے کہہ سکوں میں [5]	؍؍	فسانہ میرا وہ فسانہ نہیں ہے

۱ شعر — ۲۷۰۰-افزوں

گروچرن داس سکینہ عاجز حیدرآبادی

۲۶۷

وہ بزم اب نہ رہی اب وہ مہرباں نہ رہے [6]	عاجز	بس اُن کی یاد ہے یارانِ رفتگان نہ رہے

ردیف غ

ناظم جنگ نجم الدولہ دبیر الملک

۱۸۱ شعر — ۲۸۸۱-افزوں

غالب

۲۶۸

مرزا اسد اللہ خاں (دہلوی)

[1] سعید ۱۴۴ - مونس ۲۲۶ - عابد ۱۷۸ - رشید ۱۳۵ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - اسد ۵۶ - حیدر ۱۰۲ - سرور ۱۴۸ [2] حیدر ۱۰۲
عالی ۱۷۶ - مونس ۲۲۶ - رشید ۱۳۵ - آباد ۶۲ - مزاج ۲۲۴ - اثر ۵۳ - سعید ۱۴۵ - عاجز ۱۷۸ - اسد ۵۶ - [3] حیرت ۱۹۳ -
[4] آباد ۶۲ - اسد ۵۶ - رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - سرور ۱۴۸ - علی ۱۷۸ - مونس ۲۲۶ - اثر ۵۳ - سعید ۱۴۴ - [5] اظہر ۶۲ -
شوق - ۱۵۸ - [6] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - اثر ۵۳ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - حیدر ۱۰۲ - مزاج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶
سعید ۱۴۵ - عابد ۱۷۸ - ۱۷۸

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
سب کو مقبول ہے دعویٰ[1] تری یکتائی کا	غالب	روبرو کوئی بتِ آئینہ سیما نہ ہوا
بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم	"	اُلٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا
ذکر[1] اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا	"	بن گیا رقیب آخر تھا جو راز داں اپنا
مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یا رب	"	آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا
دردِ دل لکھوں کب تک جاؤں ان کو دکھلاؤں	"	انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکاں اپنا
ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے	"	بے سبب ہوا غالب دشمن آسماں اپنا
رہ گئی قتل گہہِ عام میں عزت میری	"	آج قاتل نے مجھے لاکھ میں چُن کر مارا
دل[2] کو ہم صرفِ وفا سمجھتے تھے کیا معلوم تھا	"	یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائیگا
یہ[3] کہاں تھی میری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا	"	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدہ پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	"	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو	"	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
کہے[4] یہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا	"	جتنے عرصہ میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا	"	درد کی دوا پائی دردِ لا دوا پایا
زخم[5] نے داد نہ دی تنگیٔ دل کی یا رب	"	تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا
بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل	"	جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا	"	زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا
حضرتِ ناصح گر آئیں، دیدہ و دل فرشِ راہ	"	کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دیں کہ سمجھائیں گے کیا
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک	"	ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	"	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا	"	نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
یوسف[6] اس کو کہو اور کچھ نہ کہے خیر ہوئی	"	گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعذیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق	"	آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟

[1] توفیق ۷۷۔ داغ ۱۱۳۔ مومن ۲۱۴۔ [2] وزیر ۴۴۴۔ قدر ۱۹۷۔ گویا ۲۰۴۔ [3] ناسخ ۲۹۔ [4] امیر ۳۳۔ اسمٰعیل ۵۸
داغ ۱۱۲۔ [5] امجد ۵۶ [6] نصیر ۲۳۴ (تاج ۷۹ بہ تبدیل قافیہ)

درد[۱] منت کش دوا نہ ہوا	غالب	میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا
جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو	؍؍	اک تماشہ ہوا گلہ نہ ہوا
ہے خبر گرم ان کے آنے کی	؍؍	آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا
جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی	؍؍	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	؍؍	پھر ترا وقت سفر یاد آیا
زندگی یوں بھی گذر ہی جاتی	؍؍	کیوں ترا راہگذر یاد آیا
عرض نیاز عشق کے قابل نہیں رہا	؍؍	جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے	؍؍	کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا
عشرت[۲] قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	؍؍	درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا
اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ	؍؍	اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا
ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا	؍؍	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
تجھ سے قسمت میں مری صورت قفل ابجد	؍؍	تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
بس[۳] کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	؍؍	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ	؍؍	ہائے! اوس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب	؍؍	جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا
کیا[۴] ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے	؍؍	ہے ترے حسن دل افروز کا زیور سہرا
ناؤ بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی	؍؍	ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا
سات دریا کے فراہم کئے ہونگے موتی	؍؍	تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا
رخ روشن کی دمک گوہر غلطاں کی چمک	؍؍	کیوں نہ دکھلائے فروغ مہ و اختر سہرا
یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	؍؍	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا
کون[۵] ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق؟	؍؍	ہے مکرر لب ساقی میں صلا میرے بعد
آئے ہے بیکسی عشق پہ رونا غالب	؍؍	کس کے گھر جائیگا سیلاب بلا میرے بعد

۱ امجد ۵۵ صاحب عالم ۱۵۹ ۔ ۲ حفیظ ۱۰۰ (ظفر ۱۶۶ بہ تبدیل قافیہ) ۔ ۳ چکبست ۹۲ ۔ ۴ جلیل ۸۵ ۔ اکبر ۱۴ ۔ ذوق ۱۲۲ ۔ ۵ رند ۱۲۸ ۔ شائق ۱۵۴ ۔ فاضل ۲۵۲ ۔ علوی ۱۷۱ ۔ گویا ۲۰۴ ۔ میر ۲۰۸ ۔ معین ۲۲۵ ۔

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	غالب	کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے	”	پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور
[1] نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اوس نے شدت کی	”	ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر
[2] کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھکر	”	جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھکر
بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کیساتھ	”	لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھکر
[3] اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے	”	"تو مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر"
[4] ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو	”	بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کے بغیر
کام اوس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہان میں	”	لیوے نہ کوئی نام "ستمگر" کہے بغیر
کیونکر اوس بت سے رکھوں جان عزیز	”	کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟
آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک	”	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن	”	خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
[5] رات کے وقت مے پئے ساتھ رقیب کو لئے	”	آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں
میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہئے غیر سے تہی	”	سن کے ستم ظریف نے مجھکو اٹھا دیا کہ "یوں"
[6] دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں	”	روئیں گے ہم ہزار بار" کوئی ہمیں ستائے کیوں"
دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں	”	بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں
واں وہ غرورِ عز و ناز یاں یہ حجابِ پاسِ وضع	”	راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں
قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	”	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
ہاں وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی	”	جس کو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی میں جائے کیوں
زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن	”	غیر سمجھا ہے کہ لذتِ زخمِ سوزن میں نہیں
[7] کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں	”	شبہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں
مجھ تک کب اوسکی بزم میں آتا تھا دورِ جام	”	ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں
لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا	”	لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

[1] میر ۲۱۹ - [2] مومن ۲۱۵ بہ تبدیلِ قافیہ - [3] سعید ۱۴۴ - کیفی ۲۰۲ - [4] آرزو ۵۴ - [5] شہیدی ۱۵۰ -
[6] امجد ۵۶ - ترکی ۷۷ - داغ ۱۱۵ - ناظم ۲۴۲ - [7] اسیر ۳۲ - آباد ۲۴۳ - شیفتہ ۱۴۹ - بحر ۹۸ - ذوق ۱۲۳

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
مہرباں[1] ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت	غالب	میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں
زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر ورنہ	"	کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں
جہاں[2] تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں	"	خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
تیرے سرو قامت سے اک قد آدم	"	قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں
تماشا کر اے محو آئینہ داری	"	تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
وہ[3] آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	"	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
نظر لگے نہ کہیں اوس کے دست و بازو کو	"	یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں
ترے[4] جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں	"	ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں
قید میں یعقوبؑ نے لی گو نہ یوسفؑ کی خبر	"	لیکن آنکھیں روزن دیوار زنداں ہو گئیں
نیند اوسکی ہے دماغ اوس کا ہے راتیں اوسکی ہیں	"	تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	"	مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں
گر یونہی روتا رہا غالب تو اے اہل جہاں	"	دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں
چھوڑا[5] نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	"	ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
جانا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار	"	اے کاش جانتا نہ ترے رہگذر کو میں
ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	"	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں
دل میں ہے یار کی صف مژگاں سے روکشی	"	حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہیں
اس سادگی پہ کون نہ مر جائے ایخدا	"	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبال دوش	"	صحرا میں ایخدا کوئی دیوار بھی نہیں
مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں	"	ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں
دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں	"	خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں
کرتے ہیں مجھ کو منع قدمبوس کس لئے	"	کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں
کہتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ	"	ہم کو جینے کی بھی امید نہیں

[1] شاد ۱۵۳ - [2] لعل ۲۰۵ [3] ذوق ۱۲۳ [4] داغ ۱۱۵ - کیفی ۲۰۲ [5] فانی ۱۹۰ - داغ ۱۱۶ - جلیل ۸۵ -

کہتے[1] ہو کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں	غالب	گویا جبین پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز	״	نامہرباں نہیں ہے اگر مہرباں نہیں
غرۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو	״	اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن
قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں	״	رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن
کسی[2] کو دیکے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو	״	نہ ہو جب دل ہی سینہ میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو
وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں	״	سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو	״	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھیرا	״	تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو
یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے	״	ہوئے تم دوست جس کے دشمن اوس کا آسماں کیوں ہو
قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم	״	گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو
دھوتا[3] ہوں جب میں پینے کو اس سیم تن کے پانو	״	رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو
الجھتے[4] ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ	״	جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیونکر ہو
پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا	״	یوں ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیوں نہ ہو
ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال	״	ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو
وفاداری[5] بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے	״	مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو
زباں[6] پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا	״	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا میری جو شامت آئے	״	اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لئے
اور[7] بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا	״	ساغرِ جم سے میرا جامِ سفال اچھا ہے
ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	״	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
شکوہ[8] کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	״	یہ بھی مت کہہ کہ جو کہیئے تو گلہ ہوتا ہے
نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب	״	لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو		اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے

[1] آتش ۲۱ - اصغر ۵۱ - آزردہ ۳۰ - داغ ۱۱۷ - قلق ۱۹۵ - ضامن ۱۶۳ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ - [2] داغ ۱۱۷
لاجد ۲۵۳ - [3] سیف ۴۴ (بہ تبدیل بحر) - [4] ظفر ۱۶۷ بہ تبدیل بحر و قافیہ - [5] دبیر ۱۱ - [6] ظہیر ۱۹۹ - امیر ۳۷ -
ذوق ۱۲۵ - فاضل ۲۵۲ - مومن ۲۱۷ - [7] امیر ۳۷ - داغ ۱۱۸ - جلال ۸۷ - [8] وزیر ۲۴۶ - تاباں ۷۶ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ =

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
نہ کرتا کاش نالہ مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم	غالب	کہ ہوگا باعث افزائش دردِ دروں وہ بھی
کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب	،،	قسم کھائی ہے اوس کافر نے کاغذ کے جلانے کی
اُگ رہا ہے درو دیوار سے سبزہ غالب	،،	ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے
قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے	،،	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	،،	بے نیازی تیری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد	،،	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی
بارہا دیکھی ہیں ان کی رنجشیں	،،	پر کچھ اب کی سرگرانی اور ہے
ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام	،،	ایک مرگ ناگہانی اور ہے
دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اوس نے کہا	،،	میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایں ہمہ	،،	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے
کہاں تک روؤں اس کے خیمے کے پیچھے قیامت ہے	،،	میری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی
کوئی امید بر نہیں آتی	،،	کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معین ہے	،،	نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد	،،	پر طبیعت ادھر نہیں آتی
داغ دل گر نظر نہیں آتا	،،	بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی؟
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب	،،	شرم تم کو مگر نہیں آتی
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے	،،	آخر اس درد کی دوا کیا ہے
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں	،،	کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود	،،	پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا	،،	اور درویش کی صدا کیا ہے
بے خودی بے سبب نہیں غالب	،،	کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	،،	اور پھر وہ بھی زبانی میری؟

لہ عیش ۱۷۷ - افسر ۶۳ - ۲ے تصویر ۶۸ - ۳ے اکبر ۴۵ بہ تبدیل قافیہ - ۴ے عصمت ۱۷۵ - عزیز ۱۷۵ - قدر ۱۹۸

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	غالب	تمہیں کہو کہ "یہ انداز گفتگو کیا ہے"
نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا	"	کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے
یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے	"	وگرنہ خوف بدآموزئ عدو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن	"	ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل	"	جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار	"	یہ شیشہ و قدح و ساغر و سبو کیا ہے
زندگی اپنی جب اس طرح سے گذری غالب	"	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے
تپش سے میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہے	"	میرا سر رنج بالیں ہے میرا تن بار بستر ہے
وہ آیا بزم میں دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے	"	شکیب و صبر اہل انجمن کی آزمائش ہے
نکتہ چیں ہے غم دل اوس کو سنائے نہ بنے	"	کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے
میں بلاتا تو ہوں اوس کو مگر اے جذبۂ دل	"	اوس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے	"	کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے[1]	"	کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے
قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالب	"	وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں	"	بھولے سے اوس نے سینکڑوں وعدے وفا کئے
سیاہی جیسے گر جائے دم تحریر کاغذ پر	"	میری قسمت میں یوں تصویر ہے شبہائے ہجراں کی
لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے	"	میرا ذمہ دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے
رونے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے	"	دھوئے گئے ہم ایسے کہ بس پاک ہو گئے
کہوں جو حال تو کہتے ہیں مدعا کہیے	"	تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے
نہیں ذریعۂ راحت جراحت پیکاں	"	وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دلکشا کہیے
رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے	"	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے
سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسش حال	"	کہ یہ کہے کہ "سر رہگذر ہے کیا کہیے"

۱؎ اصغر-۵۲-آگاہ ۶۴-برتر ۱۱-ساحر ۱۴۵-صفو ۱۶۵

سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب	غالب	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	"	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک	"	اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے
سچ کہتے ہو خود بین و خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں	"	بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما مرے آگے
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے	"	رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	"	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی	"	وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے
ابنِ مریم ہوا کرے کوئی	"	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی
بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ	"	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
نہ سنو گر برا کہے کوئی	"	نہ کہو گر برا کرے کوئی
کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند	"	کس کی حاجت روا کرے کوئی
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب	"	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی
[۱] پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا	"	افسونِ انتظار تمنا کہیں جسے
غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے	"	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
[۲] واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو	"	کیا بات ہے تمہاری شرابِ طہور کی
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں	"	کعبے سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی
لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اٹھا	"	گویا ابھی سنی نہیں آوازِ صور کی
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	"	آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی
نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی	"	امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق	"	نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
[۴] شق ہو گیا ہے سینہ خوشا لذتِ فراق	"	تکلیفِ پردہ داریٔ زخمِ جگر گئی
تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم	"	میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

[۱] حسرت ۹۸ - [۲] ساحر ۱۴۶ - جوش ۹۲ - رسا ۱۴۴ - اصغر ۵۴ - اختر ۵۲ - [۳] اکبر ۴۸ -
[۴] فغاں ۱۸۷ -

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل	غالب	میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے
مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے[1]	//	جوشِ قدح سے بزم چراغاں کئے ہوئے
کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو	//	عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کئے ہوئے
پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق	//	سامانِ صد ہزار نمکداں کئے ہوئے
پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں	//	سر زیر بارِ منتِ درباں کئے ہوئے

ردیف ف

اشرف علی خاں فغاںؒ

۱۶ شعر — ۲۸۹۷ افزوں — ۲۶۹ے

[1] کباب ہو گیا آخر کو کچھ برا نہ ہوا	فغاں	عجب یہ دل ہے جلا بھی تو بے مزہ نہ ہوا
دل میں زاہد کے جو جنت کے ہوا کی ہی ہوس	//	کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا
[2] دل بستگی قفس سے یہاں تک ہوئی مجھے	//	گویا کبھی چمن میں میرا آشیاں نہ تھا
[3] خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہیں	//	لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہیں
بادِ صبا تو عقدہ کشا اوسکی ہو جیو	//	مجھ سا گرفتہ دل نظر آئے اگر کہیں
میری طرف سے خاطرِ صیاد جمع ہو	//	کیا اڑ سکے گا طائرِ بے بال و پر کہیں
رونا جہاں تلک تھا میری جان ہو چکا	//	مطلق نہیں ہے چشم میں نم کا اثر کہیں
باور اگر تجھے نہیں آتا تو دیکھ لے	//	آنسو کہیں ڈھلک گئے لخت جگر کہیں
بے فائدہ ہے آرزوئے سیم و زر فغاں	//	کس زندگی کے واسطے یہ دردِ سر فغاں
بوئے کبابِ سوختہ آتی ہے خاک سے	//	دامن سے کیا گرا کوئی لختِ جگر فغاں
[4] تقویت ہے داغ سے میرے دلِ بیمار کو	//	اے فلاطوں کہہ تو کیا کہتے ہیں اس آزار کو
[5] کہتے ہیں فصلِ گل تو چمن سے گذر گئی	//	اے عندلیب تو نہ قفس بیچ مر گئی
صحبتِ گل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی	//	آج کل سارے چمن کی ہے ہوا بگڑی ہوئی
آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا گل کا ہے	//	پھر کہاں کل اوسکی جب کل ہو ذرا بگڑی ہوئی

[1] میر ۲۰۶، [2] آصف ۳۸، شایق ۱۵۴، مظہر ۲۰۶، ظہیر ۱۶۸ - [3] حالی ۹۴ - خیر ۲۱۸ - یقین ۲۵۰ - [4] درد ۱۰۸ - [5] غالب ۱۸۶ -

مفت[1] سودا ہے ارے یار کہاں جاتا ہے	فغاں	آ میرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ، تیغ بکف، چین بہ ابرو، بیباک	"	یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

حافظ میر شمس الدین محمد فیض حیدرآبادی

۲۰ شعر — ۲۷۰ — ۲۹۱۷ - افزوں

حشر تک بھی نظر آتا نہیں انکا تھمنا	فیض	دونوں آنکھیں ہیں مری ہجر میں گنگا جمنا
قدِ جاناں کو قدِ حور سے تشبیہ نہ دوں	"	یاد اے فیض ہے مجھ کو ولقد کرّمنا
عہدِ پیری میں نہیں داغِ جدائی کام کا	"	صبح کو بے نور ہے جلوہ چراغِ شام کا
حرم میں، دیر میں جب کوئی روبرو آیا	"	مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
دکھلا رہے ہیں جلوہ خلا اور ملا میں آپ	"	ہر چند ہیں مقامِ ورا الوریٰ میں آپ
دھوکہ نہ دیجئے مجھے پہچانتا ہوں میں	"	ہر آشنا میں آپ ہیں ناآشنا میں آپ
آتا ہے کس کو روپ بدلنا حضور کا	"	سو سو تماشے کرتے ہیں اک اک ادا میں آپ
شیوۂ عاجزی نہ چھوڑے فیض	"	یہ وہ شئے ہی نہیں خدا کے پاس
خاکساری کو فیض کافی ہے	"	بستر خاک اور ردائے فلک
جو ناکارہ ہوں یا میں کام کا ہوں	"	تمہارا ہوں بھلا ہوں یا برا ہوں
عبث رکھتے ہیں مجھ پر تہمت مرگ	"	بہت راتوں جگا ہوں سو رہا ہوں
کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی	"	خداوندا نہیں معلوم کیا ہوں
اک بینی و دو گوش نہیں معنیٔ انساں	"	انسان جسے کہتے ہیں وہ لوگ جدا ہیں
ایک ہی چیز ہیں مشغول بھی شاغل دونوں	"	دیکھ لیں آئینہ کو رکھ کے مقابل دونوں
گھر نہیں ایسے خدائی میں انہی میں آ رہ	"	میری آنکھیں ہیں ترے رہنے کے قابل دونوں
دولتِ دید نہ ہو پاس تو کیا اس سے حصول	"	دین و دنیا بھی ہوں بالفرض جو حاصل دونوں
ارے میاں فیض کیا چکنے گھڑے ہو	"	صنم کی گالیاں سنتے کھڑے ہو

[1] داغ ۱۲۰ (راسخ ۱۳۴ بہ تبدیل قافیہ)

صدقے [1] ہم اس کلام کے اس بول چال کے	فیض	لیکن حضور بات کریں منہ سنبھال کے
بت غنچہ لب پھر ہنسا چاہتا ہے	،	خدا جانے کیا گل کھلا چاہتا ہے
وصفِ گیسو کا اور کیا کیجئے	،	دام اقبالہٗ کہا کیجئے

نواب مشرف جنگ فیاض حیدرآبادی ۲۷۱

۲ شعر — ۲۹۱۹ ۔ افزوں

اگر رفعت پذیر اپنا غبارِ ناتواں ہوتا	فیاض	زمیں ہوتی فلک پر اور نیچے آسماں ہوتا
ہم [2] نے رو رو کے کیا ابر کو پانی پانی	،	ہنس کے بجلی کوئی تم نے بھی گرائی ہوتی؟

فقیہ ۲۷۲

۲ شعر — ۲۹۲۱ ۔ افزوں

ہم [3] نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	فقیہ	پر یہ قسمت کے نوشتہ کو نہ ٹلتے دیکھا
کیا ذاتِ مبارک میں صفائی نظر آئی	،	نقشہ میں محمدؐ کے خدائی نظر آئی

پروفیسر محمد عبدالمقتدر صدیقی فضل حیدرآبادی ۲۷۳

۷ شعر — ۲۹۲۸ ۔ افزوں

راستہ ملتا نہیں جب ظاہری بے خضر کے	فضل	پا سکیگا راہِ حقیقت پھر کوئی بے پیر کیا
فائدہ کیا لوگ جو سلگائیں مرقد کا چراغ	،	قبر جب تاریک ہو بیکار ہے ایسا چراغ
پکڑنا غش پہ غش آتا ہے مجھکو	،	سنبھالو میرے ہاتھوں سے چلا دل
یار [4] کی صورت نظر آتی نہیں	،	دل کا آئینہ ہی مدّہم کیا کریں
رات [5] دن آئینہ خانہ میں بسر کرتا ہوں	،	دیکھتا ہوں میں جدھر اپنے سوا کچھ بھی نہیں

[1] جلیل ۸۶ ۔ [2] آتش ۲۲ ۔ جلیل ۸۸ ۔ [3] قدر ۱۹۷ ۔ [4] خلق ۱۰۵ ۔ [5] داغ ۱۱۶ (امیر ۳۵ قدر ۱۹۷ تشنہ ۷۸ بہ تبدیل بحر و قافیہ)

میخانہ میں ساقی کے اک رنگ نیا دیکھا	فضل	فرزانہ ہے دیوانہ دیوانہ ہے فرزانہ
اے ظالم مغرور نہ کر ظلم تو اتنا	؍؍	گر تیری خدائی ہے تو اپنا بھی خدا ہے

۲ شعر

مرزا فرحت اللہ بیگ فرحتؔ دہلوی [۲۷۴]

۲۹۳۰ - افزوں

ہوں مشتِ خاک لیکن مستی کی داستاں ہوں	فرحت	دیکھو تو کچھ نہیں ہوں سمجھو تو اک جہاں ہوں
کس طرح قافلہ کے ہمراہ چل سکوں میں	؍؍	جو اُٹھ کے بیٹھ جائے وہ گردِ کارواں ہوں

۱۵ شعر

شوکت علی خاں فانیؔ [۲۷۵]

۲۹۴۵ - افزوں

شوق سے ناکامی کی بدولت کوچۂ دل ہی چھوٹ گیا	فانی	ساری امیدیں ٹوٹ گئیں دل بیٹھ گیا جی چھوٹ گیا
منزلِ عشق پہ تنہا پہونچے کوئی تمنا ساتھ نہ تھی	؍؍	تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا
فانیؔ ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور و کفن	؍؍	غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا
ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا	؍؍	زندگی کا ہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا
[1] جی ڈھونڈتا ہے گھر کوئی دونوں جہاں سے دور	؍؍	اس آپکی زمیں سے الگ آسماں سے دور
[2] وہ پائے شوق دے کہ جہت آشنا نہ ہو	؍؍	پوچھوں نہ خضر سے بھی کہ جاؤں کدھر کو میں
ترکِ غمِ ساحل کا حاصل نظر آتا ہے	؍؍	اے ڈوبنے والے وہ ساحل نظر آتا ہے
دل کھوئے ہوئے برسوں گذرے ہیں مگر اب بھی	؍؍	آنسو نکل آتے ہیں جب دل نظر آتا ہے
آغازِ محبت میں جینے ہی کے لالے تھے	؍؍	اب خیر سے مرنا بھی مشکل نظر آتا ہے
موجوں کی سیاست سے مایوس نہ ہو فانیؔ	؍؍	گرداب کی ہر تہ میں ساحل نظر آتا ہے
دنیا میری بلا جانے مہنگی ہے یا سستی ہے	؍؍	موت ملے تو مفت نہ لوں ہستی کی کیا ہستی ہے
دل کا اُجڑنا سہل سہی بسنا سہل نہیں ظالم	؍؍	بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے

[1] بہزاد ۷۳ - خنجر ۱۰۷ (جوہر ۹۱ بہ تبدیلِ قافیہ) [2] (داغ ۱۱۶ - غالب ۱۸۲ - جلیل ۸۵ - خلق ۱۰۶ - جگر ۹۰

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
یہاں بہارِ شبِ غم وہاں بہارِ شباب	فانی	کسی کی رات کسی کے ہیں دن قیامت کے
آئے[1] ہی ترے وعدۂ فردا کا اعتبار	ر	گھبرا کے مر نہ جائے تو پھر کوئی کیا کرے
اک فسانہ کہہ گئے اک سن گئے	ر	ہیں جو رویا مسکرا کر رہ گئے

عبد الولی فروغ حیدر آبادی ۲۷۶

۴ شعر — ۲۹۴۹ ۔ افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
کسی[2] کے جلوے دیکھے ہیں نگاہِ پاسباں ہوکر	فروغ	کسی کے پاؤں چومے ہم نے سنگِ آستاں ہو کر
کسی کے خاطرِ محزوں کا میں کانٹا نہیں بنتا	ر	کسی کی بزم میں رہتا نہیں بارِ گراں ہو کر
جو نہ سہنی تھی سہی ہم نے مصیبت ہجر کی	ر	جو نہ کرنا تھا کیا اے بے وفا تیرے لئے
اب بھی کی تو نے وفا تو پھر وہی ہے جاں نثار	ر	اب بھی حاضر ہے فروغ مبتلا ترے لئے

امیر حسن[4] فروغ ۲۷۷

۴ شعر — ۲۹۵۳ ۔ افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
لن ترانی کی صدا طور پہ موسیٰ نے سنی	فروغ	دیکھتا دل میں اگر دیکھنے والا ہوتا
میری[3] فنا کا سبب ہوگئیں میری آہیں	ر	ہوا کے جھونکوں سے آخر چراغ جل نہ سکا
سب[4] آئے اپنے پرائے میری عیادت کو	ر	بس ایک تم نہیں آئے قضا نہیں آتی
اک[5] قدم چلنا او بھیں دشوار ہے		ناتواں سوئے عدم کیونکر چلے

مسٹر نجمن جانسٹن فلاطون ۲۷۸

۲ شعر — ۲۹۵۵ ۔ افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
کیوں خزاں میں سر پٹک کر مر نہ جائے عندلیب	فلاطون	ہے بقائے گل سے وابستہ بقائے عندلیب
کیا کرے گلشن سے اس کا آب و دانہ اٹھ گیا	ر	دام میں خود پھنس گئی بیٹھے بٹھائے عندلیب

[1] سدرشن ۱۴۶ ۔ سودا ۱۳۹ ۔ معین الدین ۲۲۱ ۔ [2] اکبر ۴۱ ۔ جلیل ۸۵ ۔ حفیظ ۱۰۰ ۔ عرشی ۱۷۶ ۔ وزیر ۲۴۵ ۔ نجم ۲۶۸ (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) [3] جلیل ۳ ۸ ۔ [4] جلیل ۸۸ ۔ جگر ۹۱ ۔ جلال ۸۴ ۔ [5] امیر ۳۷ ۔ وزیر ۱۱۰ ۔

۱ شعر
۲۹۵۶ - افزوں
مسٹر فران کوئیس فراسو ۲۷۹

یوں دلِ آوارہ اپنا اے فراسو گم ہوا	فراسو	مرغ وحشی جیسے ہووے آشیانہ سے جدا

۲ شعر
۲۹۵۸ - افزوں
رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری ۲۸۰

قسم تری تجھے پاکر بھی تجھکو پا نہیں سکتے	فراق	یہ عقدہ حل بھی ہو کر عقدۂ آسان نہیں ہوتا
خلوصِ عشق یہ حقِ دیدۂ پرنم بجا لیکن	"	غمِ ہجران بھی سنتے ہیں غمِ جانان نہیں ہوتا

۳ شعر
۲۹۶۰ - افزوں
محمد عبد الغفور صدیقی فاضل حیدرآبادی ۲۸۱

دل دو پارہ نہ ہو کیوں تیغِ نظر سے تری	فاضل	چاند دو ٹکڑے ہو جب پاکے اشارا تیرا
اُن سے ہوا آغازِ نبوت ان پہ ہوئی ہے ختم رسالت	"	سب سے آخر سب سے اول صلی اللہ علیہ وسلم

۵ شعر
۲۹۶۵ - افزوں
پروفیسر محمود عبد الصبور فضیلت ایم اے حیدرآبادی ۲۸۲

تمہاری عنایت سدا چاہتا ہوں	فضیلت	میں اس کے سوا اور کیا چاہتا ہوں
سبھی درد کی کچھ دوا چاہتے ہیں	"	مگر درد میں لا دوا چاہتا ہوں
میری جاں میرا مدعا بس یہی ہے	"	"کہ اک قلب بے مدعا چاہتا ہوں"
محبت ہی سرمایۂ زندگی ہے	"	اسی میں فنا اور بقا چاہتا ہوں
میرے ساتھ ہیں لاکھوں ارماں فضیلت	"	میں اک اپنی دنیا جدا چاہتا ہوں

لہ رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - شوق ۱۵۵ (کیفی بہ تبدیل قافیہ ۲۰۱)

اشعر

۲۹۶۶ - افزوں - **محمد حسین خاں فاضل** ۲۸۳

عشق کا درس ازل کس طرح جائے یاد سے	فاضل	مدِ بسم اللہ نہیں کم سیلئ اُستاد سے
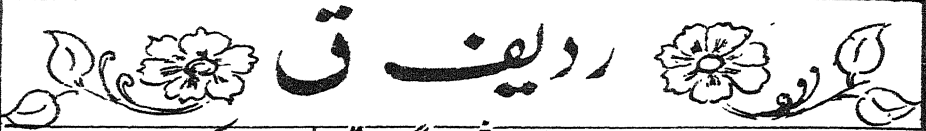
ردیف ق

۶۳ — خواجہ اسد علیخاں شمس جنگ آفتاب الدولہ میر الملک

۳۰۲۹ - افزوں — **قلق** ۲۸۴

عوض طاعت کے یہ عاصی نہیں مشتاق جنت کا [۱]	قلق	مجھے منظور ہے احسان لینا تیری قدرت کا
گرانبار اِس قدر ہوں میں تلیں گے جب عمل میرے	،،	نہ اُٹھیگا کبھی پلہ ترازوئے قیامت کا
گواہی مردۂ صد سالہ نے دی صدق کی تیرے	،،	کیا اقرار ہر اک سنگریزے نے نبوّت کا
کیا اتنا نہ کارِ خیر بد افعال ایسا ہوں	،،	کہ جو پاسنگ ہی ہوتا ترازوئے قیامت کا
عیاں ہوئے شانِ اَحد ہوتی دوئی کا پردہ اُٹھ جاتا [۲]	،،	اگر حائل نہ ہوتا درمیاں میں میم احمد کا
ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا	،،	بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا
وہ رند ہوں کہ مجھے ہتکڑی سے بیعت ہے	،،	ملا ہے گیسوِ جاناں سے سلسلہ دل کا
مہندی مل کر میرا تُرکِ ستم ایجاد آیا [۳]	،،	خونبہا ہاتھ میں لیتا ہوا جلاد آیا
ذبح کرتے تو کیا پر میری بے جرمی پر	،،	آٹھ آٹھ آنسوؤں روتا ہوا جلاد آیا
گلشن دہر میں وہ مرغ ستم دیدہ ہوں	،،	اُڑ گئی نیند اگر خواب میں صیاد آیا
اوس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا [۴]	،،	مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
تمہارے عارض و رخسار کی الفت کے شاہد ہیں [۵]	،،	سیاہی شام فرقت کی سفیدہ صبح ہجراں کا
بہار آتے ہی زخم دل ہرے سب ہو گئے میرے	،،	اُدھر چٹکا کوئی غنچہ اِدھر ٹوٹا ہر اک ٹانکا
زندگی میں ضعف نے بیکار ہاتھوں کو کیا	،،	رہ گیا پردہ گریبانِ کفن کی چاک کا

[۱] حیدر ۱۰۲ - نصیر ۲۳۳ - ظفر ۱۹۶ - جان ۸۴ - عزیز ۱۷۷ - لاحد ۲۵۳ [۵] امیر ۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - ناسخ ۲۲۸ - فاضل ۲۵۲ - بحر ۶۷ - تقی ۷۷ - [۳] امانت ۴۴ - داغ ۱۱۳ - صبا ۱۵۱ - جلال ۸۳ - [۴] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۸۰ - ... [illegible] ... شاد ۱۰۵ - قافر ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - فرح ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ -

[illegible]

سیرِ گلشن چشمِ عبرت بیں سے دیکھ اے عندلیب — قلق — ہے قبائے گل میں عالم آخری پوشاک کا

آنکھ[1] اوس نے غیر سے بھی میری طرح پھیر لی — ″ — ممنوں ہوں میں گردشِ لیل و نہار کا

اے شوخ لوٹنے کو تصدق کے ترے پھول — ″ — پھیلا ہوا ہے دیر سے دامن بہار کا

ہم عاصیوں کو بعدِ فنا بھی یہ خوف ہے — ″ — تختہ اُلٹ نہ جائے زمینِ مزار کا

ہم[2] نے احسان اسیری کا نہ برباد کیا — ″ — مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

صاف[3] لکھ بھیجا جواب اوس نے مری تحریر کا — ″ — لو لفافہ کھل گیا سارا خطِ تقدیر کا

خون کے پیاسوں کو بھی رحم آیا مجھ پر وقتِ ذبح — ″ — رو دیا سفاک نے منہ بھر گیا شمشیر کا

اہلِ محفل کی زباں گیری کا ہے انجام بد — ″ — دیکھو دنیا ہی میں منہ کالا ہوا گلگیر کا

نہیں[4] معلوم وہ کیا سوچ کے کھٹکے مجھ سے — ″ — اپنے کوچے میں کسی روز ٹہلنے نہ دیا

یہ[5] ثابت ہے میری لیلیٰ کے سیّارے بھی مجنوں ہیں — ″ — نہیں ہے ہالہ پائے مہ میں حلقہ ہے سلاسل کا

نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقیٔ مہوش — ″ — چھلک جاتا ہے اک ہی شب میں ساغر ماہِ کامل کا

قاتل کا نیمچہ جو کئی بار اُچٹ گیا — ″ — میں سخت جان وفورِ ندامت سے کٹ گیا

رخ[6] تہِ زلف ہے اور زلفِ پریشاں سر پر — ″ — لئے پھرتی ہے سحر شامِ غریباں سر پر

مانگ بالوں میں نہیں ہے یہ نمایاں سر پر — ″ — اے خضر دیکھ لے ہے چشمۂ حیواں سر پر

سچ ہے دل قول و قسم پر نہ کسی کے کوئی دے — ″ — جتنے جھوٹے ہیں لئے پھرتے ہیں قرآں سر پر

اے برائے حرمتِ خیر البشر یا غوث پاک — ″ — کیجئے مجھ پر عنایت کی نظر یا غوث پاک

اولیا میں آپ سا حاجت روا پاتا نہیں — ″ — آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہوں میں جدھر یا غوث پاک

تا نہ بر آئیں گے مقصد میں اٹھانے کا نہیں — ″ — آپ کے قدموں میں اب رکھا ہے سر یا غوث پاک

میں ہی اک بے نیل مقصد آپ کے در پر رہوں — ″ — اور سب لیجائیں دولت لوٹ کر یا غوث پاک

منہ[7] سے آگے میرے نالے نہ نکالے بلبل — ″ — کہدے گلچیں کہ زباں اپنی سنبھالے بلبل

ہے[8] جوشِ بحرِ اشک کا چشمِ پر آب میں — ″ — دریا میں ہے حباب کہ دریا حباب میں

کیونکر نہ غصہ تیز ہو ان کا شباب میں — ″ — ہوتی بہت ہے دھوپ سے تلخی گلاب میں

۱ جلیل ۸۵ - امیر ۴۴ - سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۹۳ - مصحفی ۲۱۱ - دلا ۲۴۷ - نصیر ۲۳۳ - ۲ ہوش ۳۴۹ بجنش ۹۲ - ناسخ ۲۲۹ - ۳ وزیر ۲۴۵ - ۴ جلیل ۸۵ بہ تبدیلِ قافیہ - ۵ جلال ۸۳ - ناسخ ۲۲۸ - اسیر ۳۲
۶ وزیر ۵۴۲ - امانت ۲۵ - ۷ امیر ۳۵ - رند ۱۲۹ - اسیر ۳۲ - آزاد ۲۴ - ذوق ۱۲۳ - بحر ۶۸ - راسخ ۱۳۲ - شیفتہ ۱۴۹ - جلیل ۱۸۱ - مہر ۲۱۵ - ۲۰ - ۲۳۰

[1] وہ خوشبو ہے گلوں میں نہ خلش خاروں میں — قلق — اک ترے آتے ہی خاک اڑ گئی گلزاروں میں

[2] نکھی بھی کس مزے کی فقیری نصیب میں — ״ — بستر لگائے بیٹھے ہیں کوئے حبیب میں

[3] مٹے پر بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی — ״ — غبار اپنا رہا ہے سدِ راہ کارواں برسوں

قلق پاجاتا ہے تلوار کا زخم اندمال اکثر — ״ — مگر بھرتا نہیں ہے زخمِ شمشیرِ زباں برسوں

الٰہی جان میری پڑ گئی ہے کس کشاکش میں — ״ — ادھر موت آزماتی ہے اودھر وہ آزماتے ہیں

[4] مجھ سا بھی کوئی بلبلِ بے خانماں نہیں — ״ — باغِ جہاں میں جس کا کہیں آشیاں نہیں

کیا اعتبار ایسے تلوّن مزاج کا — ״ — جو مہرباں کبھی ہے کبھی مہرباں نہیں

دل سے بھلا دیا ہے گلوں ہی نے کیا مجھے — ״ — اب برق کو بھی یاد میرا آشیاں نہیں

عاشق کا دردِ دل نہ سنو فرشِ خواب پر — ״ — آجائے جس سے نیند یہ وہ داستاں نہیں

دنیا ہو اور گلشن کوئے حبیب ہو — ״ — جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو

وہ دانہ ہوں کبھی دیکھا نہ جس نے روئے سرسبزی — ״ — وہ خرمن ہوں نہ آئے جس کو بجلی بھی گرانے کو

[5] بات کرنے سے ترے جان میں جان آتی ہے — ״ — زندہ کر دیتا ہے اعجازِ تکلّم مجھ کو

سبقت ہے تری رحمت کو غضب پر تیرے — ״ — تجھ سے ہر وقت ہے امیدِ ترحّم مجھ کو

ساقی نے منہ لگایا نہ جامِ شراب کو — ״ — اس چاند میں شرف نہ ہوا آفتاب کو

[6] بس اٹھو فاتحہ پڑھ لو بہت نہیں روتے — ״ — شہیدِ ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے

جسے کہتے ہیں سب دنیا میں پیری — ״ — یہی شامِ جوانی کی سحر ہے

دو رنگی دیکھ گلزارِ جہاں کی — ״ — کہ گل خنداں ہے بلبل نوحہ گر ہے

اس طرح شمعِ بزم نے طے کی عدم کی راہ — ״ — دیکھا تو راہ میں کہیں نقشِ قدم نہ تھے

بجائے عشق آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہے — ״ — میرے سینہ میں شاید حسرتوں کا دم نکلتا ہے

ذرا اے ساربان ناقہ کو ٹھہراتا ہوا چل — ״ — کہ خاک اک ناتواں کی بھی ہے پیچھے پیچھے محمل کے

[7] لبالب بادۂ گل رنگ سے دل کا پیالہ ہے — ״ — وہ میکش ہوں کہ جس نے دخترِ رز کو گھر میں ڈال رکھا ہے

پائی نہ اس کے ہاتھ سے راحت جہاں رہے — ״ — اس سرزمیں پہ ہم رہیں یا آسماں رہے

[1] میر ۲۰۹ ۔ [2] اسیر ۳۲ ۔ قدر ۱۹۸ (داغ و ثواب ۱۱۶ و ۲۳۹ بہ تبدیل قافیہ) [3] آتش ۷۱ ۔ اصغر ۱۱ [4] آزردہ ۳۰ ۔ داغ ۱۱۷ ۔ ضامن ۱۶۴ ۔ غالب ۱۸۳ ۔ مومن ۲۱۵ ۔ ناسخ ۲۳۰ ۔ [5] اسیر ۳۶ ۔ بیتاب ۷۴ ۔ جلال ۸۳ ۔ داغ ۱۱۵ [6] رند ۱۲۹ [7] امانت ۲۶ ۔ جرأت ۸۱ ۔

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
حد سے بڑھکر عجز بھی انساں کو کرتا ہی خراب	قلق	کی اوسی نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے
ہمارا[۱] کاٹ کر سر وہ کمال نادم ہیں	"	کھڑے ہیں دیر سے مقتل میں سر جھکائے ہوئے
کیا کیا نہ امتحان میں ہم سرخرو رہے	"	تیغ نگاہِ یار تری آبرو رہے
مرنے[۲] کے بعد بھی یہ تمنا تھی دید کی	"	آنکھیں ہوئیں نہ بند تمہارے شہید کی
کیا عذر معصیت کے کروں میں حضور سے	"	واللہ شرم آتی ہے اک اک قصور سے

قیام الدین خاں قائم ۲۸۵

اشعر
۳۰۳۰ - ۳۰۴۳ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند	قائم	دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

شیخ محمد قائم ۲۸۶

۴ شعر
۳۰۳۴ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
ہرگز[۳] نہیں مقدور تری حمد زباں کا	قائم	برہان ہے دعویٰ کی مرے عجز بیاں کا
بے دماغی سے نہ اس تک دلِ رنجور گیا	"	مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا
یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا	"	پر دیکھو لینا نہ کہیں نام کسی کا
مجھ سا کوئی جہان میں آشفتہ سر نہیں	"	ہے یوں تو زلفِ یار بھی پر اس قدر نہیں

قائم ۲۸۷

اشعر
۳۰۳۵ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
تشنۂ[۴] دیدار ہوں کس ساقی مخمور کا	قائم	جو گرا آنسو ہر اک خوشہ ہوا انگور کا

سید غلام حسین قدر بلگرامی ۲۸۸

۴۴ شعر
۳۰۷۹ - افزوں

۱؎ ۵ بحر ۶۸ - اسیر ۳۲ - امیر ۳۸ ۲؎ امیر ۳۲ - ۳؎ امانت ۴۴ - ۴؎ گویا ۲۰۳ - نصیر ۲۳۴

ترے[1] اک اک کن سے پیدا ہو گئی اک اک کائنات | قدر | تیرا اک اک حرف اک اک داستاں ہو جائیگا
میں نہ کہدونگا جو کچھ تو نے لکھا میں نے کیا | ״ | خود خطِ تقدیر ہی خطِ اماں ہو جائے گا
چشمۂ خضر سے لب ہے کہیں بہتر ان کا | ״ | کیوں نہ مُنہ دیکھ کے رہ جائے سکندر ان کا
بھر[2] نہیں سکتے سلیماں بھی ترے سائل کا مُنہ | ״ | کیا رفو آساں ہے اس زخمِ دہاندار کا
مہ[3] عارض تجھے کروٹ نہ بدلتے دیکھا | ״ | چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا
ڈبڈبائیں ادھر آنکھیں کہ ہوئے اشک رواں | ״ | طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا
واہ اے قدر نہ اشکوں سے بجھی دل کی لگی | ״ | ہم نے برسات میں گھر آپ کا جلتے دیکھا
ابتدا[4] میں صحبت اچھی چاہیئے انسان کو | ״ | کیا کہوں جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا
قدر ان مردہ پسندوں نے مجھے تڑپا دیا | ״ | غم یہی ہے میری شہرت جابجا تھی میں نہ تھا
رہیگا[5] قاتل نہ تو کہیں کا نشاں ہی یہ بسملِ حزیں کا | ״ | غبار تو پونچھ لے جبیں کا لہو تو دھو ڈال آستیں کا
تڑپ نہ پوچھو دلِ تپاں کی کہوں میں تم سے کہاں کہاں کی | ״ | اسی سے ہے گردشِ آسماں کی اسی سے ہے زلزلہ زمیں کا
کبھی[6] ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم | ״ | یہاں گذر گئی برق و سحاب کے مانند
میں کیا کہوں کسے آئیگا اعتبار اوس کا | ״ | بہت کچھ آنکھوں نے دیکھا ہے خواب کے مانند
گردشِ[7] شیشہ جھکا دے میرے پیمانے پر | ״ | حُسن برستا رہے ساقی ترے میخانے پر
ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہیں ہونے دو | ״ | چاندی سونے کے کلس ہیں میرے میخانے پر
پھر بہار آئی ہے پھر دل کو ہوا شوقِ چمن | ״ | پھر نکالے ہیں میرے بلبلِ شیدا نے پر
وہ جگہ ہے کہ پرندہ بھی نہ پر مار سکے | ״ | کیا پڑے بوم کا سایہ میرے ویرانے پر
مل گئے اشکوں میں لختِ دلِ بیتاب ہمیں | ״ | اڑ کے پانی میں ملے ریزۂ سیماب ہمیں
دشتِ غربت میں بگولوں سے لپٹ جاتے ہیں | ״ | یاد آتی ہے جو بربادیٔ احباب ہمیں
تم[8] اوسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ | ״ | جس طرف لوگ بتائیں کہ ادھر کچھ بھی نہیں
رحم[9] بھی ظلم و ستم سے نہیں خالی ان کا | ״ | دامنِ تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں
منعموں کا نہیں دریوزہ گروں پر احساں | ״ | آپ کیا دیں گے وہ خالق کا دیا دیتے ہیں

[1] غالب ۱۷۹ - گویا ۲۰۴ - ناسخ ۲۲۹ - وزیر ۲۴۴ - [2] ناسخ ۲۲۸ - [3] نقیہ ۱۸۹ - [4] ظفر ۱۶۹ - ظہیر ۱۶۷ -
[5] امیر ۳۴ - جلال ۳۰ - [6] ولی ۲۴۴ - (سودا ۱۳۸ بہ تبدیل قافیہ) [7] (کیفی ۲۰۲ بہ تبدیل قافیہ) [8] امیر ۳۵ -

فدا ہم اون پہ عبث جان و مال کرتے ہیں	قدر	وہ خواب میں بھی کسی کا خیال کرتے ہیں؟
شراب ایک ہے کوثر کی ہو کہ لندن کی	؍؍	اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہیں
جو لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں آسمان برسوں	؍؍	نہ پایا ہے نہ پائیں گے کہیں تیرا نشاں برسوں
بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی	؍؍	چلے پھر اوس جگہ ہم جہیں اٹھائے تھے جہاں برسوں
چمن کا پتّہ پتّہ ہم سے اے صیاد واقف ہے	؍؍	رہا ہے باغ میں ہر اک شجر پہ آشیاں برسوں
ہنس کے وہ کہتے ہیں تلوا میرا سہلائی تو	؍؍	قدر اب پوچھنا کیا "ہاتھ ادھر لائی تو"
نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ چھلاوہ نہ پری	؍؍	ایسا کیا وہم ہے تشریف ادھر لائی تو؟
لاکھ بوسے ہوں عنایت تو میں دل دیتا ہوں	؍؍	میرا تو مال ہے کچھ آپ بھی فرمائی تو؟
سر میرا نزع میں زانو پہ وہ رکھکر بولے	؍؍	دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہے مرجائی تو
کھینچئے ناوں سے اوٹھالوں میں زمانہ سر پہ	؍؍	فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو
کوئی کیا جانے کہاں جاکے ہوا اپنا وصال	؍؍	قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ
پاس آؤ مضائقہ کیا ہے	؍؍	یوں تو پھر وہم کی دوا کیا ہے
ہاتھ میں میرا خون مل کے کہا	؍؍	"اس کے آگے بھلا حنا کیا ہے"
حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی	؍؍	پھانسی گلے میں پڑ گئی تار نگاہ کی
پھول بنتا ہے جو رنگین کف پا ہوتا ہے	؍؍	تیرے تلوؤں کا عرق عطر حنا ہوتا ہے
کبھی سرسبز نہیں جو کوئی ہرجائی ہے	؍؍	چاندنی کا بھی کوئی کھیت ہرا ہوتا ہے؟
بوند پانی کی نہیں چاہِ ذقن میں موجود	؍؍	سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے
ایک "کن" کیا ہے کسی بات میں تو بند نہیں	؍؍	جو تو کہتا ہے ترے منہ کا کہا ہوتا ہے
ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون	؍؍	یہ وہ ہے وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے
تسخنگو کے لئے سختی یہاں ہے	؍؍	جبھی بتیس دانتوں میں زباں ہے
آ گئی فصلِ بہار دشت میں وہ ہوا چلی	؍؍	سر پہ جنوں ہوا سوار عقل پیادہ پا چلی
تو نہ آکے دید کی بیٹھ کے گھر میں عید کی	؍؍	لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی

نظیر ۱۶۸ - حق ۱۹۵ - اسیر ۳۲ (داغ ۱۱۶ - نواب ۲۳۹ بتبدیل قافیہ) عزیز ۱۷۵ عصمت ۱۷۵ - غالب ۱۸۴ - مومن ۲۱۷ - غالب ۱۸۳ - تاباں ۷۶ - گویا ۲۰۴ - وزیر ۲۴۶ - (قلندر ۱۹۹ - عزیز ۱۷۵ آتش ۲۴ بتبدیل قافیہ)

۲ شعر

قلندر ۲۸۹

۳۰۸۱ - افزوں

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا [۱]	قلندر	سراپا سنگ ہو، یا موم ہو جا
بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	〃	جو لکھا کاتبِ قدرت کا وہی ہوتا ہے

۱ شعر

بدھ سنگھ قلندر ۲۹۰

۳۰۸۲ - افزوں

چھپا ہے مانگ میں دل جا کے اب میں ڈھونڈوں کدھر	قلندر	کہ آدھی رات اِدھر ہے اور آدھی رات اُدھر

۱ شعر

سید عبدالقادر قانع حیدرآبادی ۲۹۱

۳۰۸۳ - افزوں

شعلہ [۲] اگر اُٹھے دلِ پُر اضطراب کا	قانع	جل جائے سو جگہ سے جگر آفتاب کا

۲ شعر

قیس ۲۹۲

۳۰۸۵ - افزوں

تن [۳] عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	قیس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا
قیس کی طرح سے ہو جاتے ہزاروں مجنوں	〃	پردہ محمل کا جو رکھتی کبھی لیلیٰ اُلٹا

۴ شعر

بدیع الدین قیس حیدرآبادی ۲۹۳

۳۰۸۹ - افزوں

تم [۴] اپنے بسملوں کو اپنے کوچے میں تڑپنے دو	قیس	تمہارا کیا بگڑتا ہے زمیں ہموار ہوتی ہے
یہی اک بات ہے آرام سے دنیا میں رہنے کی	〃	ضرورت سے زیادہ آرزو بیکار ہوتی ہے

۱ تاباں ۷۶ - غالب ۱۸۳ - وزیر ۲۳۶ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ - گویا ۲۰۴ (آتش ۲۳ عزیز ۱۷۵ بہ تبدیل قافیہ)
۲ آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۷ - شایق ۱۵۴ - شمشیر ۱۵۵ - تلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۹ -
[illegible]

تہی دستی سے بڑھکر روگ دنیا میں نہیں کوئی	قیس	یہ وہ ظالم ہے جس سے زندگی دشوار ہوتی ہے
محبت میں بگڑنا بھی عجب کچھ لطف دیتا ہے	״	مزا آتا ہے جب اون سے کبھی تکرار ہوتی ہے

۳ شعر

نواب قدرت نواز جنگ قدرت حیدرآبادی ۲۹۴

۳۰۹۲ - افزوں

دل کہاں حسن کی تصویر لئے پھرتے ہیں	قدرت	آپ کو آپ کے دلگیر لئے پھرتے ہیں
دیکھنا ہے ترا ثانی کوئی بھی ہے کہ نہیں	״	اس لئے ہم تیری تصویر لئے پھرتے ہیں
کف عشاق ہیں پرزے یہ گریباں کے نہیں	״	اپنا اپنا خط تقدیر لئے پھرتے ہیں

۴ شعر

سید یحییٰ حسینی قدر (عریضی) حیدرآبادی ۲۹۵

۳۰۹۲ - افزوں

قدرت[1] اون کو دیکھ لیتا ہوں ان کے سوال پر	قدر	چپ ہوں مگر جواب دئے جا رہا ہوں میں
ایک ہی اخلاص کے سجدہ میں رستہ طے ہوا	״	سر جھکاتے ہی نظر آنے لگی منزل مجھے
حسن محتاج عشق ہے ہر دم	״	خود بخود شمع جل نہیں سکتی
کم سے کم دم مرا نکل جائے	״	آرزو جب نکل نہیں سکتی

۱ شعر

صوفی محمد عبدالقدیر شاذلی ۲۹۶

۳۰۹۷ - افزوں

قدیر

دل[2] سے آنکھوں سے کلیجہ سے جگر سے پہلے	قدیر	نہیں معلوم لگی آگ کدھر سے پہلے

ردیف ک

[1] سردار ۱۴۶ - سازہ ۱۴۵ - جگر ۸۹ - تاج ۷۹ - (امین و حفیظ و سیماب و شہید - ۵۹ - ۱۰۱ - ۱۴۳ - ۱۵۷) بہ تبدیل قافیہ

[2] حبیب ۹۰ - حالی ۹۶ - سیفی ۱۴۷ - ظہیر ۱۶۹ - حفیظ ۱۰۱ - سکیش ۲۲۲
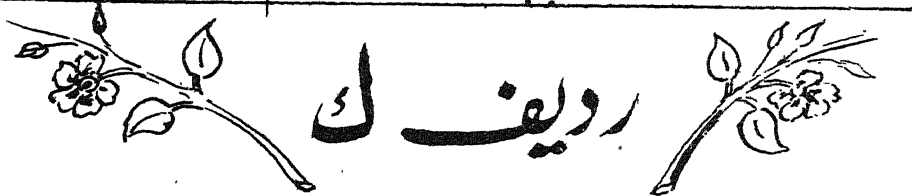
کافی ۲۹۷

۴ شعر
۳۱۰۱ - افزوں

دیکھتے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے	کافی	گلِ نظّارہ کو آنکھوں سے لگاتے جاتے
ہر سحر روئے مبارک کی زیارت کرتے	؍؍	داغِ حرماں دلِ محروں سے مٹاتے جاتے
قدمِ پاک کی گر خاک بھی ہاتھ آجاتی	؍؍	چشمِ مشتاق میں بھر بھر کے لگاتے جاتے
پائے اقدس سے ہٹاتے نہ کبھی آنکھوں کو	؍؍	روکنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے

سیّد رضی الدّین حسن کیفی رح حیدرآبادی ۲۹۸

۲۵ شعر
۳۱۲۶ - افزوں

ایمان[لے] نہ سمجھوں تیری الفت کو تو کافر	کیفی	بندہ نہ ہوں تیرا تو گنہگار خدا کا
سوزِ[لے] نہاں نے بحر میں ڈالے ہیں آبلے	؍؍	بے مصلحت نہیں ہے اُبھرنا حباب کا
وہی نظر میں ہے لیکن نظر نہیں آتا	؍؍	سمجھ رہا ہوں سمجھ میں مگر نہیں آتا
آپ کیا جانیں کسے کہتے ہیں عاشق ہونا	؍؍	کوئی آسان ہے رسوائے خلایق ہونا
سارا عالم میرا معشوق ہو یارب کہ مجھے	؍؍	دردِ دل حوصلۂ دل کے مطابق ہونا
بے نیازانہ طبیعت دل ہے شاہانہ میرا	؍؍	بھیس تو یوں دیکھنے کو ہے فقیرانہ میرا
خم، سبو، ساغر، صراحی، جام، پیمانہ میرا	؍؍	میرے ساقی جب میرا تو ہے تو میخانہ میرا
کچھ[لے] بھی چاہا نہ ہوا اے دلِ مضطر تیرا	؍؍	تری تقدیر، ترا بخت، مقدر، تیرا
ایک جھلکی ہے تری بود و نبودِ ہستی	؍؍	اک کرشمہ ہے یہ ہنگامۂ محشر تیرا
طبیعت اسکی، مرضی اسکی، دل اسکا، خوشی اسکی	؍؍	جہاں جی چاہے جاتا ہے نہیں چاہا نہیں جاتا
وہ اب کیا خاک آتے ہائے قسمت میں سنا تھا	؍؍	تجھے اے ابرِ رحمت آج ہی اتنا برسنا تھا!
ہاں[لے] کئے جاؤ غیر کا شکوہ	؍؍	میں سمجھتا ہوں آپ کا مطلب
حرفِ مطلب کو دیکھکر پوچھا	؍؍	اس کے کیا معنی اس کا کیا مطلب

لے آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - صفی ۱۶۱ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۲ - سودا ۱۳۷ - شمشیر ۱۵۵ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ -
فائق ۱۹۵ - منیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۰ - سے (رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
محبت[1] کی نظر سے ہم انھیں جب دیکھ لیتے ہیں	کیفی	تو گھبرائی ہوئی ان کی نظر پڑتی ہے دشمن پر
کوئی ہر دل عزیزی سیکھ لے تصویر سے تیری	″	کہ پڑتی ہے نگاہِ لطف یکساں دوست دشمن پر
لالہ[2] چمن میں ماہ ہے داغ آسمان پر	″	حاصل زمین پر نہ فراغ آسمان پر
دلِ[3] شکستہ تیرے کرلیتے ہیں نسبت پیدا	″	ٹوٹ پڑتے ہیں یہ ٹوٹے ہوئے پیمانوں پر
سرمہ آنکھوں میں، خمار آنکھوں میں پیار آنکھوں میں	″	ہم تری آنکھ کو پہچانیں ہزار آنکھوں میں
میں[4] ہوں کہیں، خیال کہیں ہے، نظر کہیں	″	کچھ چیز رکھ کے بھول گیا ہوں مگر کہیں
چمن کا پھول، میخانہ کا شیشہ، چرخ کا تارا	″	کوئی ٹوٹی ہوی شئے ہو ہم اپنا دل سمجھتے ہیں
دینے والے تری بے اندازِ بخشش کے نثار	″	جس کے میں لائق نہ تھا وہ لکھدیا تقدیر میں
دیکھنے والا تری تصویر لے کر کیا کرے	″	بات تری تجھ میں ہے تصویر کی تصویر میں
آفریں ہمت پروانۂ جانباز پہ ہو	″	گو کہ جیتا نہ رہا شمع سے ہارا تو نہیں
دل آیا ہے کسی پر جب ہمارا ٹوٹ کر آیا	″	طبیعت جب کسی پر آئی ہے بے اختیار آئی
مانگتی ہے دل عجب انداز سے تصویر یار	″	دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ خاموش ہے

۱۰ شعر

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی ۲۹۹

۱۳۶-۲۱-۱ افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
حُسن کے نظارہ کو حسنِ نظر درکار ہے	کیفی	دیکھنا ہے تو ان آنکھوں سے نہ دیکھا کیجئے
فکرِ عقبیٰ! ہاں سر آنکھوں پر مگر اے مہرباں	″	پہلے اس دنیا میں جو ہے فرض پورا کیجئے
ہمت و تدبیر والے بن گئے ہیں کیا سے کیا	″	آپ بیٹھے اپنی قسمت ہی کو رویا کیجئے
راحت[5] کہاں نصیب تھی؟ جو اب کہیں نہیں	″	وہ آسماں نہیں ہے کہ وہ اب زمیں نہیں
خونِ دل و جگر سے اسے سینچ اے عزیز	″	کشتِ وطن ہے یہ کوئی کشتِ زمیں نہیں
حب[6] تعلق اور تعین سے ہوا آزاد دل	″	بدعتیں کہتے ہیں جن کو روحِ ایماں ہوگئیں
مختلف آغاز سے نکلا بہت انجامِ عشق	″	سب وہ دور اندیشیاں خوابِ پریشاں ہوگئیں

۱ غالب ۱۸۱. سعید ۱۴۴. ۲ قدر ۱۹۷ بہ تبدیل قافیہ. ۳ سودا ۱۳۸. ۴ ناسخ ۲۳۲. آتش ۲۲. آباد ۲۴۴
لاحد ۲۵۳. اقبال ۵۰. ۵ اکبر ۴۴. آتش ۲۲. جرات ۸۱. داغ ۱۱۷. میر ۲۰۹. نظیر ۲۳۹. ۶ داغ ۱۱۵
[illegible]

رفتہ رفتہ اُٹھ گئی معشوق و عاشق کی تمیز	کیفی	عشق کی سب مشکلیں اس طرح آساں ہوگئیں
دو لہو کی بوندیں رکھ چھوڑی تھیں چشمِ شوق ہیں	״	وہ بھی اب آویزۂ تارِ گریباں ہوگئیں
جن امیدوں سے بنا تھا خانۂ دل رشکِ غم	״	اب وہی اس گھر کی بربادی کو طوفاں ہوگئیں

۴ شعر

نواب کاظم جنگ کاظم حیدر آبادی ۳۰۰

۱۴۰-۳۱-افزوں

تشنہ لب جب احمدِ مختار کا جانی رہے	کاظم	ہائے پھر کس کام کا دنیا میں گریانی رہے
سر برہنہ، جسمِ عریاں، آبلے پھوٹے ہوئے	״	آئے ہیں صحرا نوردی کا مزہ لوٹے ہوئے
طائرِ جاں کوچۂ جاناں میں پہنچے کس طرح	״	ہیں غمِ فرقت سے اس کے بال و پر ٹوٹے ہوئے
کاوشِ مژگاں کے اے کاظم بہت ممنوں ہیں	״	وہ پھپھولے جو ترے سینہ میں ہیں پھوٹے ہوئے

ردیف گ

۳۰ شعر

فقیر محمد خاں گویا لکھنوی ۳۰۱

۳۱۷۰-افزوں

مطلع چشمِ جاناں کو دلِ زار نے سونے نہ دیا	گویا	رات بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
درد نے، رنج و الم نے، غمِ تنہائی نے	״	قبر میں بھی انھیں دو چار نے سونے نہ دیا
خواب میں بھی نہ ہو، اُس ماہ کا تا وصل نصیب	״	اس لئے چرخِ ستمگار نے سونے نہ دیا
یار نے وصل میں چاہا کہ مجھے نیند آئے	״	پر مرے طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا
میرے اشکوں میں بجھی تھی مگر اوس کی تلوار	״	جو لگا زخم میرے جسم پہ خنداں نہ ہوا
جنوں جھاڑ کے پنجے مجھے چمٹا ہے کہ بس؟	״	کبھی دامن کو چھڑایا تو گریباں نہ ہوا
حسنِ مطلع موزیوں کی خانہ بربادی میں ہے اکثر بھلا	״	شہد ہاتھ آیا جو گھر ویراں ہوا زنبور کا

ا۵ آتش ۲۰-حبیب ۹۸-شہیدی ۱۰۹-شوکت ۱۵۷-آباد ۲۳-تراب ۷۶-معین ۲۲۵-تاسخ ۲۲۹-
۵۲ نصیر ۲۳۴-قائم ۱۹۶

دیکھ لے آگے زمیں کے آسماں رہتا ہے خم	گویا	خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا
کھول دیں گے شعلہ رُو زلفیں تو رو ئیگا جہاں	”	آنکھ سے نکلیں گے آنسو جب دُھنواں ہو جائیگا
پست ہوگا آسماں ہوگی زمین سر سے بلند	”	میرے نالوں سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا
پھر میرے نالوں سے ہو جائے گا محشر برپا	”	چاک پھر صبح قیامت کا گریباں ہوگا
نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا، یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا	”	نہ تو وصل ہُوا نہ وصال ہُوا، یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا
تڑپا نہ تہِ خنجر میں ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا	”	تھا پاسِ ادب جو قاتل کا، یہ بھی نہ ہُوا وہ بھی نہ ہوا
تھا جو افتادگی شعار اپنا	”	نہ زمیں سے اُٹھا غبار اپنا
ٹھوکریں سر میرا کھاتا نہ پھرا کس کس کے	”	کون ہے دوست کہ دشمن نہ ہُوا میرے بعد
اُٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگیں کی صورت	”	نہ رہا میں تو میرا نام رہا میرے بعد
چاند سورج ہیں ترے اے جانِ جاں بالائے سر	”	کیوں نہ ہو پھر پھر کے صدقے آسماں بالائے سر
کون افتادوں سے دنیا میں زیادہ ہے قوی	”	کیا اٹھایا ہے زمیں نے آسماں بالائے سر
دعائیں مانگیں ہیں مدتوں تک جھکا کے سر ہاتھ اٹھا اٹھا کر	”	ہوا ہوں تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر
ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر	”	اگرچہ صانع نے لاکھوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
آپ سے جاتا نہیں ہیں اوس ستمگر کی طرف	”	خود بخود گردن کھینچی جاتی ہے خنجر کی طرف
یہ جہاں ہے کشتیٔ بحرِ فنا	”	بیٹھے ہیں لیکن چلے جاتے ہیں ہم
کیا تری الفت میں رُسوائی سی رسوائی ہوئی	”	آبرو جاتی ہے آنکھوں سے رواں آنسو نہیں
بادشاہِ وقت کے ہیں دولتِ خاموشی سے	”	مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
نظارۂ رُخِ ساقی سے مجھکو مستی ہے	”	یہ آفتاب پرستی بھی مے پرستی ہے
جو چاہے رحمتِ حق عجز کر شعار اپنا	”	رواں اُودھر کو ہے پانی جدھر کو پستی ہے
سفید ہو گئے مُوئے سیاہ غفلت چھوڑ	”	ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغِ ہستی ہے
لبِ جاں بخش پہ دم اپنا فنا ہوتا ہے	”	آج عیسٰی سے یہ بیمار جدا ہوتا ہے
مر گئے ہم تو صبا لائی جوابِ نامہ	”	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے

لہ (غالب ۱۷۹ - قدر ۱۹۷ - وزیر ۴۴ - عیش ۱۷۷ - ۳ھ شایق ۱۵۴ - رند ۱۲۷ - غالب ۱۸ علوی ۱۷۱ - فاضل ۲۵۲ - میر ۲۰۸ - معین ۲۲۵ - ۶ھ نسیم ۲۳۶ - اختر ۲۲۴ - بحر ۶۷ - ۵ھ اقبال ۴۹ - توفیق ۷۷ - داغ ۱۱۳ - ... - غالب ۱۸۳ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ - تاباں ۷۶ - وزیر ۲۴۶ ... ۲ھ مومن ۲۱۴ - ناسخ ۲۲۹ ... ۲۳۱ [illegible]

(تنبیہ: قلندر ۱۹۹ ... ۲۴ ...)

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بھوں پر اس طرح	گویا	جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

۱ شعر

محمد فیض اللہ گہر (حیدرآبادی) ۳۰۲

۳۱۷۱ - افزوں

اُبھر اشباب آئے دن اب کے بہار کے	گہر	کچھ دیدو اپنے ہاتھ سے صدقہ اُتار کے

ردیف ل

۲ شعر

لا اعلم ۳۰۳

۳۱۷۳ - افزوں

جوانی اور بوئے گل میں یا رب کیا تعلق تھا	لا اعلم	کہ بوئے گل کے آتے ہی جوانی یاد آتی ہے
کسی نے اونٹ سے پوچھا تری گردن میں کیوں خم ہے	"	کہا پھر کونسا اعضا میرا شمشاد سے کم ہے

۲ شعر

نواب لطف الدولہ لطف حیدرآبادی ۳۰۴

۳۱۷۵ - افزوں

یا رسول عربیؐ حامل قرآن ہیں آپ	لطف	بات ایمان کی یہ ہے میرا ایماں ہیں آپ
مظہر ذاتِ اَحَد نامِ مبارک احمدؐ	"	فقط اِک میم کے آجانے سے انساں ہیں آپ

۲ شعر

لعل حیدرآبادی ۳۰۵

۳۱۷۷ - افزوں

عدم[1] جب سے ہستی کو ہم دیکھتے ہیں	لعل	خدا کو خودی میں بہم دیکھتے ہیں
خبر اپنی ہستی کی ہم کو نہیں ہے	"	اسی وجہ ہم رنج و غم دیکھتے ہیں

[1] غالب ۱۸۲

۴ شعر — ۳۱۸۰ - افزوں

نواب محمد لطیف الدین خان لطیف حیدرآبادی ۳۰۶

چھپا لیا تیری رحمت نے اپنے دامن میں	لطیف	گناہگار اگر کوئی اشکبار آیا
حال بیگانے اور یگانے کا	"	وقت ہی پر ہے آزمانے کا
دردِ الفت نہ چھپا لوں تو کہو	"	ایک آنسو بھی نکالوں تو کہو

ردیف ہ

۵ شعر — ۳۱۸۵ - افزوں

مرزا مظہر جان جاناں مظہر ۳۰۷

گرچہ[1] الطاف کے قابل یہ دلِ زار نہ تھا	مظہر	لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے	"	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا
میرا جی جلتا ہے اوس بلبلِ بیکس کی غربت پر	"	کہ جن نے آسرے پر گل کے چھوڑا آشیاں اپنا
جو تو نے کی سو دشمن بھی نہیں دشمن سے کرتا ہے	"	غلط تھا جانتے تھے تجھکو جو ہم مہرباں اپنا
رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوباں کی	"	مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشقِ بدگماں اپنا

۹۹ شعر — ۳۲۸۴

میر تقی میر ۳۰۸

بن پوچھے ہمارے کو جو بخشش نہ دیا تو	میر	پرسش میں ہمارے ہی دن حشر کا ڈھل جاتا
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	"	بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
کھلا[2] نشہ میں جو پگڑی کا پیچ اس کے میر	"	سمندِ ناز کو اک اور تازیانہ ہوا
ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	"	دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

[1] آصف ۳۸ - شایق ۱۵۴ - ظہیر ۱۶۴ - نغمات ۱۸۷ - [2] فغاں ۱۸۷

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف	میر	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	؍؍	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا
دکانیں حسن کی آگے ترے تختہ ہوئی ہونگی	؍؍	جو تو بازار میں ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا
معیشت ہم فقیروں کی سی اخوان زماں سے کر	؍؍	کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا
خیال اس بے وفا کا ہمنشیں اتنا نہیں اچھا	؍؍	گماں رکھتے تھے ہم بھی یہ کہ ہم سے آشنا ہوگا
نہ ہو کیوں غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانے	؍؍	لہو اس خاک پر کن کن عزیزوں کا گرا ہوگا
اے دوست کوئی مجھ سا رسوا نہ ہوا ہوگا	؍؍	دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا
ٹک گور غریباں کی کر سیر کہ دنیا میں	؍؍	ان ظلم رسیدوں پر کیا کیا نہ ہوا ہوگا؟
کہا میں نے گل کا ہے کتنا ثبات	؍؍	کلی نے یہ سن کر تبسم کیا
لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا	؍؍	کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا	؍؍	اب تو چپ بھی رہا نہیں جاتا
آتے ہی آتے ترے یہ ناکام ہو چکا	؍؍	واں کام ہی رہا تجھے یاں کام ہو چکا
منہ پر اس آفتاب کے ہے یہ نقاب کیا[1]	؍؍	پردہ رہا ہے کونسا ہم سے حجاب کیا
بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا ڈھکے رہو	؍؍	محشر میں ہم سوال کریں تو جواب کیا؟
ہم جل کے ایک راکھ کی ڈھیری بھی ہو گئے	؍؍	ہے اب تکلف آگے جلے گا کباب کیا
دیکھا پلک اٹھا کے تو پایا نہ کچھ اثر	؍؍	اے عمر برق رفتہ گئی تو شتاب کیا
جو تیر چلا اس کا سو مری طرف آیا	؍؍	اس عشق کے میدان میں میں ہی تو نشانہ تھا؟
جب تو نے نظر پھیری تب آ گئی موت اسکی	؍؍	مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا
ہر آن تھی سرگوشی یا بات نہیں گاہے	؍؍	اوقات ہے اک یہ بھی اک وہ بھی زمانہ تھا
لذت سے نہ تھا خالی جانا تہ تیغ اس کے	؍؍	اے صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا؟
دو پھول لا کے پھینکدئے میری گور پر	؍؍	یوں خاک میں ملا کے مجھے مہرباں ہوا
یک پارہ جیب کا بھی بچا میں نہیں سیا	؍؍	وحشت میں جو سیا سو کہیں کا کہیں سیا

[1] ظہیر ۱۶۸۔

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	میر	آخر! اس بیماریٔ دل نے اپنا کام تمام کیا
عہدِ جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں مُوند	”	یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوی آرام کیا
ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی	”	چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہمکو عبث بدنام
یاں کے سپید و سیہ میں ہمکو دخل جو ہے سو اتنا ہے	”	رات کو رو رو صبح کیا اور صبح کو جوں توں شام کیا
کہتے تھے کہ یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا	”	سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا
کہاں آتے میسر تجھ سے مجھکو خود نما اتنے	”	ہوا یوں اتفاق آئینہ ترے رو برو ٹوٹا
کس کی مسجد کیسے میخانے کہاں کے شیخ و شاب	”	ایک گردش میں تری چشم سیہ کے سب خراب
آگے[1] سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد	”	نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد
منہ پہ رکھ دامنِ گل روئیں گے مرغانِ چمن	”	ہر روش خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد
جیتے[2] جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	”	یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد
بعد مرنے کے میری قبر پہ آیا وہ میر	”	یاد آئی میرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد
گُل کیا؟ جسے کہیں کہ گلے کا تو ہار کر	”	ہم پھینکدیں اسے ترے منہ پر نثار کر
آغوش میں جیسے موج الہیٰ کشادہ ہیں	”	دریائے حسن اس کا کہیں ہمکنار کر
میلانِ دل ہے زلفِ سیہ فام کی طرف	”	جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف
بہار و باغ و گل و لالہ دلربا بن حیف	”	بھرے ہیں پھولوں سے جیب و کنار لیکن حیف
پوچھے ہیں وجہ گریۂ خونیں جو مجھ سے لوگ	”	کیا دیکھتے نہیں ہیں سب اس بے وفا کا رنگ؟
رہتا تھا ابتدائے محبت میں منہ سفید	”	اب زرد لب ہوا ہوں یہ ہے انتہا کا رنگ
پاس اس کا بعد مرگ ہے آداب عشق سے	”	بیٹھا ہے میری خاک سے اُٹھکر غبار الگ
ہے[3] تہِ دل بتوں کا کیا معلوم	”	نکلے پردہ سے کیا خدا معلوم
کھل جائینگی پھر آنکھیں جو مر جائیگا کوئی	”	آتے نہیں ہو باز میرے امتحاں سے تم
فقیر ہونے نے سب اعتبار کھویا ہے	”	قسم بھی کھاؤں تو کہتے ہیں کیا گدا کی قسم
تدبیرِ وصال کر رہا ہوں	”	تقدیر سے چال کر رہا ہوں

[1] رند ۱۲۷۔ شایق ۱۵۴۔ غالب ۱۸۰۔ علوی ۱۷۱۔ گویا ۲۰۴۔ فاضل ۲۵۲۔ معین ۲۲۵۔ "اردو کا عروض" مولفہ جلیل القدر میں یہ شعر غافل کا بتلایا گیا ہے۔ [2] کشکول مولفہ اصغر میں یہ شعر جان کا بتلایا گیا ہے۔ [3] محبت ۲۲۱۔

حالِ دل درد مند مت پوچھ	میر	جیتا ہوں کمال کر رہا ہوں
جائے ہے جی نجات کے غم میں	״	ایسی جنت گئی جہنم میں
مدعی مجھ کو کھڑے صاف بُرا کہتے ہیں	״	چپکے تم بیٹھے ہو سنتے اسے کیا کہتے ہیں
[1] وہ ایسی ریش والوں کو بھلا کب پان دیتے ہیں	״	جناب شیخ ناحق اس ہوس میں جان دیتے ہیں
[2] کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں	״	اس غمکدہ میں آہ دلِ خوش کہیں نہیں
کرتا ہے ابر دعوئ دریا دلی عبث	״	دامن نہیں میرا تو تیری آستیں نہیں
آتا ہے دل میں حالِ بد اپنا بھلا کہوں	״	پھر آپ ہی آپ سوچ کے کہتا ہوں "کیا کہوں"
کہے ہے کوہکن کر فکر میری خستہ حالی میں	״	"الٰہی شکر کرتا ہوں تری درگاہِ عالی میں"
یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں	״	ایک خانہ خراب ہیں دونوں
ایک سب آگ، ایک سب پانی	״	دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں
[3] طرفہ خوشرو دمِ خونریز ادا کرتے ہیں	״	وار جب کرتے ہیں مُنہ پھیر لیا کرتے ہیں
تری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو جھمکتے ہیں	״	اندھیری رات ہے برسات ہے جگنو چمکتے ہیں
آئے مجھ سے تجھ کو سو ملے تجھ سا نہ پایا ایک میں	״	سو سو کہیں تو نے مجھے منہ پر نہ لایا ایک میں
[4] میں نالہ کش تھا صبح کو یادِ حبیب میں	״	سوراخ پڑ گئے جگرِ عندلیب میں
مجلسِ یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	״	در و دیوار کو احوال سُنا جاتا ہوں
دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی میں تا کیا ہو	״	رات جاتی ہے اسی غم میں کہ فردا کیا ہو
سب ہیں دیدار کے مشتاق پر ایسے غافل	״	حشر برپا ہو کہ فتنہ اُٹھے آیا کیا ہو
[5] ظالم ہو میری جان پہ نا آشنا نہ ہو	״	بے رحمی اتنی عیب نہیں بے وفا نہ ہو
بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو	״	ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو
کہتا ہے کون میرؔ کہ بے اختیار رُو	״	ایسا تو رُو کہ رُونے پہ تیرے ہنسی نہ ہو
رکھے گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو	״	جی میں ہم نے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو
قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیشِ سحاب	״	ایک دن تو ٹوٹ پڑا اے دیدۂ تر ہو سو ہو

[1] وطن ۲۴۷ - [2] آتش ۲۲ - جرأت ۸۱ - اکبر ۴۴ - کیفی ۲۰۲ - داغ ۱۱۷ - نظیر ۲۳۹ - [3] داغ ۱۱۵ - نظیر ۱۶۸
[4] قلق ۱۹۵ - [5] ریاض ۱۳۳ - ضامن ۱۶۲ - صفی ۱۶۱ - وزیر ۲۴۶ -

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
تصویر[1] کے سے طائر خاموش رہتے ہیں ہم	میر	جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغاں سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانبِ گلستاں	״	رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاکِ آستاں سے
کیا خوبی اس کے منہ کی اے غنچہ نقل کیجئے	״	تو تو نہ بول ظالم بُو آتی ہے دہاں سے
آنکھوں میں ہی رہے ہو دل سے نہیں گئے ہو	״	حیران ہوں یہ شوخی آئی تمہیں کہاں سے؟
اُس نے دیکھا جو اُٹھ کے سوتے سے	״	اُڑ گئے آئینہ کے طوطے سے
چاہنے کا ہم پہ یہ خوباں جو دھرتے ہیں گناہ	״	اُن سے بھی پوچھو کوئی تم اتنے پیارے کیوں ہوئے؟
اب[2] کرکے فراموش تو ناشاد کروگے	״	پر ہم جو نہ ہوں گے تو بہت یاد کروگے
اسیرِ زلف کرے قیدیٔ کمند کرے	״	پسند اوسکی ہے "وہ جس طرح پسند کرے"
برقع کو اٹھا چہرہ سے وہ بت اگر آئے	״	اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آئے
صناع ہیں سب خوار ازانجملہ ہوں میں بھی	״	ہے عیب بڑا اس میں جسے کچھ ہنر آئے
سرہانے میر کے آہستہ بولو	״	ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے
وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دئے	״	پردے تعینات کے جو تھے اُٹھا دئے
نہ[3] ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے	״	پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے
یوں اُٹھے آہ اس گلی سے ہم	״	جیسے کوئی جہاں سے اُٹھتا ہے
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	״	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے
ہستی[4] اپنی حباب کی سی ہے	״	یہ نمائش سراب کی سی ہے
میں جو بولا، کہا کہ "یہ آواز	״	اسی خانہ خراب کی سی ہے"
میر ان نیم باز آنکھوں میں	״	ساری مستی شراب کی سی ہے
رہ[5] گئی بات کٹ گئی شبِ ہجر	[illegible]	تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی
کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے	״	اس کی آنکھوں کی نیم خوابی ہے
کچھ[6] موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی	״	شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی
نہ[7] بھول اے آرسی گر یار کو تجھ سے محبت ہے	״	نہیں ہے اعتبار اس کا یہ منہ دیکھے کی چاہت ہے

۱ واحد ۲۵۴ - ۲ حسرت ۹۷ - سودا ۱۳۸ - ۳ جلال ۸۳ - امیر ۳۷ - داغ ۱۲۱ - عزیز ۱۷۴ - ۴ شاداں ۱۵۰
۵ واحد ۲۵۴ ۶ انشا ۱۹۰ - عابد ۱۷۳ -

کیا غم میں ویسے خاک فتادہ سے ہو سکے	میر	دامن پکڑ کے یار کا جو ٹک نہ رو سکے
بہ رنگِ صوتِ جرس تجھ سے دور ہوں تنہا	″	خبر نہیں ہے تجھے آہ کارواں میری
چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے	″	اس گریباں ہی سے ہاتھ اُٹھایا ہم نے
آئے نو بہارِ ناز ترے انتظار میں	″	اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے
کبھو میر اوس طرف آکر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے	″	خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے
نہ دیکھا غمِ دوستاں شکر ہے	″	ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے
میں تو سمجھا کہ کچھ ہنسی سے ہے	″	دل میں کیا کیا سلامتی سے ہے

شیخ غلام محمد ہمدانی مصحفی ۳۰۹

۴۸ شعر

۳۳۲۲ - افزوں

[1] سرِ شام اس نے منہ سے جو رُخِ نقاب اُلٹا	مصحفی	نہ غروب ہونے پایا وہیں آفتاب اُلٹا
جو پھرا کے اس نے منہ سے بہ صد نقاب اُلٹا	″	اِدھر آسمان اُلٹا اودھر آفتاب اُلٹا
جو خیال میں کسو کے شبِ ہجر سو گیا ہو	″	نہ ہو صبح کو الٰہی کبھی اوس کا خواب اُلٹا
کسی مست کی لگی ہے مگر اس کے سر کو ٹھوکر	″	جو پڑا ہے میکدہ میں یہ خمِ شراب اُلٹا
ہیں عجب یہ رسم دیکھی مجھے روزِ عیدِ قرباں	″	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا
صاف چولی سے عیاں ہے بدنِ سُرخ ترا	″	نہیں چھپتا تہِ شبنم چمنِ سرخ ترا
آتشِ تیز بن ٹھیرا ہے کہیں یوں بھی سپند	″	کہہ رہا ہے یہی خالِ ذقنِ سُرخ ترا
[2] کر لے صبا طواف ہمارے مزار کا	″	پائے گی پھر نشاں بھی نہ مُشتِ غبار کا
کچھ دیر ہے رہائی مُرغِ اسیر میں	″	جائے ابھی چمن سے نہ موسم بہار کا
[3] پیری سے ہو گیا یوں اس دل کا داغ ٹھنڈا	″	جس طرح صبح ہوتے کر دیں چراغ ٹھنڈا
[4] لکھا ہے خاک کوئے یار سے اے دیدۂ گریاں	″	قیامت میں کروں گا گر کوئی حرفِ کفن بگڑا
نہ مارے حق کسی کو کر کے مفلس وائے رسوائی	″	جہاں کوتہ ہوا کپڑا کفن کا وہ کفن بگڑا

[1] امانت ۲۹۔ (نظر و حسرت - ۲۴۳ و ۹۹ - تبدیلِ قافیہ) [2] ۱۸ [3] امیر ۳۲ - شکر ۱۵۱، ضامن ۱۶۳ سودا ۱۳۷ - قلق ۱۹۴ - جلیل ۸۵ - نصیر ۲۳۳ - ولا ۲۲۴ - [4] انشاء ۱۸ - [5] آتش ۲۰ - ناسخ ۲۲۹ -

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
دن جوانی کے گئے موسمِ پیری آیا	مصحفی	آبرو خواب ہے اب وقتِ حقیری آیا
کب کا اک عمر سے جھگڑا ہے دل و جاں کے بیچ	〃	کام دونوں کا کیا یار نے اک آن کے بیچ
ہوئی ہے لبکہ یہ فصلِ بہار دامن گیر	〃	چلیں چمن سے تو ہوتا ہے خار دامن گیر
نہ گیا کوئی عدم کو دلِ شاداں لے کر	〃	یاں سے کیا کیا نہ گئے حسرت و ارماں لیکر
جی ہی جی بیچ بہت شاد رہا کرتے ہیں	〃	ترے عارض کی بلائیں ترے مژگاں لیکر
کیا خطا مجھ سے ہوئی رات کہ اوس کافر کا	〃	میں نے خود چھوڑ دیا ہاتھ میں داماں لیکر
طرفہ سوجھی یہ جنوں کو ترے دیوانے کی	〃	راہ میں پھینک دئے خارِ مغیلاں لیکر
ابر کی طرح سے کر دیویں گے عالم کو نہال	〃	ہم جدھر جائیں گے یہ دیدۂ گریاں لیکر
پھر گئی سوئے اسیرانِ قفس بادِ بہار	〃	خبرِ آمدِ ایامِ بہاراں لے کر
ہائے وہ دل کہ جسے میں نے بغل میں پالا	〃	اب اوسے یوں ہدفِ ناوکِ مژگاں دیکھوں
دل کروں کیونکر میں اپنا نذر چشمِ یار کو	〃	رسم ہے آئینہ دکھلاتے نہیں بیمار کو
نوجوانی کھو کے یوں پیری میں غفلت بڑھ گئی	〃	صبح کو آتی ہے جیسے نیند شب بیدار کو
گرے جو اوس کی نظر سے تو پھر کہاں کے ہوئے	〃	نہ ہم زمیں کے ہوئے اور نہ آسماں کے ہوئے
حسرت پہ اوس مسافرِ بیکس کے روئیے	〃	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	〃	بیچ ہی ڈالیں جو یوسفؑ سا برادر ہوئے
تم رات وعدہ کرکے جو ہم سے چلے گئے	〃	پھر جب سے خواب میں بھی نہ آئے بھلے گئے
کوفت یہ دل نے اٹھائی کہ نہ ٹھیرے آنسو	〃	یاد آئی جو تری موسمِ باراں میں کبھی
آہ کس کو یہ کیا پہلے پہل تو نے شکار	〃	آج تک خوں نہ لگا تھا ترے پیکاں میں کبھی
شاید آتا ہے اسیروں میں کوئی تازہ اسیر	〃	اس قدر شور نہ تھا خانۂ زنداں میں کبھی
او دامن اٹھا کے جانے والے	〃	ٹک ہم کو بھی خاک سے اٹھا لے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے شانے پر	〃	تو مارے شرم کے آئی ہوئی گھٹا پھر جائے
دل کے دھڑکوں کا یہ عالم ہے کہ بے منت و ست	〃	ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اڑا جاتا ہے

۱؎ داغ ۱۴۱ ۲؎ تبدیل قافیہ ۳؎ ناسخ ۲۳۲

مصرعِ اوّل	شاعر	مصرعِ ثانی
ہرگز نہ مرادِ دلِ معشوق بر آئے [۵۱]	مصحفی	یارب نہ شبِ ہجر کے پیچھے سحر آئے
آغازِ صبحِ ہجر کا انجام دُور ہے	؍؍	اے دیدہ اور رُو کہ ابھی شام دُور ہے
انصاف تو کرو دلِ بیتاب کو میرے	؍؍	آرام کس طرح ہو دلا رام دُور ہے
نازاں ہو اس قدر نہ کمندِ شعاع پر	؍؍	اے آفتاب اس کا لبِ بام دُور ہے

حکیم مومن خاں مومن دہلوی

۱۰۴ اشعر — ۳۴۲۶ - افزوں — ۳۱۰

مصرعِ اوّل	شاعر	مصرعِ ثانی
اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا	مومن	رنج راحت فزا نہیں ہوتا
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا	؍؍	جب کوئی دُوسرا نہیں ہوتا
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے	؍؍	ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا
کسی کا ہُوا آج کل تھا کسی کا	؍؍	نہ ہے تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
کیا تم نے قتلِ جہاں اک نظر میں	؍؍	کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
وہ کرتے ہیں بیباک عاشق کُشی یوں	؍؍	نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا	؍؍	کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا
وہ ہے خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے	؍؍	کاسۂ عُمر عدد حلقۂ آغوش ہُوا
موئے نہ عشق میں جبتک وُہ مہربان نہ ہوا	؍؍	بلائے جاں ہے وہ دل جو بلائے جان نہ ہوا
غیروں پہ کھُل نہ جائے کہیں راز دیکھنا	؍؍	میری طرف بھی غمزۂ غمّاز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگِ رخ مرا نظروں سے تھا نہاں	؍؍	اس مرغِ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا؟
مت رکھیو گردِ تارکِ عشّاق پر قدم	؍؍	پامال ہو نہ جائے سر افراز دیکھنا
لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا	؍؍	فلک کا حال نہ ہو کیا میرے جگر کا سا
یہ جوشِ یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے وقت	؍؍	دعائے وصل نہ کی وقت تھا اثر کا سا
نہ جاؤنگا کبھو جنت کو میں نہ جاؤں گا	؍؍	اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

[۵۱] سودا ۱۳۹ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
خبر نہیں کہ اسے کیا ہوا پر اس در پر	مومن	نشانِ پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
بیخود تھے، غش تھے، محو تھے، دنیا کا غم نہ تھا	”	جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
محو مجھ سا دمِ نظارۂ جاناں ہوگا	”	آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیراں ہوگا
آخر امید ہی سے چارۂ حرماں ہوگا	”	مرگ کی آس پہ جینا شبِ ہجراں ہوگا
کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل	”	تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آساں ہوگا
درد ہے جاں کے عوض ہر رگ و پے میں ساری	”	چارہ گر، ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا
ہنسنے نہ غیر مجھے بزم سے اٹھانے پر	”	سبک وہ ہے کہ تیری طبع پر گراں نہ ہوا
جوں خفتگانِ خاک تھی اپنی فتادگی	”	آیا جو زلزلہ کبھی کروٹ بدل گیا
ہاں تنگ دہانی کا نہ کرنے کے لئے بات	”	ہے عذر، پر ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا	”	میں الزام اوس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
تلخ کامی پر مجھے تجھ کو لبِ شیریں پہ ناز	”	آ میرے جادو سے اعجازِ مسیحائی ملا
برقِ آہ کو جو میں نے کہا مسکرا دیا	”	دل گرمیوں نے اس کے کلیجہ جلا دیا
منّت نہ دی مزار تلک آ کے اس پہ بھی	”	کہتے ہیں لوگ خاک میں اس نے ملا دیا
ہو صرصرِ خزاں سے نہ کیونکر وہ مضطرب	”	مشکل ہوا ہے پردۂ محمل کا تھامنا
آغوشِ گور ہو گئی آخر لہو لہان	”	آساں نہیں ہے آپ کے بسمل کا تھامنا
کیا ہوا ہوا اگر وہ بعدِ امتحاں اپنا	”	لے گنہ سزا پائی اب وہ دل کہاں اپنا
جانئی پس مُردن حالِ جسم و جاں کیا ہو	”	مدعی نہیں اپنی دشمن آسماں اپنا
دیر و کعبہ یکساں ہے عاشقوں کو اے مومن	”	ہو رہے وہیں کے ہم دل لگا جہاں اپنا
قتلِ عدو میں عذرِ نزاکت گراں ہے اب	”	مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زباں کٹے	”	گویا نہ وہ زمیں ہے نہ وہ آسماں ہے اب
عدو نے دیکھے کہاں اشکِ چشمِ گریاں سرخ	”	نہ آستیں ہے، نہ رومال ہے، نہ داماں سرخ
ہم دامِ محبت سے اِدھر چھوٹے اُدھر بند	”	پرواز بھی کی آہ تو جوں طائرِ پر بند

۱ عیش ۱۷۷ - گویا ۲۰۴ - ۲ داغ ۱۱۳ - ذوق ۱۲۲ - ۳ توفیق ۷۷ - غالب ۱۷۹ - داغ ۱۱۳ -
۴ داغ ۱۱۳ - ۵ گلزند ۱۲۷ -

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
دیکھا نہ کسی کی طرف ایمائے حیا سے	مومن	جادو کو کیا نرگسِ جادو نے نظر بند
جاتے[1] تھے صبح رہ گئے بیتاب دیکھکر	″	طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھکر
محفل فروز تھی تب و تابِ نہاں شمع	″	پروانہ جل گیا کہ نہ تھا راز داں شمع
وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ ہا قلق	″	یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق
یہ کہاں کی جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی	″	کوئی کیا جئے جو ہو ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق
نہیں چاہ میری اگر اوسے نہیں راہ دلمیں تو کس لئے	″	مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مرا حال سن کے ہوا قلق
کہا جاں بلب ہوں جو آئے تو مری زندگی ہو تو یہ کہا	″	"تیرے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنے کا مجھے کیا قلق"
ٹھانی[2] تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم	″	پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم	″	منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بےکسی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا	″	لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
ان ناتوانیوں پہ بھی تھے خارِ راہِ غیر	″	کیونکر نکالے جاتے نہ اوسکی گلی سے ہم؟
کیا دل کو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا	″	کیوں اپنے جی کو لگتے ہیں کچھ اجنبی سے ہم
بے روئے مثلِ ابر نہ نکلا غبارِ دل	″	کہتے تھے ان کو برقِ تبسم ہنسی سے ہم
ہر[3] ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا	″	بس اے خرامِ ناز کہ تاب و تواں نہیں
ہیں اپنی چشمِ شوق کو الزام خاک دوں	″	تیری نگاہِ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں
میں جانتا ہوں نعش پہ آنے کا مدعا	″	آسودگی پسند تری شوخیاں نہیں
ڈرتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے	″	صیاد کی نگاہ سوئے آشیاں نہیں
درازدستی یہ کس بے ادب نے کی دمِ قتل	″	تمام دامنِ قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں
کہتے[4] ہیں "تم کو ہوش نہیں اضطراب میں"	″	سارے گلے تمام ہوے اک جواب میں
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب میں	″	قاصد کی لاش آئی ہے خط کے جواب میں
لاش[5] پر آنے کی شہرت شبِ غم دیتے ہیں	″	اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں
لذتِ جورکشی نے مجھے شرمندہ کیا	″	طعنے کیا کیا مجھے اربابِ ستم دیتے ہیں

[1] غالب ۱۸۱ بہ تبدیل قافیہ۔ [2] ظہیر ۱۶۸۔ (جگر و حسرت و ذوق ۸۶ - ۹۹ - ۲۲۳ بہ تبدیل قافیہ)
[3] آتش ۲۱۔ اصغر ۱۵ - آزردہ ۳۰ - داغ ۱۱۷ - قلق ۱۹۵ - غالب ۱۸۳ - ناسخ ۲۳۰ - [4] امیر ۲۳۳ - آباد ۲۴

چین آتا ہی نہیں سوتے ہیں جس پہلو ہمیں	مومن	اضطراب دل! غرض جینے نہ دیگا تو ہمیں
مجھ پہ بعد امتحاں بھی جور کم کیونکر کریں	"	وہ ستائیں غیر کو' ایسا ستم کیونکر کریں
نیم بیداد و ستم کچھ دل مضطر میں نہیں	"	یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صف محشر میں نہیں
وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں	"	وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی	"	کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو لطف مجھ پہ تھے پیشتر وہ کرم کہ تھا میرے حال پر	"	مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ایسے سے کیا دُرستیٔ پیمان بستہ ہو	"	جو قول دے تو رنگ حنا کا شکستہ ہو
مجلس میں میرے ذکر کے آتے ہی وہ اُٹھے	"	بدنامیٔ عشّاق کا اعزاز تو دیکھو؟
اب شور ہے مثال جو دی اس خرام کو	"	یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو
خالی ہوائے فتنہ سے کاہے جہاں نہ ہو	"	اس دم قیامت آئے اگر آسماں نہ ہو
اُلٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ	"	بے طاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ
مانگا کریں گے اب سے دُعا ہجر یار کی	"	آخر تو دشمنی ہے اثر کو دُعا کے ساتھ
اوس کی گلی کہاں یہ تو کچھ باغ خُلد ہے	"	کس جائے مجھ کو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ناوک انداز جدھر دیدۂ جاناں ہوں گے	"	نیم بسمل کئی ہوں گے کئی بے جاں ہوں گے
ایک ہم ہیں کہ ہوے ایسے پشیماں کہ بس'	"	ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہوں گے
ناصحا دل میں تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم	"	لاکھ ناداں ہوئے کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے؟
ہم نکالیں گے سُن اے موج ہوا بَل تیرا	"	اون کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہوں گے
منّتِ حضرت عیسےٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	"	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہوں گے؟
عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن	"	آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے
خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی	"	خبر ہے لاش پہ اوس بے وفا کے آنے کی
نہ جائے کیوں دل مُرغ چمن' کہ سیکھ گئی	"	بہار' وضع ترے مُسکرا کے آنے کی
پھر اب کے لا ترے قربان جاؤں جذبۂ دل	"	گئے ہیں یاں سے وہ سوگند کھا کے آنے کی

[1] امیر ۳۵ و داغ ۱۱۵ و حالی ۹۵ و عابد ۱۷۳ [2] بہ تبدیل قافیہ) [3] داغ ۱۱۷ - ولا ۲۴۷ - [4] سرور ۱۴۰ - [5] نسیم ۲۳۷
[6] امیر ۳۶ -

خیالِ زلف میں خود رفتگی نے قہر کیا — مومن — اُمید تھی مجھے کیا کیا بلا کے آنے کی

کروں میں وعدہ خلافی کا شکوہ کس کس سے — ″ — اجل بھی رہ گئی ظالم سُنا کے آنے کی

روزِ جزا نہ دے جو میرے قتل کا جواب — ″ — وہم سخن رقیب کو اوس کم سخن سے ہے

کیونکر نجات آتشِ ہجراں سے ہو کہ مرگ — ″ — آئی تو دُور ہی تپ و تابِ بدن سے ہے

دعا[1] بلا تھی شبِ غم سکونِ جاں کے لئے — ″ — سخن بہانہ ہوا مرگِ ناگہاں کے لئے

ہے اعتماد مرے بختِ خفتہ پر کیا کیا — ″ — وگرنہ خواب کہاں چشمِ پاسباں کے لئے

جنونِ عشقِ ازلی کیوں نہ خاک اُڑائیں کہ ہم — ″ — جہاں میں آئے ہیں ویرانیٔ جہاں کے لئے

در[2] بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے — ″ — وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے

جاں بلب ہوں خبرِ وصل سنا دے قاصد — ″ — لب ہلانے میں ترے کام مرا ہوتا ہے

دار ہیں حشر تلک بہرِ دعا گو لبِ زخم — ″ — پر تراحق نمک کوئی ادا ہوتا ہے؟

کیونکر[3] یہ کہیں منتِ اعدا نہ کریں گے — ″ — کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں — ″ — اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کریں گے

ناصح کفِ افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام — ″ — پامال کریں گے وہ مجھے یا نہ کریں گے

دیوار کے گرتے ہی اُٹھنے لگے طوفاں — ″ — اب بیٹھ کے کونے میں بھی رویا نہ کریں گے

بیمارِ اجل چارہ کو گر حضرتِ عیسیٰؑ — ″ — اچھا نہ کریں گے تو کچھ اچھا نہ کریں گے

سینہ[4] کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اُٹھے — ″ — کیا علَم دُھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے

اُف ری گرمیٔ محبت کہ ترے سوختہ جاں — ″ — جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے

سوزشِ دل سے ہوا کیا ہی میں پانی پانی — ″ — وہ جو پہلو سے پسینہ میں نہا کے اُٹھے

کشتۂ حسرتِ دیدار ہیں یارب کس کے — ″ — نخلِ تابوت میں بھی پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دوڑ یہاں سے کھس کے — ″ — اس کو تھاموں کہ اُوسے پاؤں پڑوں کس کس کے

پاؤں تربت پہ مری دیکھ سنبھل کر رکھنا — ″ — چُور ہے شیشۂ دل سنگِ ستم سے پس کے

کیوں نہ ہم شمع کے مانند جلیں دُور کھڑے — ″ — جب عدو باعثِ گرمی ہوں تری محفل کے

[1] امیر ۳۵۔ غالب ۱۸۳۔ نظیر ۱۶۹۔ ذوق ۱۲۵۔ فاضل ۱۵۲۔ [2] غالب ۱۸۲۔ ذخیرہ ۲۴۶۔ قدر ۱۹۸۔ گویا ۳۰۔ تاباں ۷۶۔ (آتش و قلندر ۲۳ و ۱۹۹ بہ تبدیل قافیہ) [3] توفیق ۷۸۔ ضامن ۱۶۳۔ شہیدی ۱۵۰۔ [4] صفی ۱۶۰۔

خیالِ خوابِ راحت ہے علاج اس بدگمانی کا	مومن	وہ کافر گور ہیں مومن میرا شانہ ہلاتا ہے

شیخ شرف الدین مضمون ۳۱۱

۱ شعر
۳۴۲۷ ۔ افزوں

ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کیا	مضمون	صبرِ ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

مرزا حاتم علی مہر ۳۱۲

۱ شعر
۳۴۲۸ ۔ افزوں

تمہارے واسطے دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر	مہر	جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہوگی

سیّد اسمٰعیل حسین منیر لکھنوی ۳۱۳

۲۹ شعر
۳۴۵۷ ۔ افزوں

اس[۱] انجمن میں کوئی دلِ شادماں نہ تھا	منیر	تھی اُجڑے گھر کی رات سوادِ جہاں نہ تھا
جن روزوں میرے گھر میں تباہی تھی میہماں	"	ویرانیوں کی بھیڑ سے میلا کہاں نہ تھا؟
تھا ضعف میری غفلتِ پیری سے ہم بغل	"	اس نیند کے نصیب میں بختِ جواں نہ تھا
اے بحرِ اشک تجھ کو خدا خاک میں ملائے	"	دریا ہمارے ان کے کبھی درمیاں نہ تھا
اُکسائے بختِ بد کبھی اس سے چراغِ وصل	"	تنکے سے تو حقیر تنِ ناتواں نہ تھا
جبتک انھیں پسند تھی آنکھوں کی سادگی	"	کاجل کی کوٹھری میں بھی پنہاں دھواں نہ تھا
نہ[۲] آیا رحم مجھ پہ ہائے اے دستِ جنوں تجھ کو	"	کلیجہ پھٹ گیا سو بار دامان و گریباں کا
مرہم[۳] ہے زخم پر کفِ جامِ شراب کا	"	کافور لاؤں مغزِ سرِ آفتاب کا
سر پر اُٹھا لیا فلکِ بے ثبات کو	"	قدِ بشر ستون ہے قصرِ حباب کا
شاید کبھی چلی تھی ترے وحشیوں کی چال	"	ابتک ہے پاؤں موج میں چھالا حباب کا

[۱] یقین ۲۵۰ ۔ حالی ۹۴ ۔ فغاں ۱۸۷) [۲] جرأت ۸۱ ۔ حیدر ۱۰۲ ۔ آباد ۲۲۳ ۔ قلق ۱۹۳ ۔ ناسخ ۲۲۹ ۔ نسیم ۲۳۵ ۔ خلیل ۱۰۵ ۔ داغ ۱۱۳ ۔ تراب ۷۶ ۔ [۳] آتش ۳۰ ۔ امانت ۲۵ ۔ آباد ۲۲۳ ۔ ذوق ۱۲۲ ۔ سودا ۱۳۷ ۔ ناسخ ۱۲۳

یہ تو فرمایئے چاند آج کدھر نکلا ہے — منیر — کدھر آ نکلے ہُوا اے رشکِ قمر آج کی رات

وصل کی شب یہ صدا آتی ہے گھڑیالوں سے — ” — ساتھ لائی ہے قیامت کی سحر آج کی رات

نیند بھی بھول گئی راہ میری آنکھوں کی — ” — کیا اندھیرا ہے الٰہی میرے گھر آج کی رات

[۱] بھرے جاؤں تیری وفا کا دم ہُوا اگرچہ سر بھی مرا قلم — ” — نہ فراقِ جان و بدن کا غم نہ وصالِ گردن و سر کی خوشی

[۲] تجلی صاف برقِ طور کی ہے آتشِ گل میں — ” — بنی بجلی جو آئی دھوپ دیوارِ گلستاں پر

گدائے در ترا جنّ و پری پر حکم فرمائے — ” — بچھا دیتا ہے اکثر بوریا تختِ سلیماں پر

پری بن کر اڑے گا جو نشانہ تم اُڑاؤ گے — ” — تمہارے تیر سے لے جائیگا مرغ سلیماں پر

تیغِ ابرو نے بھرا خون میں اپنا ناخن — ” — آ گئی رنگِ تمنا کی حنا تا ناخن

اوس کے ناخن کو مہِ نو سے بھلا کیا نسبت — ” — عقل کے پیر خرد کیوں نہیں لیتا ناخن

ترکِ مے سے خلشِ زخمِ جگر بڑھتی ہے — ” — مجھ کو محرابِ درِ توبہ ہے گویا ناخن

قدمِ کشتۂ عشاق نہ رکھ پیشِ نگاہ — ” — اے صنم پنجۂ مژگاں کے ترشوا ناخن

چٹکیاں لیتے ہو تقریر نہیں کرتے ہو — ” — کہیں انگشتِ زباں میں نہ ہو پیدا ناخن

[۳] خرد و کلاں ہیں طاعتِ ربِّ ودود میں — ” — گردوں رکوع میں ہے زمیں ہے سجود میں

خشک کر دیتے ہیں اک آہ میں ہم آہوں کو — ” — نفسِ سرد سے دریا کو جما لیتے ہیں

بے خونِ شہیداں نہ کہیں نشو و نما ہو — ” — جب کھیت پڑے سبزۂ شمشیر ہرا ہو

ہے قابلِ پرسش وہ خطا جس کی سزا ہو — ” — کیا پوچھنا اوس جرم کا جو حد سے سوا ہو

اے آہ پتہ تجھ کو بتا دوں میں اثر کا — ” — جا ڈھونڈھ لے دشمن کی جہاں آہ رسا ہو

اس زخم کے صدقے جو ہو شمشیرِ نگہ کا — ” — قربان میں اوس درد کے تم جس کی دوا ہو

خون کی دھاریں یہ چھٹتیں دل سے دل افگاروں کے — ” — رونگٹے سن کے کھڑے ہو گئے فواروں کے

منشی تلوک چند محروم

۷ شعر — ۳۴۶۴-افزوں — ۳۱۴

[۱] داغ ۱۱۴- [۲] غالب ۱۸۱- [۳] رند ۱۲۴- بحر ۶۸-

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
غیب سے ہمت مردانہ کو ملتی ہے مدد	محروم	عزم راسخ ہو تو ہو جاتے ہیں ساماں پیدا
جن کی تقدیس کی کھاتے ہیں فرشتے بھی قسم	؍؍	ہم گنہگاروں میں ہوتے ہیں وہ انساں پیدا
گر چکی اک بار جب بجلی نگاہِ شوق پر	؍؍	طور کی چوٹی سے پھر کوئی پیام آیا تو کیا؟
میں تو جب جانوں کہ میرے دل کی بیتابی مٹے	؍؍	کیا ہوا اگر تم نے آئینہ کو حیران کر دیا
دیکھو[1] جسے وہ مستِ مئے کبر و ناز ہے	؍؍	دنیا بہت خراب ہے، جائیں مگر کہاں؟
ہے ابتدائے شام سے ظلمات کا سفر	؍؍	ہوتی ہے دیکھیے شبِ غم کی سحر کہاں
تقدیر میں ہے اس کی فشارِ لحد وہی	؍؍	تدبیر سے اُڑا بھی تو پہونچا بشر کہاں

۳ شعر
۳۴۶۷ - افزوں

الٰہی بخش معروف

۳۱۵ع

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
جبتک کہ میں جیتا ہوں طلبگار ہوں تیرا	معروف	تو بیچ بھی ڈالے تو خریدار ہوں تیرا
نرگسِ چشم کا مت رکھ دلِ بیمار خیال	؍؍	یعنی بیمار کو رکھتے نہیں بیمار کے پاس
کون روتا ہے یہ لگ کر باغ کی دیوار سے	؍؍	جانور گرنے لگے جائے ثمر اشجار سے

۳ شعر
۳۴۷۰ - افزوں

میر نظام الدین ممنون پانی پتی

۳۱۶ع

مصرعِ اول	شاعر	مصرعِ ثانی
گماں نہ تجھ پہ کروں کیونکہ دل چرانے کا	ممنون	جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
یہ سینہ ہے، یہ جگر ہے، یہ دل ہے، بسم اللہ	؍؍	اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
غموں کی گر یہی بالیدگی ہے تو آخر	؍؍	دلِ گرفتہ نہیں سینے میں سمانے کا

۲ شعر
۳۴۷۲ - افزوں

معین الدین

۳۱۷ع

[1] داغ ۱۱۷ - حالی ۹۵ - ناسخ ۲۳۰ -

دل[1] سا رفیق جس کا جدا ہو گیا ہو یار جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا	معین الدین 〃	وہ اپنی بیکسی کو نہ روئے تو کیا کرے؟ وہ بھی مُراد اپنی نہ پائے خدا کرے

اشعر
مُحبت خاں مُحبّت
۳۴۷۳ ۔ افزوں
۳۱۸

یوں[2] دیکھتا ہوں زلفِ سیہ فام کی طرف	محبّت	گھبرا کے صید دیکھے ہے جوں دام کی طرف

۴ شعر
حافظ فضل علی ممتاز
۳۴۷۷ ۔ افزوں
۳۱۹

ڈروں میں کس لئے رنجش سے پیار میں کیا تھا؟ ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یاں تک ہمارے رونے سے دل میں بخار اُٹھتا ہے مت[3] ہنر پر تو ہو نازاں مدد بخت ہی شرط	ممتاز 〃 〃 〃	ہیں اب خزاں کو جو روؤں بہار میں کیا تھا وگرنہ ہستیٔ ناپائیدار میں کیا تھا؟ کہ جیسے پانی کے چھڑکے غُبار اُٹھتا ہے قابلیت جو ہے ممتاز دھری رہتی ہے

اشعر
مستؔ
۳۴۷۸ ۔ افزوں
۳۲۰

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا	مستؔ	یہ تماشا حباب میں دیکھا

اشعر
مُرتضیٰ
۳۴۷۹ ۔ افزوں
۳۲۱

بدنام ہو گے جانے بھی دو امتحان کو	مرتضیٰ	رکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو؟

[1] سودا ۱۳۹ ۔ سدرشن ۱۴۶ ۔ فانی ۱۹۱ ۔ [2] میر ۲۰۸ ۔ (نسیم ۲۳۶ بتبدیل قافیہ ۔ [3] امیر ۳۷

۲ شعر

۳۴۸۱۔افزوں

مسکین شاہ مسکین

۳۲۲

بسانِ شمع بھلا کس کو تاب ضبط کی ہے	مسکین	زبان پہ حرفِ شکایت نہ ہو مثالِ شمع
چھوڑ کر ہستی کو اب ملکِ عدم جاتے ہیں ہم	،،	جا کے مل جاویں گے اوس سے جس کے کہلاتے ہیں ہم

سید افتخار حسین افتخار الشعراء اعتبار الملک

۱۵ شعر

مُضطر

۳۲۳

۳۴۹۶۔افزوں

خان بہادر خیر آبادی اقتدار جنگ

وقت بگڑا تو کوئی حال کا پرساں نہ ہوا	مضطر	میرا سایہ بھی شریکِ شبِ ہجراں نہ ہوا
کیا اثر خاک تھا مجنوں کے پھٹے کپڑوں میں	،،	ایک ٹکڑا بھی تو لیلےٰ کا گریباں نہ ہوا؟
یار نے دیا دھوکہ عمرِ بے وفا ہو کر	،،	منہ چھپا لیا اس نے صورت آشنا ہو کر
وہ خفا ہوے ہم سے خیر یہ خوشی اونکی	،،	ہم بھی اب سدھاریں گے جان سے خفا ہو کر
مضطر آج مسجد سے دیر کا ارادہ کیوں	،،	کیا بتوں کو پوجو گے مردِ باخدا ہو کر؟
وہ مرے دل میں سما چکے ہیں مری نگاہوں میں آ چکے ہیں	،،	جو بات ہونی تھی ہو چکی ہے وہ رنگ اپنا جما چکے ہیں
پئے گا کیا خاک تیرا خنجر بدن میں اب کیا دھرا ہے تھوڑا	،،	کہ برسوں رو رو کے دیدۂ تر لہو کے دریا بہا چکے ہیں
ہمیں تو مرنا ہے ہم مریں گے وہ مفت احساں سر دھریں گے	،،	اب ایسے میں لیکے کیا کریں گے کہ ہم قضا کو بلا چکے ہیں
نہ ہو امیدِ نجات کیونکر وہ مری مرقد پہ آ کے مضطر	،،	وہ فاتحہ خیر پڑھ چکے ہیں وہ چار آنسو بہا چکے ہیں
خدا جانے طریقہ حسن والفت کا جدا کیوں ہے	،،	میں آشنا باوفا کیوں ہوں؟ وہ آشنا بے وفا کیوں ہے
جگانے، چٹکیاں لینے، ستانے، کون آتا ہے	،،	یہ چھپ کر خواب میں اللہ جانے کون آتا ہے؟
اسیر پنجۂ عہدِ شباب کر کے مجھے	،،	کدھر گیا میرا بچپن خراب کر کے مجھے

لہ امیر ۳۵۔

یہ اون کے حسن کو ہے صورت آفریں سے گلہ	مضطر	غضب میں ڈالدیا لاجواب کر کے مجھے
کسی کے دردِ محبت نے عمر بھر کے لئے	"	خدا سے مانگ لیا انتخاب کر کے مجھے
میرے گناہ زیادہ ہیں یا تری رحمت	"	کریم تو ہی بتادے حساب کر کے مجھے

۶ شعر ۳۵۰۲ - افزوں

ڈاکٹر احمد حسینؒ مائل حیدر آبادی ۳۲۴

صاف کہتا ہوں خدایا وہ خدائی نہ کرے	مائل	بخشنا یاد نہ ہو جس کو گنہگاروں کا
داورِ حشر نے کس سوختہ دل کو بخشا	"	خلد کہتا ہے جہنم سے بدل جاؤنگا
کیا کیا کہوں میں تجھ سے دلِ زار کی ہوس	"	مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس
داورِ حشر؟ سرِ حشر دکھادہ قدرت	"	میں جہنم سے بچوں اور ترا احسان بھی ہو
۱؎ خدا کی بات موسیٰؑ کو مبارک	"	ہمارے کان میں تری نہیں ہو
وہ اگر حیلہ کریں مدفن تک آنے کے لئے	"	ہاتھ نکلیں گے جنازہ سے بلانے کے لئے

۱ شعر ۳۵۰۳ افزوں

ڈاکٹر مسٹر سلویرا مفتون ۳۲۵

عجب ترے کشتہ کا دیوانہ پن ہے	مفتون	نہ ثابت لحد ہے نہ تارِ کفن ہے

۱ شعر ۳۵۰۴ - افزوں

ماجد حسنؒ فریدی ۳۲۶

۲؎ ہم نہیں آنے کے واعظ ترے بہکانے میں		اسی میخانہ کی مٹی اسی میخانہ میں

۳ شعر ۳۵۰۷ - افزوں

شمس الحق سجاد علی مکیش تھانوی ۳۲۷

۱؎ امیر ۴۳ - داغ ۱۱۳ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۷ - (اثر ۵۰ بہ تبدیل قافیہ) ۲؎ وزیر ۲۴۶ - جلال ۶۴ بہ تبدیل قافیہ
۳؎ رحمت ۱۳۴ - ناسخ ۱۲۱ - شہیدی ۱۵۰ -

جس[1] کا ثانی نہیں عالم میں وہ نقشہ ہیں ہوں	میکش	اس پہ طرہ یہ ہے ہر شکل سے ملتا میں ہوں
معجزے[2] پہلے بھی نبیوں سے ہوئے تھے لیکن	″	ٹپکا نکلا نہ کسی کی بھی کمر سے پہلے
آپ جب میری شفاعت پہ ہلائیں گے لب	″	ناز عیبوں پہ مجھے ہوگا ہنر سے پہلے

۱۲ شعر

۳۵۱۹ - افزوں

نواب نثار یار جنگ مزاج ۳۲۸

دستگیری[3] کے لئے فوراً بڑھا دستِ کریم	مزاج	رحمتیں شرما گئیں مفلس کا داماں دیکھکر
جی نہ بہلے جب تو پھر دنیا کو لیکر کیا کریں	″	آخیالِ یار، اور آباد اک دنیا کریں
جی لگا کر وہ سنیں اور میں کہتا جاؤں	″	اتنی دلچسپ تو شاید میری رُوداد نہیں
وعدہ ہے کل کا کل کہیں روزِ جزا نہ ہو	″	محشر میں اور ایک یہ محشر بپا نہ ہو
لیکے بہشت کیا کریں لطفِ گناہ جب نہ ہو	″	پھر درِ میکدہ کھلے پھر درِ توبہ باز ہو
تیرا سایہ بھی کسی نے آجتک دیکھا نہیں	″	اور طرفہ یہ کہ ہر دل میں تری تصویر ہے
اودھر بجلیاں ہیں ادھر آشیاں ہے	″	بس اک مشتِ پر کا قدم درمیاں ہے
زمیں[4] پہ آتشِ گل آسماں پہ برق و شرار	″	رکھا ہے آگ کے شعلوں پہ آشیاں میں نے
ہے عرضِ حال پہ ان کا یہ مختصر سا جواب	″	ہزار بار سنی ہے یہ داستاں میں نے
بہارِ[5] گل سے نہیں برق کو کوئی کاوش	″	اُسے تو کد ہے کہ میرا ہی آشیاں نہ رہے
ہاں[6] بیخودیٔ شوق میں کچھ کہہ تو گیا ہوں	″	اب چاہے زمانہ اسے افسانہ بنائے
اتنا تو مجھے یاد ہے کچھ اوس نے کہا تھا	″	کیا اوس نے کہا تھا یہ مجھے یاد نہیں ہے

۲ شعر

۳۵۲۱ - افزوں

محوی صدیقی لکھنوی ۳۲۹

زندگی صرفِ غم نہ ہو جائے	محوی	کہیں ایسا ستم نہ ہو جائے

[1] علوی ۱۷۱ - [2] ظہیر ۱۶۹ - حفیظ ۱۰۱ - حالی ۹۶ - نجیب ۹۸ - سیفی ۱۴۷ - قدیر ۲۰۰ - [3] حسن ۹۴ (داغ ۱۱۴ بہ تبدیل قافیہ) [4] علی اختر ۹۰ - (آزاد ۵۵ بہ تبدیل قافیہ) [5] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعید ۱۴۵ -

دل کا افسانہ اور میری تحریر	محوی	شق زبانِ قلم نہ ہو جائے

ماہر القادری ماہر

۷ شعر — ۲۸ ۳۵ - افزوں — ۳۳۰

وہ ہنس ہنس کے وعدے کئے جا رہے ہیں	ماہر	فریبِ تمنّا دیے جا رہے ہیں
میرے زخمِ دل کا مقدر تو دیکھو	″	نگاہوں سے ٹانکے دیے جا رہے ہیں
میرے شوقِ دیدار کا حال سن کر	″	قیامت کے وعدے کئے جا رہے ہیں
کچھ اس طرح نگاہ سے مسرور کر گئے	″	جیسے وہ مجھ کو واقفِ اسرار کر گئے
میرے حالِ دل کی کس صورت سے رسوائی ہوئی	″	روک لی ظالم نے ہونٹوں پر ہنسی آئی ہوئی
سوزِ دروں عطا کیا، جرأتِ عاشقی بھی دی	″	ان کی نگاہِ ناز نے غم ہی نہیں خوشی بھی دی
آپ نے اک نگاہ میں سب کو نہال کر دیا	″	پھول کو مسکراہٹیں موج کو بیکلی بھی دی

نواب معین الدولہ معین حیدرآبادی

۱۲ شعر — ۴۰ ۳۵ - افزوں — ۳۳۱

فاتحہ[1] پڑھنے کو وہ ساتھ عدو کے آیا	معین	چین سے قبر میں بھی یار نے سونے نہ دیا
قفس نصیب تھے جب وہ بھی کیا زمانہ تھا	″	بہار تھی، نہ چمن تھا، نہ آشیانہ تھا
چمن میں شکل بدل دی خزاں کے جھونکوں نے	″	بتائے کون کہاں کس کا آشیانہ تھا
کبھی نصیب تھے ہم کو بھی گل کے نظارے	″	کبھی چمن میں ہمارا بھی آشیانہ تھا
یاد کے ساتھ ہی نقشہ اتر آیا دل میں	″	ہم نے غربت میں تماشائے وطن دیکھ لیا
معین؟ بڑھا کے گھٹانے کی خو نہیں اپنی	″	جسے عروج دیا با وقار ہی رکھا
اس[2] ستم کیش نے کی ترکِ جفا میرے بعد	″	للہ الحمد کہ اتنا تو ہوا میرے بعد
خلق کہدے نہ اشارہ سے کہ قاتل ہے یہی	″	ان کے دشمن نہ ہوں انگشت نما میرے بعد

[1] آتش ۲۰ - آباد ۲۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - شوکت ۱۵۷ - بزاب ۷۶ - حبیب ۹۸ - گویا ۲۰۳ - ناسخ ۲۲۹ -
[2] رند ۱۲۷ - شایق ۱۵۴ - علوی ۱۷۱ - غالب ۱۸۰ - فاضل ۲۵۴ - گویا ۲۰۴ - میر ۲۰۸ -

مصرع	شاعر	مصرع
آتشِ سوزِ نہاں اور بھڑک تھوڑی دیر	معین	سیخِ مژگاں پہ ابھی لختِ جگر کچے ہیں
چھیڑ اچھی نہیں پھر ناوکِ بیداد کے ساتھ	؍؍	ابھی انگور ترے زخمِ جگر کچے ہیں
آگیا دل جب یہ اپنا آگیا	؍؍	ہوگئی جب سے محبت ہوگئی
تو ہی جب بے رخی سے ملتا ہے	؍؍	کون ہم سے خوشی سے ملتا ہے

نواب منظور جنگ منظور ۳۳۲

۲ شعر — ۳۵۴۲ افزوں

مصرع	شاعر	مصرع
شفائے زخم کا جس مومیا کو ہے دعویٰ	منظور	وہ آئے میرے جگر خستگی سے بات کرے
ادا نہ ہوگا حق اک تشنہ لب کے گریہ کا	؍؍	ہزار آنکھ رواں دجلہ و فرات کرے

مونس احمد مونس ۳۳۳

۴ شعر — ۳۵۴۶ - افزوں

مصرع	شاعر	مصرع
ہو نہ جائے درہم و برہم نظامِ زندگی	مونس	برق بن بن کر نگاہوں سے نہ دیکھا کیجئے
چٹک چٹک کے پیامِ بہار دیتے ہیں	؍؍	بہار آئی تو غنچے بھی بے زباں نہ رہے
مثالِ غنچہ جہاں میں ہے زندگی اپنی	؍؍	کہ صبح آئے یہاں شام کو یہاں نہ رہے
فروغِ مشقِ تصور ہو اس قدر یارب	؍؍	اُٹھے نظر تو کوئی پردہ درمیاں نہ رہے

ملا انتو نراین ملا (لکھنوی) ۳۳۴

۴ شعر — ۳۵۵۰ - افزوں

مصرع	شاعر	مصرع
میں وہ گُل فسردۂ باغ ہوں میرے لب ہنسی کو بھلا چکے	ملا	تجھے اے صبا جو نہ ہو یقیں مجھے گُدگُدا کے بھی دیکھ لے
جھجک اظہارِ ارماں کی بآسانی نہیں جاتی	؍؍	خود اپنے شوق کی دل سے پشیمانی نہیں جاتی
تڑپ شیشے کے ٹکڑے بھی اُڑا لیتے ہیں ہیرے کی	؍؍	محبت کی نظر جلدی سے پہچانی نہیں جاتی

[1] عزیز ۱۷۲ با تبدیل ردیف۔ [2] اثر ۵۳ - اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - سعید ۱۴۴ - رشید ۱۳۵ - سرور ۱۴۸ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۸ - حیدر ۱۰۳ - [3] رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - عانی ۱۷۶ - علی ۱۷۸ - ناجز ۱۷۸ - مزاج ۲۲۴ - اثر ۵۳ - اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - [4] جگر ۹۰ - نجیح ۱۵۶ - اصغر ۱۰۲ - حیدر ۱۰۲ -

یہ بزمِ دیر و کعبہ ہی نہیں کچھ صحنِ میخانہ	ملاؔ	ذرا آواز گونجی اور پہچانی نہیں جاتی

۶ شعر

محمد علی خاں میکش حیدرآبادی[۳۳۵]

۵۶ ۳۵ - افزوں

شرابِ ناب کو دو آتشہ بنا کے پلا	میکشؔ	پلانے والے نظر سے نظر ملا کے پلا
چھلک رہا ہے تبسم بھی ساغرے میں	؍؍	پھر ایک بار اوسی طرح مسکرا کے پلا
پلا ہر ایک کو ہر ایک پر نوازش کر	؍؍	مگر یہ شرط ہے پہلے مجھے پلا کے پلا
کچھ امتیاز رہے میکدے میں میکش کا	؍؍	لبوں سے اپنے ہر اک جام کو لگا کے پلا
اون کا دامن ہے میری آنکھوں پر	؍؍	میرا رونا ہی میرے کام آیا
گرنے والے لغزشوں سے کام لے	؍؍	گرتے گرتے اون کا دامن تھام لے

۴ شعر

سید محمد مرزا مہذب لکھنوی[۳۳۶]

۶۰ ۳۵ - افزوں

پھولوں سے سج گئے وہ ہمارا مزار آج	مہذبؔ	فصلِ خزاں میں آگئی فصلِ بہار آج
کہدو یہ صبح حشر سے آنا ہو اوس کو آئے	؍؍	میں ختم کر رہا ہوں شبِ انتظار آج
اس قدر طولِ اسیری سے ہیں قیدی مانوس	؍؍	ہو کے آزاد نکلتے نہیں زندانوں سے
غم پہونچتے رہے اپنوں سے مہذب اتنے	؍؍	اب مجھے کوئی شکایت نہیں بیگانوں سے

۱ شعر

مذاق[۳۳۷]

۶۱ ۳۵ - ۱ افزوں

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم	مذاقؔ	تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

لہ رشید ۱۳۵

ردیف ن

محمد شاکر ناجی ۳۳۸

۲ شعر
۳۵۶۳ - افزوں

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم امید	ناجی	لب صدف کے تر نہیں ہر چند گوہر میں ہے آب
بہا ستا ہو یا جہنگا نہیں موقوف غلے پر	؍؍	یہ سب خرمن اوسی کے ہیں خدا ہو جس کے پلے پر

شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی ۳۳۹

۱۰۸ شعر
۳۶۷۱ - افزوں

عبور اللہ نے اوس کو دیا ہے علم باطن پر	ناسخ	لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرف ابجد کا
معانی قل ہو اللہ احد کے ہیں عیاں ناسخ	؍؍	برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمد کا
آج دعوی اوس کی یکتائی کا باطل ہوگیا	؍؍	بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
تو نے شہباز نظر کو جو ادھر چھوڑ دیا	؍؍	ہم نے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا
روئے جاناں پہ ہوا خط معنبر پیدا	؍؍	ہوگئے حسن کے پرواز کو شہپر پیدا
ہجر جاناں سے رہائی کا قرینہ ہوگیا	؍؍	سہل مرنا ہوگیا دشوار جینا ہوگیا
پونچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا	؍؍	چاک کرتا میں جنوں میں جو گریباں ہوتا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے	؍؍	آج آتی شب فرقت میں تو احساں ہوتا
میں اگر روؤں تو ہو سرسبز دانہ خال کا	؍؍	ابر تر اک خشک کونا ہے مرے رومال کا
باغ میں روندے بہت پھولوں کے خرمن زیر پا	؍؍	لا کبھی اپنے شہیدوں کے بھی مدفن زیر پا
ہاتھ دوڑائے زمیں سے سو شہید ناز نے	؍؍	آگیا چلنے میں قاتل کا جو دامن زیر پا
تنزل میں ترقی ہے ترقی میں تنزل ہے	؍؍	تماشا دیکھ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا
کیوں نہ کھٹکوں آسماں کو رات دن میں ناتواں	؍؍	آبلے کی شکل اوسمیں مجھ میں عالم خار کا

۱ اسیر ۳۳ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۲ - فاضل ۲۵۲ - ۲ بیدل ۷۰ - ۳ آتش ۲۰ - (داغ و نصیر ۱۱۲ و ۲۳۴ بہ تبدیل قافیہ) ۴ اسیر ۳۲ - جلال ۸۳ - قلق ۱۹۲ - ۵ قدر ۱۹۷ -

میرا[۱] سینہ ہے مشرق آفتابِ داغ ہجراں کا	ناسخ	طلوعِ صبحِ محشر چاک ہے میرے گریباں کا
سینکڑوں آہیں کروں پر دخل کیا آواز کا	"	تیر جو دیوے صدا ہے نقص تیرانداز کا
گھر[۲] میرا ایک جنوں تو نے جو برباد کیا	"	سینکڑوں خانۂ زنجیر کو آباد کیا
اڑا کے ساتھ یہ مشتِ غبار لیتا جا	"	مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا
ساتھ[۳] اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا	"	رات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعدِ فنا پائیں گے راحت ناسخ	"	حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
کارواں بادِ بہاری کا رواں ہو جائیگا	"	ایک دن یہہ باغ پامالِ خزاں ہو جائیگا
دل لیتی ہے وہ زلفِ سیہ فام ہمارا	"	بجھتا ہے چراغ آج سرِ شام ہمارا
بات جن نازک مزاجوں سے نہ اٹھتی تھی کبھی	"	بوجھ ان سے سینکڑوں من خاک کا کیونکر اٹھا
ہوئے[۴] گل زرد سنبل ہو پریشاں سرو خم گشتہ	"	تیرے جاتے ہی لے رشکِ چمن رنگ چمن بگڑا
دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا	"	جھونکا نسیم کا جو نہی سن سے نکل گیا
کہتے[۵] ہیں ترے قامت و عارض کو دیکھکر	"	بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا
خارِ[۶] تدبیر ہے پیشِ گلِ تقدیر عبث	"	وقت پر باغ میں آتی ہے بہار آپ سے آپ
یہ دستِ جود ہی رہتا ہے سب سے بالادست	"	وگرنہ پست ہے ہر نخلِ میوہ دار کی شاخ
یہ[۷] تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا	"	قبر سے مجھ کو نکالے تری ٹھوکر باہر
بعد مرنے کے بھی ہے ساتھ یہاں فصلِ بہار	"	قبر میں داغ جنوں پھولوں کی چادر باہر
پارہ ہائے دلِ سوزاں مری آنکھوں میں نہیں	"	نکلے ہیں روزنِ مجمر سے یہ اخگر باہر
جیتے[۸] جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑکر	"	بلبلِ نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑکر
کاوشِ غم دور ہو میرے دلِ ویراں سے کیا؟	"	خار جاتے ہیں کہیں صحرا کا داماں چھوڑکر
زاہدا کیونکر کروں میں ترک یہ دنیا وہ ہے	"	سیر کو آئے تھے آدم باغِ رضواں چھوڑکر
دیکھ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی	"	خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریاں چھوڑکر
ایسی تپِ غم سے دلِ نالاں میں لگی آگ	"	جب نالہ کیا عالمِ امکاں میں لگی آگ

[۱] آباد ۲۳۔ جرأت ۸۱۔ حیدر ۱۰۲۔ داغ ۱۱۳۔ رضا ۱۳۳۔ قلق ۱۹۳۔ نسیم ۲۳۵۔ خلیل ۱۰۵۔ منیر ۲۱۸۔ تراب ۷۶۔
[۲] قلق ۱۹۴۔ ہوش ۲۴۹۔ جوش ۹۲۔ [۳] آباد ۲۳۔ حبیب ۹۸۔ شہیدی ۱۴۹۔ شوکت ۱۵۷۔ تراب ۷۶۔ آتش ۲۰۔
معین ۲۲۵۔ گویا ۲۰۳ [۴] غالب ۱۷۹۔ قدر ۱۹۷۔ گویا ۲۰۴۔ وزیر ۲۲۴۔ [۵] مصحفی ۲۱۱۔ آتش ۲۰۔ [۶] آتش ۲۰
امانت ۲۵۔ نسیم ۲۳۶۔ [۷] آباد ۲۳۔ امانت ۲۵۔ داغ ۱۱۲۔ سودا ۱۳۷۔ آتش ۲۰۔ ذوق ۱۲۲۔ شائق ۱۵۴
قلق ۱۹۳۔ قانع ۱۹۹۔ کیفی ۲۰۱۔ منیر ۲۱۸۔ شمشیر ۱۵۵۔ [۸] ظہیر و جلیل و ظفر۔ ۱۶۸ و ۸۵ و ۱۶۹ بہ تبدیل قافیہ
[۹] رند ۱۲۸۔ نسیم ۲۳۶۔ [۱۰] نسیم ۲۳۶۔ آتش ۲۱۔ ذوق ۱۲۳۔ شہیدی ۱۴۹۔ نصیر ۲۳۴۔

ترے لبِ جاں بخش ہوئے پان سے جب سُرخ	ناسخ	عالم نے کہا چشمۂ حیواں میں لگی آگ
وحشت میں مجھے فکرِ تنِ عریاں نہیں	"	خار ہوں لیکن خیالِ گوشۂ داماں نہیں
ایک شقِ آفتاب اوس میں نمایاں و ہلال	"	ہیں عیاں دو معجزے خنداں لبِ جاناں نہیں
غمِ شبیر[1] میں رُو رُو کے کروں تر دامن	"	جاؤں تا حشر کے میداں میں یہی تر دامن
زندگی بھر جو صفائی رہی کیا قہر ہوا	"	ہے میری خاک سے قاتل کا مکدّر دامن
کسی کے دل میں رہے تا نہ حسرتِ شاہی	"	فقیر اس لئے نام اپنا شاہ کرتے ہیں
پس از فنا بھی کسی طور سے قرار نہیں	"	ملی بہشت تو کہتا ہوں کوئے یار نہیں
نہیں شمار ہے جس طرح اس کی رحمت کا	"	یونہی ہمارے گناہوں کا بھی شمار نہیں
جو[2] خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں	"	شمارِ دانۂ تسبیح میں "امام" نہیں
جو خاص بندے ہیں وہ بندۂ عوام نہیں	"	ہزار بار جو یوسف[3] بکے غلام نہیں
نہ سجدۂ درِ جاناں سے سر اُٹھاؤں گا	"	یہ وہ نماز ہے جس کا کبھی سلام نہیں
مستوں[4] کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں	"	یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں
آئی قیامت اوس نے لگایا جو منہ سے جام	"	ہے اتصال ماہ میں اور آفتاب میں
جہاں[5] کے عشق بازوں کا ہی مجمع کوئے جاناں میں	"	نہ پروانہ ہے محفل میں نہ بلبل ہی گلستاں میں
دلِ پُر داغ آویزاں ہے اوسکی زلفِ پیچاں میں	"	ہوئے ہیں پھول یا لالے کے پیدا سنبلستاں میں
جا سکے کیا کوئی اوس قاتل کی جولانگاہ میں	"	سایۂ مژگاں بچھا دیتے ہیں کانٹے راہ میں
ظالم[6] سے اہلِ فیض کو ہوتا نہیں گزند	"	ہے نخلِ میوہ دار کو رنجِ تبر کہاں؟
رفعت[7] کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں	"	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں
دو روز ایک وضع پہ رنگِ جہاں نہیں	"	وہ کونسا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں
روز[8] ہے گرمیٔ بازار ترے کوچہ میں	"	جمع ہیں تیرے خریدار ترے کوچہ میں
دیر ویراں ہے ترے عہد میں کعبہ ہی خراب	"	جمع ہیں کافر و دیندار ترے کوچہ میں
دم ہے جبتک جسمِ عاشق میں ہے خامی کی دلیل	"	خوب جل جاتی ہے جو شئے پھر دھواں ہوتا نہیں

[1] (بیدار ۶۵ و واحد ۲۵۳ و آتش ۲۱ بہ تبدیل قافیہ) [2] داغ ۱۱۶۔ [3] آباد ۲۴۔ اسیر ۳۲۔ شیفتہ ۱۴۹۔ قلق ۱۹۴۔ مومن ۲۱۵۔ غالب ۱۸۱۔ ذوق ۱۲۳۔ بحر ۶۸۔ راسخ ۱۳۲۔ [4] رند ۱۲۸۔ آباد ۲۴۔ [5] داغ ۱۱۷۔ حالی ۹۵ محروم ۲۲۰ [6] آتش ۲۱۔ آزردہ ۳۰۔ اصغر ۵۱۔ داغ ۱۱۷۔ ضامن ۱۶۴۔ غالب ۱۸۳۔ قلق ۱۹۵۔ مومن ۲۱۵۔ [7] صحو ۱۶۰ (رند ۲ قافیہ)

ہے[1] عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے میں	ناسخ	جی نہ آبادی میں لگتا ہے نہ ویرانے میں
ہوں وہ میکش کہ نہ مستی میں کہوں راز کبھی	″	لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانے میں
نازکی سے ہوا قاتل میری حالت کا شریک	″	یاں لگا زخم تو واں درد اٹھا شانے میں
حشر تک جی ہی میں بیہوش رہوں میں ساقی	″	کاش مے بھر دے میری عمر کے پیمانے میں
زندگی زندہ دلی کا ہے نام	″	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں؟
اے[2] جنوں یاں کوئی جز ضعف گلوگیر نہیں	″	طوق گردن میں نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں
ماہ[3] تو ہے مثل ابرو لیکن اوس کا رو نہیں	″	ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہیں
جام نرگس میں کہاں شبنم جو نکلے آفتاب	″	یار کے آگے میری آنکھوں میں اک آنسو نہیں
جسم ایسا گھل گیا ہی مجھ مریض عشق کا	″	دیکھکر کہتے ہیں سب تعویذ ہے بازو نہیں
یہ جسم زار ہے یوں پیرہن کے پردے میں	″	کہ جیسے روح نہاں ہے بدن کے پردے میں
خبر نہ شام غریبی کی مجھکو تھی ناسخ	″	چھپی ہوئی تھی یہ صبح وطن کے پردے میں
ہر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	″	آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں
دل میں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں	″	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں
بزم جاناں میں کبھی بات نہ نکلی منہ سے	″	کہنے کو شمع کے مانند زباں رکھتے ہیں
ہوگیا زرد پڑی جبکہ حسینوں پہ نظر	″	یہ عجب گل ہیں کہ تاثیر خزاں رکھتے ہیں
چوٹ[4] دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو	″	صدمہ شیشے کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو
اشک تھم جائیں جو فرقت میں تو آہیں نکلیں	″	خشک ہو جائے جو پانی تو ہوا پیدا ہو
کہہ رہا ہے جرس قلب بآواز بلند	″	گم ہو رہبر تو ابھی راہ خدا پیدا ہو
کس کو پہونچا نہیں اے جان تیرا فیض قدم	″	سنگ پر کیوں نہ نشان کف پا پیدا ہو؟
صبح فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا	″	آفتاب صبح کو سمجھا میں تارا شام کا
سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو	″	ٹھیرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
حق[5] نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو	″	جس طرح نشو و نما ہے گل سے اول خار کو

۱ ماجد حسن ۲۲۳ - رحمت ۱۳۴ - شہیدی ۱۵۰ - ۲ گویا ۲۰۴ - ۳ شہیدی ۱۵۰ - ۴ رند ۱۲۹ بہ تبدیل قافیہ -
۵ آتش ۲۲ -

کثیف چاند ہے دیکھو نہ آسماں کی طرف	ناسخ	مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو زمیں دیکھو
یہ گل کھلے ہیں تمہارے ہی ہجر میں صاحب	″	ہمارے دیکھتے ہو داغ "آفریں" دیکھو
نگاہیں دیکھنے جب چاند کو تو بولے واہ	″	تم اسکو دیکھتے ہو کیا "میری جبیں دیکھو"
سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے	″	کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے
دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے	″	خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے
بُروں سے بُرا آپ کو جانیو تو	″	اگر اے دل اپنا بھلا چاہتا ہے
[1] جو تیرا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا	″	صاف تصویر میرے دیدۂ بیدار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پائے نگہ کانٹوں سے	″	رات دن دید مجھے گلشنِ بے خار کی تھی
چہرہ آتشکدۂ ابرو تھے سو محرابِ حرم	″	گردن آگے تیرے خم کافر و دیندار کی تھی
[2] سمجھے ہم ابرِ سیہ سے نکل آیا تارا	″	کھل گئی بالوں سے جو تیری جبیں تھوڑی سی
[3] مشتاق سب ہیں بدر سے افزوں ہلال کے	″	دنیا میں قدرداں نہیں صاحب کمال کے
گو میرا تابوت یارو کو وبالِ دوش ہے	″	گور تو میرے لئے کھولے ہوئے آغوش ہے
خوب بزمِ دہر میں آتش زبانی کر چکے	″	آجکل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
کبھی نہ آئینہ دیکھا پئے خود آرائی	″	یہ بے مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہے
آتشِ عشق وہ ہے جس میں سمندر جل جائے	″	اک شرر جائے جو پتھر میں تو پتھر جل جائے
زار انتظارِ خط نے کیا اس قدر مجھے	″	[4] پہچانتا نہیں ہے میرا نامہ بر مجھے
[5] فکر سے میں نہیں خالی غمِ جاناں میں کبھی	″	کبھی زانو پہ میرا سر ہے گریباں میں کبھی
ہے یہ میرے دلِ صد چاک سے نفرت اوسے	″	شانہ کرتا نہیں وہ زلف پریشاں میں کبھی
دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہے زیاد	″	دخل ہوتا نہیں خورشید کا میزاں میں کبھی
اہلِ فنا کے ساتھ جو ہے سرفراز ہے	″	مُردوں پہ بے سجود ہمیشہ نماز ہے
[6] خمیدہ کرتا ہے انساں کو جوہر شرافت کا	″	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کتی ہے
قلزمِ دہر میں رکھتا ہے تجرد محفوظ	″	غرق کم ہوتا ہے دریا میں سفینہ خالی

۱؎ آتش ۲۲ - ۲؎ آتش ۲۲ - آباد ۲۴ - اکبر ۴۵ - ظہیر ۱۶۹ - (بہ تبدیل قافیہ) ۳؎ آتش ۲۲ - لاحد ۲۵۳ کیفی ۲۰۲ اقبال ۵۰ - ۴؎ ۵؎ مصحفی ۲۱۲ - ۶؎ امیر ۳۴ - اختر ۶۱ - جلیل ۸۷ - ناداں ۲۴۱ -

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
ہے چشم نیم باز عجب خواب ناز ہے	ناسخ	فتنہ تو سو رہا ہے درِ فتنہ باز ہے
خاکساری بھی نہ چھوڑے دے خدا جس کو عروج	"	آسمان پر ماہِ تاباں ہے زمیں پر چاندنی
دل سیہ ہے بال سب اپنے ہیں پیری میں سفید	"	گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
نظر آجائیں جو آئینے ترے رانوں کے	"	کیوں اُلٹ جائیں نہ دیدے ترے حیرانوں کے
جنوں پسند مجھے چھاؤں ہے ببولوں کی	"	عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی
مسّی مالیدہ لب پر رنگِ پاں ہے	"	تماشا ہے تہِ آتش دُھواں ہے
ہر اک اُنگلی ہے اوسکی شمع کافور	"	ہتیلی اک بلورین شمعداں ہے

۴۹ شعر　شاہ نصیر الدّین نصیر دہلوی[ن۳۴]　۳۷۲۰ - افزوں

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رُو نہ آیا	نصیر	بل بے تری شرارت یا تنک کبھو نہ آیا
ہو اوس دہن سے رُوکش یہ کلی صبا کی کھائی	"	غنچہ کے آہ مُنہ سے کس دن لہو نہ آیا
آخر کو کہکشاں ہی یکسر وہ مانگ نکلی	"	اِس بات میں ہماری فرق ایک مُو نہ آیا
کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہونچیگا تا گریباں	"	دستِ خیال جس کے دامن کو چھو نہ آیا
مجھ کو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق میں ہلال	"	یا نمودار ہے زخم کہن سُرخ تیرا
اَرّہ[۲] سے کم یہ آمد و رفت نفس نہیں	"	دشمن ہے نخلِ ہستیٔ ناپائدار کا
سمجھے ہے صاف طینت خاک اوج کہکشاں کا[۳]	"	پانی میں دیکھو رتبہ ہے پست آسماں کا
فسانہ[۴] گر کروں اظہار اپنی شامِ غربت کا	"	گریباں تا بدامن چاک ہو صبحِ قیامت کا
آتشِ عشق کے شعلہ کو یہ بھڑکاتا ہے	"	پر پروانہ نہیں شمع کو پنکھا کرتا
رکھ[۵] کے کیا کہتے ہیں وے یہ دیدۂ تر زیرِ پا	"	ہم بھی طوفاں ہیں کہ رکھتے ہیں سمندر زیرِ پا
خاک ہو کر بھی ہوی اوس کی نہ پابوسی نصیب	"	کاش سنگِ آستاں رہتا میں بن کر زیرِ پا
فرشِ خاکستر پہ وہ ہیہات سوتے ہیں پڑے	"	روز و شب رہتی تھی جس کے مسندِ زر زیرِ پا

ن۱ آتش ۲۲ - بے نظیر ۶۹ - شکر ۱۵۲ - بندہ ۶۵ - عالی ۱۶۷ - ن۲ امیر ۴۴ - سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - قلق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - رند ۲۴۷ - جلیل ۸۵ - ن۳ حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - ظفر ۱۶۶ - جان ۸۲ - عزیز ۱۷۷ - لاجد ۲۵۳ ن۴ داغ ۱۱۲ - (آتش ۲۰ و ناسخ ۲۲۸ بہ تبدیل قافیہ)

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
ہے عجب جھومر کا عالم اپنے رشکِ حور کا [1]	نصیر	سر میں خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
اشک کیا دیدۂ تر سے سرِ مژگاں نکلا [2]	״	نورِ چشم اس کو سمجھتے تھے یہ طوفاں نکلا
کیا ہوا گر چشمِ تر سے خوں ٹپک کر رہ گیا [3]	״	بادۂ گلگوں کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا
عکسِ مژگاں سے ہے یوں دیدۂ تر میں تنکا	״	کہ نکلتا نہیں جوں آکے بھنور میں تنکا
کاش رہ جائیں میرے دیدۂ تر بند کے بند	״	کہ وہ رکھتا ہے سدا دیدۂ تر بند کے بند
اعجاز ہے کہ برق نے تارے دکھائے [4]	״	مت پوچھ اوس کے خندۂ دنداں نما کا رنگ
حیرت انگیز ہیں داغِ دلِ دلگیر کے پھول	״	خشک رہتے ہیں کھلے گلشنِ تصویر کے پھول
زخمی چمن میں ہیں تری تیغِ ادا کے پھول	״	دہشت سے ہاتھ پاؤں گئے ہیں صبا کے پھول
آسودگانِ خاک کے شاید ہیں محوِ دید	״	نرگس کے دیکھتے ہیں جو آنکھیں جھکا کے پھول
کرتا ہوں رُو کے ہستیٔ موہوم پر نظر	״	ہنستا ہے جب چمن میں کوئی کھل کھلا کے پھول
میری تربت پر چڑھانے ڈھونڈھتا ہے کس کے پھول	״	تری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھدے دو نرگس کے پھول
دونوں ہی طرف پاتے ہیں الفت کا اثر ہم	״	بے چین ادھر وہ ہے تڑپتے ہیں ادھر ہم
چھیڑی کس گل کے دہن کی تھی کہانی شبنم	״	مُنہ میں غنچہ کے چواتی ہے جو پانی شبنم
گھٹا ہے دل میں تپِ غم کی یہ جلن سے دھواں	״	کہ جائے آہ نکلتا ہے اب دہن سے دھواں
جلا ہے عشق میں مانندِ شمعِ فانوسی	״	عجب نہیں ہے جو اُٹھے میرے کفن سے دھواں
دل کدھر جائے لبِ جاں بخشِ جاناں چھوڑ کر [5]	״	زندگی مشکل ہے پانی آبِ حیواں چھوڑ کر
ابرو ہیں اور لب ترے دلبر ہلال چار	״	ہے آئینہ یہ دیکھ کے ششدر ہلال چار
سدا ہے اس آہ و چشمِ تر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں	״	نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں
وہ تیغ کھینچے ہوئے ہی سر پہ میں سر جھکا کر ہوا اشک ریزاں	״	دکھاؤں اے دل تجھے کدھر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں
دل کو کیا چین ہو چھٹ زلفِ سیہ فام کہیں [6]	״	اُڑتے دیکھا نہیں طائر تو سرِ شام کہیں
تجھ سے کیا دیدہ و دانستہ محبت کیجئے	״	آنکھ لڑتی ہے کہیں نامہ و پیغام کہیں
جوں نگیں گھر میں قدم گاڑ کے اب بیٹھ نصیر	״	تا رہے صفحۂ گیتی پہ ترا نام کہیں

[1] قائم ۱۹۶ - گویا ۲۰۳ - [2] غالب ۱۷۹ - تاج ۷۹ بہ تبدیل قافیہ۔ [3] وفا ۲۴۸ - [4] میر ۲۰۸ - [5] آتش ۲۱ ناسخ ۲۲۹ - ذوق ۱۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - نسیم ۲۳۶ - [6] لاحد ۲۵۳ -

مصرع	شاعر	مصرع
بیادِ خالِ بتاں اشک کیا نکلتے ہیں	نصیر	مسافر آج یہ تاروں کی چھاؤں چلتے ہیں
قدم نہ رکھ میری چشمِ پُرآب کے گھر میں	،،	بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکسِ رخ بہ ساغرِ مے	،،	نزولِ ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی	،،	چنے ہوئے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں
ریاضِ دہر میں رُتبہ ہے خاکِ اہلِ تواضع کا	،،	کہ شاخِ پُرثمر کھاتی ہے پتھر سر جھکانے پر
خیالِ زلفِ دوتا میں نصیر پیٹا کر	،،	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر
خدا کرے کہیں آ جائے ہاتھ دامن میں	،،	وہ کھیل سمجھے ہیں بے اختیار ہونے کو
رُخ[۱] سے ترے زلف ہٹ جائے صبا وہ دن کرے	،،	پھر نکلے پردۂ شب سے خدا وہ دن کرے
جگر میں آہِ سوزاں ہے رکھے ہے چشم تر پانی	،،	الٰہی دل کدھر جائے اِدھر آتش اُدھر پانی
چشم سے پردۂ غفلت جو اُٹھا دیکھیں گے	،،	سب سے باہم تجھے اور سب سے جدا دیکھیں گے
یہ درمیاں سے اٹھا دے حجاب کا پردہ	،،	بلا سے تیری اگر ہم رہے رہے نہ رہے
کوئی کب فتنہ انگیز اے فلک تجھ سا زمیں پر ہے	،،	کہ تو جتنا زمیں کے ہے تلے اُتنا زمیں پر ہے
جہاں میں سرکشی فوارہ ساں کرتا ہے جو کوئی	،،	دلا آخر وہی پھر سر کے بل گرتا زمیں پر ہے
نصیر آئینہ ساں ہو محوِ حیرت کیوں نہ چشم اپنی	،،	تماشا صانعِ قدرت کی قدرت کا زمیں پر ہے
اُلجھ کر خارِ دامن سے میرے کیا کیا پشیماں ہیں	،،	کہ اب دامن چھڑانا ہو گیا دشوار دامن سے

۳۹ شعر — مرزا محمد اصغر علی خاں نسیم دہلوی ۳۴۱

۳۷۵۹ - افزوں

مصرع	شاعر	مصرع
نہ کہنا[۲] تم مبارکباد مجھ سے اپنے آنے کی	نسیم	سہارا ٹوٹ جائیگا شبِ مہتابِ ہجراں کا
میزانِ عدالت پہ میرے دیدۂ پُرآب	،،	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادبِ ذبح سکھایا کیا ہر روز	،،	برسوں میرا سینہ تہِ زانو نظر آیا
ماتم مجھے رہا بہت اشکِ چکیدہ کا	،،	آخر کو پاس آ ہی گیا نورِ دیدہ کا

[۱] ذوق ۱۲۵۔ [۲] داغ ۱۱۳ - آباد ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۹ - خلیل ۱۰۵ - منیر ۲۱ - رضا ۱۳۳ - تراب ۷۶۔

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
[1] رہوارِ عمر کی نظر آئی نہ گرد تک	نسیم	توسن کمال تیز تھا سن سے نکل گیا
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	״	ہمیں دشمن سمجھ کے یاد کرنا
لہرا رہے ہیں طرۂ زلفِ دوتا کے سانپ	״	بل کر رہے ہیں پیشِ نظر کس بلا کے سانپ
بے وجہ کب ہیں رخ پہ ترے حلقہ ہائے زلف	״	محفوظ گنجِ حسن کیا ہے بٹھا کے سانپ
شانے کئے ہیں یار کے زلفِ سیاہ ہیں	״	پالے ہیں ہم نے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
غنچہ نے تاج گل نے کیا پیرہن درست	״	شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
جاٹا ہے ایک عمر لعابِ زبانِ تیغ	״	زخموں کے مدتوں میں ہوئے ہیں دہن درست
پیغامِ رستخیز ہے آمد بہار کی	״	مر کر ہوی ہے نرگسِ بیمار تندرست
دستِ جنوں نے قیدِ تعلق سے دی نجات	״	پہونچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
[2] بعدِ مردن بھی وہی عہدِ وفا کا پاس ہے	״	بیکسی جاتی نہیں گورِ غریباں چھوڑ کر
[3] عضوِ تن میرے دہکتے رہے اخگر ہو کر	״	پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہو کر
مختصر ہو کے دکھا لطفِ درازی اے زلف	״	میرے آغوش میں آجا شبِ محشر ہو کر
دودِ پیچیدہ جو اٹھے تھے میری آہوں کے	״	مدتوں چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
[4] کس کی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہے تجھے	״	اے فلک ہے کونسا عرش آشیاں بالائے سر
[5] اشک امڈے تہہِ دامن سے ٹپک کر باہر	״	قعرِ دریا سے نکل آئے شناور باہر
جذبِ مشتاقِ شہادت کو نظر کر ظالم	״	اگل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر
نہ ملا حضرتِ دل کا تو پتہ وقتِ شگاف	״	نکل آئے میرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
خاک پیوندِ لحد کے لئے لائی ہے صبا	״	کارسازی کے سب اسباب ہیں باہر باہر
[6] پاسِ وفا سے منہ نہ پھرا وقتِ نزع بھی	״	دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
اب وہ کہاں لطف ملاقات میں	״	بات نکلنے لگی ہر بات میں
دوستی رکھتے ہیں کس درجہ برابر آنسو	״	ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے برابر آنسو
قطرۂ خوں ترے خنجر پہ نہیں او قاتل	״	دیکھ بھر لائے ہیں یہ دیدۂ جوہر آنسو

[1] ناسخ ۲۲۹- آتش ۲۰- امانت ۲۵- [2] ذوق ۱۲۳- شہیدی ۱۴۹- ناسخ ۲۲۹- آتش ۲۱- نصیر ۲۳۲
[3] (بحر و رند و حفیظ و داغ ۶۷- ۱۲۷- ۱۰۰- ۱۱۴ جملہ بہ تبدیل قافیہ) [4] گویا ۲۰۴- اختر ۲۴- بحر ۶۷-
[5] رند ۱۲۸- ناسخ ۲۲۹- [6] (محبت و مہر- ۲۲۱ و ۲۰۸ بہ تبدیل قافیہ)

گریۂ یادِ الٰہی نہ سمجھنا بیکار	نسیم	ایک دن بخشیں گے سیرابیٔ کوثر آنسو
ڈھونڈھتی رہتی ہیں کیا کیا میری آنکھیں اون کو	//	ایک بھی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو
؎ فصلِ گل آئی ہے اب اور ہی ساماں ہو گئے	//	میرے دامن میں ترے دست و گریباں ہو گئے
گریہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل	//	خون رلائیں گے وہی زخم جو خنداں ہو گئے
دم نکل جائیگا گر ہاتھ لگا اے جرّاح	//	وہ نہیں زخم جو شرمندۂ احساں ہو گئے
آپ مرجاؤں گا تو آکہ نہ آ او ظالم	//	آج وہ دن ہے کہ مجھ پر مرے احساں ہو گئے
لائے اُس بت کو التجا کر کے	//	کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے
تصدق ہونیوالے پس نہ جائیں	//	اٹھائے ہاتھ سے دامن کو چلئے
عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے	//	طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
دونوں عاشق شمع کے اور دونوں قسمت میں جدا	//	جاں پروانے نے دی بوسے لئے گلگیر نے
کھل سکیں کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیاں	//	کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
ہنس رہے ہیں شور سن سن کر مری فریاد کے	//	ابتو نالے ہو گئے مژدے مبارکباد کے
لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے	//	چل اُٹھ او بے وفا پہلو سے اب کیوں مہربانی ہے

پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی ۳۴۲

۱۴ اشعار — ۳۷۷۳ - افزوں

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری	نسیم	ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے	//	یعنی کہ مطیع پنجتن ہے
کرتا ہے یہ دو زبان سے یکسر	//	حمدِ حق و مدحتِ پیمبر
جو نقطہ لکھوں کہیں نہ حرف آئے	//	مرکز پہ کشش مری پہونچ جائے
ہے ہے مرا پھول لے گیا کون	//	ہے ہے مجھے خار دے گیا کون
ہاتھ اوس پہ اگر پڑا نہیں ہے	//	بو ہو کے تو گل اڑا نہیں ہے؟

؎ مومن ۲۱۶ - ۵۲ رند ۱۳۰

شبنم کے سوا چرانے والا	نسیم	اوپر کا تھا کون آنے والا
جس کف میں وہ گُل ہو داغ ہو جائے	"	جس گھر میں ہو گُل چراغ ہو جائے
جامے سے جو زندگی کے تھی تنگ	"	کپڑے کے عوض بدلتی تھی رنگ
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	"	جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
ساقی قدحِ شراب دیدے	"	مہتاب میں آفتاب دیدے
ساقی باقی جو کچھ ہو لے لے	"	باقی ساقی شراب دیدے
ذرّہ کا بھی چمکے گا ستارہ	"	قائم جو زمین و آسماں ہے
کس سوچ میں ہو نسیم بولو	"	آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے؟

نظام رامپوری ۳۴۳

۲ شعر
۳۷۷۵ - افزوں

انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اُٹھا کے ہاتھ[ا]	نظام	دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دئے مسکرا کے ہاتھ
دینا کسی کا ساغر مے یاد ہے نظام	"	منہ پھیر کر ادھر کو ادھر کو بڑھا کے ہاتھ

ولی محمد نظیر اکبرآبادی ۳۴۴

۸ شعر
۳۷۸۳ - افزوں -

ترے جمال کی سُورج جھلک نہ دیکھ سکا	نظیر	کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا
چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں[۲]	"	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں
صفائی اوس کی جھلکتی ہے گورے سینے میں	"	چمک کہاں ہے یہ الماس کے نگینے میں
جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	"	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

ا امانت ۲۶ - اسیر ۳۲ - ۲ ذار ۱۳۹

کہتے ہیں یاں کہ مجھ سا کوئی مہ جبیں نہیں	نظیر	پیارے جو مجھ سے پوچھو تو یاں کیا کہیں نہیں
نہ سرخی غنچۂ گل میں ترے دہن کی سی	،،	نہ یاسمن میں صفائی ترے بدن کی سی
میں کیوں نہ پھولوں کہ اوس گلبدن کے آنے سے	،،	بہار آج مرے گھر میں ہے چمن کی سی
مجھے تو اس پہ نہایت ہی رشک آتا ہے	،،	کہ جس کے ہاتھ نے پوشاک ترے تن کی سی

۷ شعر — نواب کلب علیؓ خاں نواب ۳۴۵
۳۷۸۴-۳۷۹۰ افزوں

کوتاہیٔ وصال ہی مرنے کو کم نہ تھی	نواب	گردوں نے اور ایک لگا دی سحر کی شاخ
آنکھیں ملیں جو پاؤں پر اوس بحر حسن کے	،،	دریا سے مل گئی میری مژگان تر کی شاخ
ہلے کیونکر نہ ترے رہگذر کی سرزمیں برسوں	،،	کہ نالوں سے میرے کانپا کیا عرش بریں برسوں
عجب حسرت سے دیکھا ہے سوئے جانان دم آخر	،،	رہیگی یاد اس کو بھی نگاہِ واپسیں برسوں
نصیبوں میں جو لکھی ہے برائی وہ نہ جائیگی	،،	اگر رگڑوں در کعبہ پہ بھی نقش جبیں برسوں
بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ کنج مرقد میں	،،	رہا ہو جس کے سر کا تکیہ دوشِ نازنیں برسوں
ساقی تری آنکھوں سے آنکھوں کو خمار آیا	،،	بے مے کے یہ مستی ہے مینخانہ کو کیا کہیے

۱۶ شعر — نواب حیدر یار جنگ نظمؓ طباطبائی ۳۴۶
۳۷۹۱-۳۸۰۶ افزوں

جلے ہیں غیر کیا کیا جب میری خلوت سے وہ نکلے	نظم	پریشاں باندھکر جوڑا دوپٹہ اوڑھ کر الٹا
ہوا کچھ ایسی چلے الٰہی دکھائے چہرا اڑ کے آنچل	،،	کہ جھانکتا بھی ہو وہ ستمگر تو کھڑکیوں میں لگا کے آنچل
ضرور فتنہ بپا کریگا ضرور ڈھائیگا کوئی آفت	،،	ترا یہ اٹکھیلیوں سے چلنا جھکا کے گردن اٹھا کے آنچل
زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے ناز	،،	ادا کروں میں ترا دوگانہ کھڑے رہیں وہ بچھا کے آنچل
سنی بھی میری قدم کی آہٹ کہ جاگے شوخی سے سوتے سوتے		جو میں نے تلوے میں گدگدایا الٹ دیا مسکرا کے آنچل

۱؎ اکبر ۴۴ - آتش ۲۲ - جرأت ۸۱ - داغ ۱۱۷ - کیفی ۲۶۲ - میر ۲۰۹ - ۲؎ داغ ۱۱۹ (اسیر، قدر و قلق ۳۲ و ۹۸ و ۱۹۵ بتبدیل قافیہ)

اگر ہے منظور تم کو آنا تمہیں کہو پھر یہ کیسا جانا	نظم	جتا کے غصہ سنا کے باتیں چڑھا کے تیوری چھڑائے آنچل
ضرور ہیں کچھ نہ کچھ کشیدہ جو رہتے ہیں دور دور ہم سے	"	جو پاس آ کر بھی بیٹھتے ہیں تو ہر طرف سے دبائے آنچل
جاتا تھا صبح تک زندہ رہونگا شام سے	"	اے فلک تو یہ ! میں باز آیا خیالِ خام سے
اے شبِ عشرت کہیں پھر آسماں کروٹ نہ لے	"	باندھ لے مشکیں کمندِ زلفِ عنبر فام سے
دیکھ لینا ایک دن گر ہے یہی لیل و نہار	"	بن گیا خورشید مارا گردشِ ایام سے
اشکِ خوں رنگ میں گہرا نظر آتا ہے مجھے	"	آج دامن پہ کلیجہ نظر آتا ہے مجھے
اوڑ کر نکلے ہیں وہ آج دوپٹہ آبی	"	آسماں رنگ بدلتا نظر آتا ہے مجھے
سن نہ لیں وہ نفسِ بازپسین کی آواز	"	جان دینے میں بھی کھٹکا نظر آتا ہے مجھے
درِ مقصود کا کیا خوب شگوں ہاتھ آیا	"	کفِ افسوس میں چھالا نظر آتا ہے مجھے
اوس کی رحمت کا ہے جوش اپنے گناہوں کا ہجوم	"	ایک سیلابِ دریا نظر آتا ہے مجھے
صبح پیری اور غفلت اس قدر چھائی ہوئی	"	مسکراتی ہے سرِ بالیں اجل آئی ہوئی

۱۷ اشعار

سید محمد نوح ناروی ۳۴۷

۴۸۲۳ - افزوں

میرے ذہن میں ہے میرے ہوش میں ہے میری عقل میں ہے میری یاد میں ہے	نوح	وہ الگ بھی ہوا تو الگ نہ ہوا وہ جدا بھی رہا تو جدا نہ رہا
جانے کو جائے فصلِ گل آنے کو آئے ہر برس	"	ہم غمزدوں کے واسطے جیسے چمن ویسے قفس
رخصت ہوا بیمارِ غم بالیں سے اٹھے ہم نفس	"	تدبیر تو کرتے ہیں سب تقدیر پر ہے کس کا بس
تو اور دعویٰ عشق کا یہ بھی خدا کی شان ہے	"	منصور بننے کے لئے دل چاہیئے اے بوالہوس
سو بار دیکر جام و خم ساقی نے بیخود کر دیا	"	اوس کا تقاضا تھا کہ پی میری گذارش تھی کہ بس
جام و سبو کا ذکر کیا بہتا پھرے خود میکدہ	"	اے ابرِ رحمت ٹوٹ کر ایسا برس اتنا برس
کیا ابتدا کیا انتہا جو آئے گا وہ جائے گا	"	دنیائے فانی کچھ نہیں اللہ بس باقی ہوس
روز و شب اٹھتے بیٹھتے اونکی زباں پر نہیں	"	کوئی نہیں کی حد نہیں شام نہیں سحر نہیں

۵ ؎ رہبر ۱۳۵ - اظہر ۶۲ - ۵۲ ؎ ظفر ۱۶۶ -

کوئی یہاں سے چل بسا رونقِ بام و در نہیں	نوح	دیکھ رہا ہوں گھر کو میں گھر ہے مگر وہ گھر نہیں
مجھ کو خیال روز و شب خاک رہے مزار میں	”	ایسی جگہ ہوں جس جگہ شام نہیں سحر نہیں
مجھے اٹھاتے ہیں یوں پارسا زمانے کے	”	کہ جیسے ہوں وہی مالک شراب خانے کے
پوچھتے کیا ہو حقیقت عاشقِ دلگیر کی	”	حیرت آئینہ کی دیکھو خامشی تصویر کی
میری تدبیر نے مجھ کو میری تقدیر پہ ٹالا	”	مگر اب دیکھئے تقدیر کیا تدبیر کرتی ہے
تم دل میں چبھو کر تیر اپنا کیوں کھینچتے ہو میرے دل سے	”	دو بچھڑے ملے اک مدت کے اب ساتھ چھٹیگا مشکل سے
دریائے محبت میں ظاہر موجوں کی ہمدردی نہ ہوئی	”	جب ڈوب رہی تھی کشتیٔ دل کچھ خاک اڑی تھی ساحل سے
اک دردِ جگر کی دو تسکیں دل دینے پر معلوم ہوئیں	”	بڑھتا ہے بہت آسانی سے گھٹتا ہے نہایت مشکل سے
سو فتنے اٹھے سو حشر اٹھے اٹھنے کیلئے کیا کچھ نہ اٹھا	”	اب ہم کو یہ سننا باقی ہے اٹھ جاؤ ہماری محفل سے

۱ شعر

ناداں ۳۴۸

۳۸۲۴۔۱ افزوں

وفا[۱] کا ذکر جب میں نے کیا تو ہنس کے یوں بولے	ناداں	وہ کیسی ہے کہاں بکتی ہے مہنگی ہے کہ سستی ہے

۲ شعر

نثار ۳۴۹

۳۸۲۷۔۱ افزوں

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	نثار	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی
دلِ کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار	”	جب ذرا گردن جھکا لی دیکھ لی
اوس کے قدموں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا	”	خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

۱ شعر

شاہ نیاز احمد نیاز بریلوی ۳۵۰

۳۸۲۸۔۱ افزوں

دکھلائے داغِ دل نے گلستاں نئے نئے	نیاز	وحشت دکھا رہی ہے بیاباں نئے نئے

۱؎ امیر ۳۸۔ اختر ۵۱۔ جلیل ۷۸۔ تاریخ ۲۳۲۔

۲ شعر

نیاز فتحپوری ۳۵۱

۳۸۳۰-افزوں

ریشِ جبیں میرا بنے رہینِ سجدۂ نیاز	نیاز	میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو حسن کی جلوہ پاشیاں	"	آگ لگا کے برق ہی رونقِ آشیاں بنے

۲ شعر

نواب محمد علیؒ خاں ناظم حیدرآبادی ۳۵۲

۳۸۳۲-افزوں

مجھ کو نظر میں تول لو تختہ ہوا یہ چھوڑ دو	ناظم	خاک ہے مجھ میں دوستو کوئی مجھے اٹھائے کیوں
دکھا کر کاغذِ سادہ سنا دے حال اے قاصد	"	کہ اتنا ضعف ہے تحریر اتنی بار ہوتی ہے

۲ شعر

نامعلوم ۳۵۳

۳۸۳۴- افزوں

یہ کہہ کے میری شمعِ لحد ہو گئی خموش	"	ناگفتنی ہے صاحبِ تربت کا ماجرا
ہر نفس منت کشِ آلام ہے	"	زندگی شاید اسی کا نام ہے

۱ شعر

نثار دہلوی ۳۵۴

۳۸۳۵ - افزوں

او دل کو چٹکیوں میں برباد کرنے والے	"	یہ تو سمجھ کہ آخر پھر تو کہاں رہیگا

۳ شعر

نواب محمد نجیب الدین خاں نجیب حیدرآبادی ۳۵۵

۳۸۳۶-افزوں

سنگِ طفلاں سے لہو میں لعل ہے اس کا لباس	نجیب	پھر رہا ہے آج دولہا بن کے دیوانہ تیرا

ے۱ ترکی ۷۷- امجد ۵۶- داغ ۱۱۵- غالب ۱۸۱- ے۲ رند ۱۳۴-

نہ سہی راحت و آرام غم و درد سہی	نجیب	خانۂ دل میرا بھرپور ہے مہمانوں سے
وہ میرے گھر ہوا کے گھوڑے پر	؍؍	آج آئے بھی تو سوار آئے

نوبت رائے نظر لکھنوی ۳۵۶
۱ شعر
۳۸۳۹ - افزوں

تمہیں بلاؤں تو آئے کہیں قضا میری[1]	نظر	میری زبان سے سنتا نہیں خدا میری

محمد عبد المقتدر خاں ناظم حیدرآبادی ۳۵۷
۴ شعر
۳۸۴۳-۳۸۴۰ افزوں

بہلا دیتے ہیں اپنا رنج اوروں کی مصیبت میں	ناظم	جنھیں اوروں کا غم ہوتا ہے اپنا غم نہیں ہوتا
کچھ عرض مدّعا میں نہ آہ و فغاں میں ہے	؍؍	راز حیات کشمکش امتحاں میں ہے
کس کس کو نالۂ جرس کارواں جگائے	؍؍	یاں قافلہ کا قافلہ خواب گراں میں ہے
عمر رواں کے ساتھ چلا جا رہا ہوں میں	؍؍	تیری تسلیوں کا سہارا لئے ہوئے

نواب معین یاور جنگ نعیم حیدرآبادی ۳۵۸
۱ شعر
۳۸۴۴ - افزوں

پُر اثر کیا داستاں تھی بلبلِ ناشاد کی[2]	نعیم	سُن کے روتے روتے ہچکی بندھ گئی صیاد کی

نثار حیدرآبادی ۳۵۹
۱ شعر
۳۸۴۵ - افزوں

آج انداز نیا ہے میری مے نوشی کا	نثار	توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانوں سے

[1] حسرت ۹۹ (امانت و میر ۲۶ و ۲۱۱ بہ تبدیل قافیہ) [2] اثر ۵۳ -

ردیف و

شمس ولی اللہ ولی دکھنی ۳۶۰

۳ شعر
۳۸۴۸ - افزوں

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں	ولی	تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
ہوئے ہے گرم جو تو آفتاب کے مانند	؍؍	کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند
معشوق کو ضرر نہیں عاشق کی آہ سے	؍؍	بجھتا نہیں ہے بادِ صبا سے چراغِ گل

شاہ ولی اللہ ولی ۳۶۱

۵ شعر
۳۸۵۳ - افزوں

گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں	ولی	نقدِ ہستی جو ہار ڈالے ہیں
نہ دو آزار میرے دل کو اے آرام جاں سمجھو	؍؍	یہ خوبی کچھ نہیں رہتی سدا اے بے وفا سمجھو
ہر طرف ہنگامۂ اجلاف ہے	؍؍	مت کسی سے مل اگر اشراف ہے
حافظے کا حسن دکھلاوے ہے نسیانی مجھے	؍؍	ہے کلیدِ قفلِ دانش طرزِ نادانی مجھے
لب ہیں تیرے فی الحقیقت چشمۂ آب حیات	؍؍	خضرِ خط نے اس سے پایا ہے سراغ زندگی

خواجہ محمد وزیر وزیر ۳۶۲ لکھنوی

۴ شعر
۳۸۹۶ - افزوں

دیکھنا حسرتِ دیدار اسے کہتے ہیں	وزیر	پھر گیا منہ تری جانب دمِ مردن اپنا
یہ مجھ کو شیوۂ افتادگی پسند ہوا	؍؍	غبار بھی نہ صبا سے میرا بلند ہوا
کب خبر تھی انقلابِ آسمان ہو جائیگا	؍؍	دوست کا ملنا نصیبِ دشمناں ہو جائیگا
سوزِ غم سے شمع روشن استخواں ہو جائیگا	؍؍	جائے سبزہ میرے مدفن پر دھواں ہو جائیگا

سالک قدر ۱۹۷ اسود ۱۳۰ بہ تبدیل قافیہ گویا ۴۰ ناسخ ۲۲۹ - ضبط ۱۰۱ بہ تبدیل قافیہ - غالب ۱۷۹ - قدر ۱۹۷

خواب میں بھی اوس کو دیکھوں گا نہ میں فرقت نصیب	وزیر	پردۂ غفلت یقیں ہے درمیاں ہو جائیگا
وہ زلف لیتی ہے تاب و دل و تواں اپنا	″	اندھیری رات میں لٹتا ہے کارواں اپنا
زورِ بازوئے جواں ہے آسرا ہر پیر کا	″	دیکھ لو دستِ کماں میں بھی عصا ہے تیر کا
خط سے پنہاں عارضِ رشکِ قمر ہونے لگا	″	رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا
بات کا ہم نے نہ پایا جب جواب	″	ہم یہ سمجھے وہ دہن ہے لاجواب
افزوں کہیں ہیں حسن میں شمس و قمر سے آپ	″	آئینہ لے کے دیکھئے میری نظر سے آپ
شبِ فراق میں کیا کیا ملے انیس مجھے	″	رفیقِ درد، شفیقِ آہ، مہرباں فریاد
فغاں کروں کہ ہے سیبِ ذقن پہ طوطیِ خط	″	ثمر بچانے کو کرتے ہیں باغباں فریاد
چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادماں ہو کر	″	زمینِ کوئے جاناں رنج دیگی آسماں ہو کر
اسی خاطر تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے	″	اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر
نہانے میں جو لہراتی ہے زلفِ یار دریا میں	″	تڑپنے لگتی ہیں پانی پہ موجیں مچھلیاں ہو کر
ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو	″	ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر
لبِ بام آ کے گر دیکھو تماشہ تم کو دکھلاؤں	″	کمند آسا چڑھوں تارِ نگہ پر ناتواں ہو کر
ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر	″	روح میری گلِ عارض میں رہے بو ہو کر
تیغ رکھدی میرے قاتل نے جو عریاں سر پر	″	جوہروں کے ہوئے پیدا چمنستاں سر پر
ناوکِ غم سے ہے غربال میرا کاسۂ سر	″	چھان ڈالوں جو پڑے گردِ بیاباں سر پر
سوئے دریا نگہِ گرم سے دیکھا کس نے	″	آبلے سیپ میں پیدا ہوئے گوہر کے عوض
نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	″	دہنِ زخم پکارا کیا "قاتل قاتل"
جی میں آتا ہے تری تیغ کو دل میں رکھ لوں	″	ایسی لیلےٰ کو یہی چاہیئے محمل قاتل
سخت جاں ہوں میری گردن پہ چھری پھیر اکر	″	تیز کرنے کے لئے خوب ہے یہ سل قاتل
نہ کر عوض میرے جرم و گناہِ بیحد کا	″	الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کہیں کہیں نہ عدو دیکھ کر مجھے محتاج	″	"یہ اُن کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں"

۱؎ قلق ۱۹۳۔ ۲؎ رند ۱۲۷۔ ۳؎ اکبر ۲۴۲۔ جلیل ۸۵۔ حفیظ ۱۰۰۔ سرشی ۱۷۹۔ ظہیر ۱۶۸۔ فروغ ۱۹۱۔ (امیر ۳۵ بہ تبدیل لفظ)
۴؎۔ امانت ۲۵۔ قلق ۱۹۴۔

کس قدر ہے فرق یوسفؑ اور اپنے یار میں [۱]	وزیر	گھر خرید اور اس کے آئیں وہ بکے بازار میں
ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو	″	کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو؟
دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو [۲]	″	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو
گم ہوا لکھتے ہی حالِ تنِ لاغر نامہ	″	بن گیا نقطہ، موہوم سمٹ کر نامہ
جس طرف تم ہو اُدھر سر میرا جانا ہو جائے	″	پائنتی قبر کے بیٹھو تو سرانا ہو جائے
دیکھ پچتائے گا او بت میرے ترسانے سے [۳]	″	اُٹھ کے کعبہ کو چلا جاؤں گا بتخانے سے
یادِ مژگان میں میری آنکھ لگی جاتی ہے	″	لوگ سچ کہتے ہیں سُولی پہ بھی نیند آتی ہے
جانور جو ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے [۴]	″	اے شہ حُسن وہ اُڑتے ہی ہُما ہوتا ہے
نہیں معشوق بھی آزاد گرفتاری سے	″	ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ میں بندھا ہوتا ہے
رات دن سجدۂ شکرانہ ہے واجب منعم	″	کہ خدا دیتا ہے اور نام ترا ہوتا ہے
کوئی ہم چشم نہیں میری سیہ بختی کا	″	میں وہ سُرمہ ہوں جو نظروں سے گرا ہوتا ہے
ہم اسیروں کو قفس میں بھی ذرا چین نہیں	″	روز دھڑکا ہے کہ اب کون رہا ہوتا ہے
صُورتِ ماہِ نو آتا ہے مہینے پیچھے	″	انہیں باتوں سے تو انگشت نما ہوتا ہے
سر کہیں، ہاتھ کہیں، پاؤں کہیں دفن ہوئے	″	ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے
چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لئے [۵]	″	فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لئے
غیر کو کیا رنج دوں راحت اُٹھانے کے لئے	″	ایک تنکے کو نہ چھیڑوں آشیانے کے لئے
کون ہوگا ترے تیروں کا نشانہ میرے بعد	″	خاک لیجانا میری تو وہ بنانے کے لئے

۱۴۱ شعر — افتخار علی شاہ وطن رحمۃ اللہ علیہ حیدرآبادی — ۳۶۳

۳۹۱۰ - افزوں

دیکھتا تھا میں جسے ہو کے نہ دیدہ ہر سو [۱]	وطن	میری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاشاکِ ماسوا سے نہ دِل کو صفا کیا	″	کعبہ کا صحن جھاڑ کے آیا تو کیا ہوا

[۱] ضو ۱۶۵ - [۲] ضامن ۱۶۲ - ریاض ۱۳۳ - صفی ۱۶۱ - میر ۲۰۹ - [۳] داغ ۱۲۰ - اکبر ۴۷ - [۴] غالب ۱۸۳ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ - گویا ۲۰۴ - تاباں ۷۶ (آتش ۲۳ و قلندر ۱۹۹ و عزیز ۱۷۵ بہ تبدیل قافیہ) [۵] مائل ۲۲۳

[illegible]

دیدہ و دل میں نظر صاف تو آتا ہے مجھے	وطن	گھر جو میرا ہے وہ ہے آئینہ خانہ تیرا
برہمن دیر کو اور شیخ چلا کعبہ کو	״	ایک کو بھی نہیں معلوم ٹھکانا تیرا
آپ سے جب میں گذرتا ہوں تجھے پاتا ہوں	״	دیکھتا ہوں تری آنکھوں سے تماشا تیرا
سر سے گذر کے یار کو پایا کسی طرح	״	آخر حباب بحر میں پھوٹا کسی طرح
کیوں نہ ہر دم ہو وہ دلبر کو روانہ کاغذ	״	دم ہے قاصد ورقِ دل ہی ہمارا کاغذ
نہ رام رام اب زباں سے کرتو، نہ دل سے ذکر خدا خدا کر	״	اٹھا دے پردہ عبودیت کا، سمجھ کے وردِ انا انا کر
ہستی جو تری ہے میری ہے، ہیئت جو میری ہے تیری ہے	״	تو عکس ہے میں ہوں شخص ترا، تو اور نہیں میں اور نہیں
خاکِ پا شوخ ہیں کرکے عطا کہتے ہیں	״	دید بازو اسے آنکھوں کی دوا کہتے ہیں
چال کھوٹی ہے چراتے ہیں ہر اک سے آنکھیں	״	سادہ بن بن کے پھر اپنے کو کھرا کہتے ہیں
طبعِ نازک ہو بیاں رشکِ چمن کی کس سے	״	پھول ہنستے ہیں تو کیا شور مچا کہتے ہیں
مقامِ وصل میں پوچھو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے	״	فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے
میرے جی میں ہے پوچھوں رکھ کے قرآں شیخ کے آگے	״	"زباں مطلق نہیں حق کی تو پھر یہ کون گویا ہے"

۷ شعر — ۳۶۴

شمس العلما نواب عزیز جنگ ولا حیدرآبادی

۳۹۱۷ - افزوں

اُٹھنے لگے تو دوڑ کے اون سے لپٹ گیا	ولا	دیوانہ ہوکے کام کیا ہوشیار کا
کہو کیا بات ہے اے بندہ پرور	״	جو بگڑے اس قدر میں نے کہا کیا؟
ہوئے جاتے ہیں کیوں جامے سے باہر	״	اجی کچھ تو کہو میں نے کہا کیا
ہوا نہ دل پہ اثر ان کے ہو تو کیونکر ہو	״	دعا دعا نہ رہی پھر کہو تو کیونکر ہو
ہر ایک کام میں کھنڈت کرو تو کیونکر ہو	״	جو ہوتے کام کو ہونے نہ دو تو کیونکر ہو
بجز خدا کے نہیں کوئی عیب سے خالی	״	قدم قدم پہ ہو تم عیب جو تو کیونکر ہو
تمہیں یاد وعدہ اگر نہیں مجھے اپنی بھول کا ڈر نہیں	״	ہے بہت قوی میرا حافظہ نہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۵ رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - شرق ۱۵۵ - (کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ) ۵ توفیق ۷۷ - اقبال ۴۹
داغ ۱۱۳ - گویا ۲۰۴ - حبیب ۹۷ - خلیل ۱۰۵ - ۵ میر ۲۰۹ - ۵ اسیر ۳۴ - سودا ۱۳۷ - ضامن ۱۶۳ - تعلق ۱۹۴

۲ شعر
۳۹۱۹ - افزوں

رضا علی وحشتؔ (کلکتہ) ۳۶۵

قعرِ دریا سے تو نکلا ہوں مگر ڈرتا ہوں طریقِ الفت میں اپنی منزل کدھر ہے اس کا پتہ نہیں ہے	وحشتؔ "	ڈوب جائے لب ساحل نہ سفینہ میرا سوائے گم کردہ راہ دل کے کوئی میرا رہنما نہیں ہے

۱ شعر
۳۹۲۰ - افزوں

وحشیؔ لکھنوی ۳۶۶

اس طرف منہ پھیر کے رونے لگے تیماردار	وحشیؔ	اوس طرف بیمارِ غم کچھ کہہ کے غافل ہو گیا

۱ شعر
۳۹۲۱ - افزوں

وصفیؔ ۳۶۷

یار یوں کہتا ہے سینہ سے لگا کر وصفیؔ	"	اور کہئے دلِ مضطر کی تمنا کیا ہے

۲ شعر
۳۹۲۳ - افزوں

عبدالصمد خاں واصفیؔ ۳۶۸

ہر کلی ہے گلستانِ دل کی مرجھائی ہوئی اے خیالِ یار جبتک تو نہ تھا کچھ بھی نہ تھا	واصفیؔ "	ہو گئی نذرِ خزاں اپنی بہار آئی ہوئی دل میں آتے ہی ترے ہنگامہ آرائی ہوئی

۲ شعر
۳۹۲۵ - افزوں

نواب محمد عمر خاں وفاؔ حیدرآبادی ۳۶۹

سب[1] سے دم جہان سے کی چالیں یار چل کر رہ گیا یہ سنا تھا آج یاں آنے کو وہ تیار ہے	وفاؔ "	غیر منہ دیکھا کئے ہیں ہاتھ مل کر رہ گیا وائے قسمت پھر سنا کپڑے بدل کر رہ گیا

[1] نقصیر ۲۳۴

ردیف (ہ)

۳ شعر
۳۹۲۸-۱ افزوں
عاشق حسین رضؔ خاں ہاتف حیدرآبادی ۳۷۰

نورِ حق مظہر کُل جلوۂ قدرت حضرتؑ	؍	رحمت اللہ کی اللہ کی صورت حضرتؑ
غوثؑ کے چاہنے والوں کو خدا ملتا ہے	؍	کوئے جاناں کا اسی گھر سے پتہ ملتا ہے
منہ میں بھرتی ہے شکر اوس لب شیریں کی صفت	؍	پانی پیتا ہوں تو شربت کا مزا ملتا ہے

۲ شعر
۳۹۳۳-۱ افزوں
محمد سعادت اللہ خاں پرنسپل دار العلوم کالج عالی ہوش (حیدرآبادی) ۳۷۱

درشت لہجہ نصیحت کا چھوڑ دے واعظ	ہوشؔ	ملا کے زہر میں دیتا ہے کیوں دوا مجھ کو
کسی سے میں نے یہ پوچھا کہ بجلی کیسی ہوتی ہے	؍	کسی نے کہدیا ہنس کر "کہ دیکھو ایسی ہوتی ہے"

۳ شعر
۳۹۳۳-۱ افزوں
نواب کاظم علیخاں ہجر (شاہجہانپوری) ۳۷۲

تیرے جمال کو تھا کوہ طور سے کیا کام	ہجرؔ	نگاہ بن کے مری آنکھ میں سماتا تھا
دیکھکر محو جمال رخ قاتل مجھ کو	؍	موت نے پاس سے دیکھا دم بسمل مجھکو
بخشنے والے نے کچھ سوچ سمجھکر بخشا	؍	حسن اوس شوخ کو ارماں بھرا دل مجھکو

۱ شعر
۳۹۳۴-۱ افزوں
ہوش ۳۷۳

نزع میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا	؍	آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمیں یاد کیا

لہ} امیر و بیتاب و جلال و قلق و داغ ۳۶ و ۷۴-۸۳-۱۹۵-۱۱۷ الم ۵۴ قلق ۱۹۴- ناسخ ۲۲۹- جوش ۹۲
جملہ بہ تبدیلِ قافیہ

ردیف ی

غلام مصطفیٰ یکرنگ

۲ شعر

۳۹۳۶-۱ فزوں

اوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال	یکرنگ	یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مُو نہ ہو
جدائی سے تری اے صندلی رنگ	〃	مجھے یہ زندگانی دردِ سر ہے

انعام اللہ خاں یقین ۱۷۵ھ

۱۴ شعر

۳۹۵۰-۱ فزوں

اوس گل سے کچھ حجاب ہمیں درمیاں نہ تھا[1]	یقین	جس دن کہ یہ بہار نہ تھی گلستاں نہ تھا
دام و قفس سے چھوٹ کے پہونچے جو باغ تک	〃	دیکھا تو اس زمینِ چمن کا نشاں نہ تھا
اتنا کبھو جہاں میں کوئی بے وفا نہ ہو	〃	ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ ہو
میرا جو کام وفا تھا سو ہو سکا نہ یقیں	〃	وگرنہ اوس کی جفا میں تو کچھ قصور نہ تھا
یہ جیوے ہجر میں وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا	〃	تکلف برطرف بلبل کو پروانے سے کیا نسبت
بعد مرنے کے بھی ہوں خاک میں غمناک ہنوز	〃	گرد پھرتے ہیں میری خاک کے افلاک ہنوز
آپ سے ہم نے مقرر کی ہے اپنی جا قفس[2]	〃	ورنہ ٹک بھڑکیں تو ہو جائے تہ و بالا قفس
رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع	〃	بزم میں فانوس سے باہر نہیں آتی ہے شمع
باد سے درہم نہیں ہوتا ہے یہ شعلہ یقیں	〃	بلکہ پروانہ کی گستاخی سے جھنجلاتی ہے شمع
دردِ بن مجھ کو کچھ اس لاگ سے مقصود نہیں	〃	عشق پھیکا ہے اگر داغ نمک سُود نہیں
نہ دے فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلے	〃	ہم آخر ہوں گے دامنگیر اس چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشتِ پا پر متصل تیری	〃	گریباں پھاڑیئے اس کے کہ کیا طالع ہیں داماں کے
اگر بخیر ہمیں یاد کر نہیں سکتا	〃	کہو بُرا ہی ہمیں کر ترا بھلا ہووے

[1] حالی ۹۴ - میر ۲۱۸ - فغاں ۱۸۷ - [2] امیر ۳۵ - شاداں ۱۵۰ - (سودا اور ند ۱۳۸ و ۱۲۸ بہ تبدیل قافیہ -)

زنجیر ہیں زلفوں کی پھنس جانے کو کیا کہئیے	یقین	کیا کام کیا دل نے دیوانہ کو کیا کہیے

۲ شعر

۳۹۵۲ - افزوں یوسف قدیری ۳۷۶

ہر زخم پہ اپنے ہاتھوں سے جب تم خود مرہم رکھتے ہو	یوسف	کس منہ سے کہوں تسکیں نہیں کس دل سے کہوں آرام نہیں
ساقی کو ضرورت ہی کیا ہے ہم تشنہ لبوں کی بات سنے	؍؍	رندوں کے شکستِ دل کی صدا آوازِ شکستِ جام نہیں

۲ شعر

۳۹۵۴ - افزوں مرزا یاس یگانہ چنگیزی ۳۷۷

بجز ارادہ پرستی خدا کو کیا جانے	یگانہ	وہ بدنصیب جسے بختِ نارسا نہ ملا
پہاڑ کاٹنے والے زمیں سے ہار گئے	؍؍	اسی زمین میں دریا سمائے ہیں کیا کیا

۱ شعر

۳۹۵۵ - افزوں یزدانی جالندھری ۳۷۸

ہمیں اے باغباں گرداب میں جینے کی عادت ہے	؍؍	کنارے سے بھلا اندازِ طوفاں کون دیکھے گا

---

۵ عزیز ۱۷۳ بہ تبدیل قافیہ

حضرات ذیل نے اپنا کلام بعد از وقت مرحمت فرمایا ہے اس لئے سب سے آخر میں بلالحاظ ترتیب و سلسلہ صرف منتخبہ اشعار درج کئے گئے۔

۱۱ شعر — ۳۹۶۶ - افزوں
پروفیسر جامعہ واعظ محمد حسام الدین فاضل حیدرآبادی ۳۷۹

کہیں یہ پاک شئے ناپاک مٹی پر نہ گر جائے[۱]	فاضل	خدا نے اس لئے سایہ نہ رکھا آپ کے قد کا
سچ ہے اغیار کے دکھ درد کے کڑھتے ہیں شریف	"	رو پڑی آنکھ اگر پاؤں میں کھٹکا کانٹا
فقرہ فقرہ یہ تڑپنے لگی مخلوق خدا	"	میری باتوں کی ہوئی قدر سوا میرے بعد
جو میری موت کے خواہاں ہیں بتا دیں مجھکو	"	کیا وہ پائیں گے ہمیشہ کی بقا میرے بعد
مثل جاہل ہے اگر ہو نہ عمل عالم میں[۲]	"	لاکھ تحریر ہو ہے چھاپہ کا پتھر "پتھر"
تلاش عیب ہی رہتی ہے نکتہ چینوں کو	"	ہنر کہاں نظر آتے ہیں عیب بینوں کو
نمود نام رہی جن کو نامور نہ ہوئے	"	ملا جو نام بھی الٹا ملا نگینوں کو
بوقت نزع نہیں کشمکش یہ ہاتھوں کی	"	سلام کرتا ہوں رخصت کے ہم نشینوں کو
میرے جنازے پہ عمر عزیز کہتی تھی[۳]	"	کئے گناہ اب آخر کو منہ چھپا کے چلے
عجیب غسل شہیداں عجب طہارت ہے[۴]	"	نہا کے خون میں یہ رو برو خدا کے چلے
خدا کی شان قدم چومنے لگی دنیا[۵]	"	جو بوسے میں نے تیرے سنگ آستاں کے لئے

۱ شعر — ۳۹۶۷ - افزوں
محمد حمید الدین حسامی عاقل حیدرآبادی ۳۸۰

قیس مجنوں کو بنایا کوہکن کی جان لی	عاقل	عشق عاقل کے یہاں آیا تو غافل کر دیا

۱؎ امیر ۳۳ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۸ - ۲؎ رند ۱۲۷ - شایق ۱۵۴ - میر ۲۰۸ - علوی ۱۷۱ گویا ۲۰۴ - معین ۲۲۵ - غالب ۱۸۰ - ۳؎ انیس ۲۷ - ۴؎ انیس ۲۷ - ۵؎ امیر ۳۷ - ذوق ۱۲۵ - غالب ۱۸۳ - مومن ۲۱۷ - ظفر ۱۶۹ -

متفرق اشعار

لاَ احدِ

۳۹۶۷ + ۳۳ شعر — جملہ تعداد شعرا

۴۰۰۰ - جملہ اشعار افزوں - ۳۸۰

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
کچھ کہہ کے اوس نے پھر مجھے دیوانہ کردیا	لاَ احدِ	اتنی سی بات تھی اُوسے افسانہ کردیا
اپنی تو ہے بہار و خزاں اوس کے ہاتھ میں	"	گلشن بنادیا کبھی ویرانہ کردیا
ہزاروں[1] فتنے اٹھتے ہیں ترے ہر گام پر ظالم	"	تیری رفتار کیا ہے اک نمونہ ہے قیامت کا
صُورت شمع بزم ہوں میری بقا فنا ہی کیا	"	شام ہوئی جلادیا، صبح ہوئی بجھادیا
یاد کرنا ہمارا بھول گئے	"	بھول جانا ہمارا یاد رہا
گوہر[2] اشک سے لبریز ہے سارا دامن	"	آجکل دامن دولت ہے ہمارا دامن
چین[3] سے رہتے نہیں عاشقِ بدنام کہیں	"	دن کہیں رات کہیں، صبح کہیں شام کہیں
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	"	پڑے قبر میں ہم اکیلے رہے
ایک تو عشق میں ہوتے ہیں جنوں کے آثار	"	اوس پہ کچھ لوگ بھی دیوانہ بنادیتے ہیں
کھینچکر صانعِ قدرت نے کہا واہ رے میں	"	اور تصویر یہ بول اُٹھی کہ اللہ رے میں
رُخِ[4] مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ	"	نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں
قیامت میں بھی میرا رشک مجھکو مار ڈالیگا	"	جہاں تم ہو جہاں میں ہوں وہاں سارا جہاں کیوں ہو
تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو	"	اُٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
خدا کرے کہیں آجائے ہاتھ دامن میں	"	وہ کھیل سمجھے ہیں بے اختیار ہونے کو
بہت[5] شوق سے سن رہا تھا زمانہ	"	ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے
میکشو[6] مے کی کمی بیشی پہ ناحق جوش ہے	"	یہ تو ساقی جانتا ہے کس کو کتنا ہوش ہے
یونہی آنکھوں میں آ گئے آنسو	"	جا ہیے آپ کوئی بات نہیں
جو طلب[7] میں نے کیا مجھکو عنایت سے دیا	"	تیرے قربان میرے ناز اُٹھانے والے

[1] جان ۸۲۔ عزیز ۷۷۔ ظفر ۱۶۶۔ تلق ۱۹۳۔ نصیر ۲۳۳۔ حیدر ۱۰۲۔ [2] آتش ۲۱۔ داغ ۲۳۰۔ بیدار ۱۰
[5] بہ تبدیل قافیہ) [3] نصیر ۲۲۴۔ [4] اقبال ۹۳ توفیق ۸۔ حسرت ۹۰۔ [6] داغ ۷۔ ۱۱ غالب ۲۰۔ [7] پروفیسر آغا حشر کہتے ہیں کہ ۔۔۔

بس یہی نا؟ تڑپتے کاٹی رات	لاحدِ	تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی؟
مجمع یاس کو لے کر شبِ غم آئی ہے	〃	بھیڑ کی بھیڑ ہے تنہائی کی تنہائی ہے
دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام	〃	کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے
تو اور پاسِ خاطرِ اہلِ وفا کرے؟	〃	امید تو نہیں ہے، مگر ہاں خدا کرے
توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	〃	آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے
میکشی صبح کو کی، شام کو توبہ کر لی	〃	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی
تصویرِ شمع ہوں میں سوزِ غمِ نہاں سے	〃	میری زباں جلا دو گر اُف کروں زباں سے
تاروں کے ٹوٹنے کو تم غور سے نہ دیکھو	〃	صدقے اُتر رہے ہیں تم پر یہ آسماں سے
افسوس ہے کہ سایۂ مرغِ ہوا کی طرح	〃	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جُدا چلے
زخم بول اُٹھتے ہیں پوچھو جو نشاں قاتل کا	〃	باتیں کرتے ہیں لبِ زخم سے مرنے والے
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	〃	خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے
دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے	〃	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتی ہے منادی	〃	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی
چمن میں گل ہی رہیں گے نہ گل میں بو باقی	〃	یہ سب تجھی پہ مٹیں گے رہے گا تو باقی

یا ناظراً فیہ سل باللہ مرحمۃً	مدد فرمائیے اب تابِ گویائی نہیں باقی زباں جبتک چلی میں نے پکارا یا رسول اللہ	علی المصنف واستغفر لصاحبہ (مؤلف)

تمت بالخیر

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ع آمین آمین آمین ۔

ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ

عاصی سید عظیم الدین حسن غفرلہٗ (مؤلف) کوچہ بہروپیہ پرانا پل (حیدرآباد دکن)

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۷	ہیں	میں	۵۵	۲۰	دیر	زیر
۲۰	۹	پیدار	بیدار	۵۶	۱	باغباں	باغباں کے
〃	۱۰	فطرہ	قطرہ	〃	۱۰	الاستہ	رستہ
〃	۱۹	دوست و	دوست	۶۴	۱	الوسطی	الواسطی
۲۶	۱۳	روشن سے	روشن	〃	۱۳	۴۲۷	۸۲۷
۳۰	۴	(کیا ہے مجھے کافر)		۶۵	۱۱	دوستو	دوستو کے
۳۱	۱۲	ہوتا تھا	ہونا تھا	۶۶	۳	مرے	مری
۳۵	۱۵	زنر	رنز	۶۷	۲۱	ماں	بال
۳۶	۲۲	خزانِ	خزاں	۶۸	۱	شوخی سحاب	شوخی حجاب
۴۰	۷	نازِ	ناز	۶۹	۷	رویا	ردیا
۴۱	۸	میٔر	میرا	۷۲	۹	بختہ	بخیہ
۴۲	۵	مزے یو	مزے لو	〃	۱۰	رہینگے	رجلینگے
۴۴	۵	سبنھالیں	سنبھالیں	۷۳	۱	لبسر	بسر
۴۶	۱۳	حراج	خراج	۷۵	۵	ہول	ہوں
۴۷	۱۸	لبِ	لب	〃	۸	برمستی	برستی
۵۱	۱۴	آسماں	آسان	۷۶	۲	ترارر	ترارو
۵۲	۱۷	اضغر	اصغر	۷۷	۱۴	بڑا	بُرا
۵۴	۵	سوتے	سُوسنے	۸۰	۳	سبھی	سہی
۵۵	۴	بارِ دیا	باردیا	۸۲	۸	رہیتی	رہتی
〃	۱۷	قاقلہ	قافلہ	〃	۱۱	ا شعر	۲ شعر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۲۲	بے حجاب	بے نقاب
۸۷	۱۱	نہ تھی	نہ تھی
۸۸	۱۵	جائے	جانے
"	۲ فٹ نوٹ	داغ ۱۲۰	داغ ۱۱۹
۸۹	۶	زبانِ	زباں
"	۱۰	سو	سُنو
۹۴	۱۲	دلِ	دل
۹۶	۱۶	حیراں	حیراں ۱۲۴
۱۰۳	۹	۱۴۲	۱۴۱
۱۰۵	۳	ماہ	ماہ
"	۵	خلیق	خلیق لکھنوی
۱۰۷	۱۲	دبیر	دبیر لکھنوی
۱۱۱	۷	روشں	روشن
۱۱۵	۱۵	جب	جب سے
۱۱۸	۶	اغماضِ	اغماض
"	۲۱	کعبے	کعبے
۱۱۹	۲	جھکا دی	جھکا دیتی
۱۲۰	۱	ساہے	سامنے
۱۲۵	۲	چھیلتے	پھیلتے
۱۲۶	۱۱	جانتا	مانتا
۱۲۹	۱۰	دیکھتا	دیکھتا
۱۳۲	۱۳	بلالین	بلائیں
۱۳۴	۹	رسا	رسا حیدرآبادی
۱۳۷	۶	توٹے [۲]	توڑے [۱]
"	۱۰	ہستی سے	ہستی سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۱۲	ہوتے	ہوتے ہو
۱۳۸	۱۴	کارگز	کارگر
"	۱۸	ہاں	یاں
"	۱۹	جناب	حباب
۱۴۹	۸	.ہی	ہی
۱۵۰	۷	بخت	.بخت
۱۵۲	۱۰	حکومت	حکومت [۳]
۱۵۴	۱۴	گاگلوں	گُلگُلوں
۱۶۱	فٹ نوٹ	کیفی	[۱] کیفی
۱۶۳	۹	مستی	مسّتی
۱۷۱	فٹ نوٹ	۱۱۲ رند	[۱] رند
۱۷۹	"	امیر	[۳] امیر
۱۸۳	۱۱	سیم تنِ	سیم تن
۱۸۷	۱۶	سِر	سر
۱۹۰	۶	فانی	فانی بدایونی
۱۹۱	۱	غم	غم
۱۹۲	۵	بہ حق	برحق
۱۹۳	۱۸	پروہ	پردہ
۱۹۴	فٹ نوٹ ۲	اسیر	[۲] امیر
۲۰۸	۵	کیا	کہا
"	فٹ نوٹ	*	
۲۱۱	۱۲	پہ	یہ
۲۳۰	۲	وحشتِ	وحشت

اُردو کے تمام شعرائے نامدار کا منتخب کلام

بیک وقت بنظر ۲۸۰ شعرا کا کلام یکجا

۴۰۰۰۰ اشعار ... دواوین ... کا خلاصہ

اِنتخابِ عظیم

المعروف بہ

چشمۂ عظیم

۱۳۶۸ ھ

زبانِ اُردو جن شعرائے متقدمین و متاخرین کے کلام پر قیامت تک نازاں رہے گی۔ اون کے (۴۰۰۰۰) شہ پارے ۲۵۶ صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں۔ اور ایک نئی جدت کے ساتھ ؟ یعنی جو بھی شعر منتخب کیا گیا ہے۔ اگر اسی بحر و قافیہ و ردیف میں کسی اور شاعر یا شاعروں کا کلام بھی موجود ہے تو ایسے تمامتر شُعراء کے ہر منتخب شعر کے محاذی ایک دوسرے کے کلام کا حوالہ بصراحتِ صفحات نہایت وضاحت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ کوشش تو یہاں تک کی گئی ہے کہ اگر بحر و ردیف ایک ہو اور صرف قافیہ دوسرا۔ یا اگر بحر بدلی ہوئی ہو اور قافیہ ردیف ایک ہو تو ان سب صورتوں میں بھی حسبِ صراحتِ صدر عمل کیا گیا ہے۔ تا ایک بے نظیر مشاعرہ کا لُطف آجائے۔

خلوت کا مونس، جلوت کا شفیق، حضر کا دوست، سفر کا رفیق، طلبہ کا رہبر طالباۃ کا زیور اور علمی، ادبی، اخلاقی، تاریخی، قومی، حکمت۔ موعظت، فلسفہ، تغزل، تصوف کا نہایت بہترین مجموعہ اور ایسا جامع کہ اساتذہ کے صدہا دواوین کی اوراق گردانی سے بالکل بے نیاز کردیتا ہے۔

نوٹ: بعض احباب کے سخت اصرار پر مولف کا فوٹو بھی دیا گیا ہے اور دیدہ زیب کاغذ پہ زیورِ طبع سے آراستہ کیا گیا۔ قیمت صرف پانچ روپے محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ

نمبر مکان ۳۸۴

ناشر۔ سید ضیاء الدین احمدؔ بی ایس۔ سی عثمانیہ (کوچۂ بہزو) اندرون پل قدیم حیدرآباد دکن

مطبوعۂ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن